المجالس العرفان

صراطِ مُستقیم

عشرہ اربعین مسجد و امام بارگاہ یثرب، ڈیفنس سوسائٹی، کراچی

علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)

بہ تعاون

علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

B-241، گلشن اقبال بلاک 5، کراچی

ناشر

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
MBA
Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

Presented by www.ziaraat.com

سید منور عباس رضوی
6.7.2009

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

کتاب ''صراط مستقیم'' کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء،
گورنمنٹ آف پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے
لہٰذا اس کتاب کے کسی حصے کی طباعت واشاعت، انداز تحریر، ترتیب وطریقے،
جُز یا کل کسی سائز میں نقل کر کے بلاتحریری اجازت طابع وناشر غیر قانونی ہوگی۔

نام کتاب: ________ صراط مستقیم
مقرر: ________ علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)
مرتبہ: ________ اے ایچ رضوی
کمپیوٹر کمپوزنگ: ________ احمد گرافکس، کراچی
سرورق: ________ رضا عباس گرافکس
سن اشاعت: ________ مارچ ۲۰۰۳ء
باردوم: ________ جنوری ۲۰۰۷ء
تعداد: ________ ۱۰۰۰
بہ تعاون: ________ علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ
قیمت: ________ -/۱۰۰ روپے

ناشر

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ عرفان حیدر عابدی (مرحوم)
کا خاص جملہ جو وہ مجالس کے دوران سامعین
مجلس سے نعرۂ حیدری کہلواتے اور جواب دینے
والوں کو یہ کہہ کر دعا دیتے کہ

''مولا سلامت رکھے یا علی مدد کہنے والوں کو''

جیو، جیو، جیو، جیو، جیو، جیو

Presented by www.ziaraat.com

سینتالیس ۴۷ سالہ آئینہ عرفاں جو چوُر، چوُر ہوگیا

نام نامی: سیّد عرفاں حیدر عابدی تخلص عرفاں
پدر بزرگوار: سیّد امیر عباس زیدی مجاہدِ ملت ممتاز مذہبی قومی اور سماجی رہنما
ولادت: ۱۹۵۰ء محلہ لقمان خیر پور میرس سندھ
آبائی وطن: رہبر پرائمری اسکول محلّہ لقمان خیر پور میرس سندھ
میٹرک ناز ہائی اسکول خیر پور
بی اے ممتاز کالج خیر پور
ایم اے اسلامیات یونیورسٹی آف کراچی
ملازمت: سی کسٹم۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ
آغاز خطابت: پہلی تقریر مرکزی امام بارگاہ محلّہ لقمان خیر پور ۱۹۷ء
پہلا مرثیہ: بعنوان ذوالفقار۔ جس کی اصلاح حضرت نسیم امروہوی نے فرمائی۔
تربیت شاعری: جناب مولانا سیّد محمد سبطین قبلہ آثر۔ مقیم لقمان۔
تربیت خطابت: جناب مولانا سیّد قیصر عباس زیدی قبلہ مرحوم ممتاز الافاضل۔ جو علامہ کے عم معظم اور خسر بھی تھے۔

برادران: سیّد ذیشان حیدر عابدی، سیّد فرقان حیدر عابدی۔ سید ریحان حیدر عابدی۔
اولاد: بیٹی سیدہ تمکین زہرا۔ بیٹا سیّد محمد علی۔ داماد ڈاکٹر سیّد قمر عباس زیدی۔
ہمشیرگان: تین بہنوئی۔ سیّد امیر حیدر جعفری۔ سید محمد حیدر نقوی۔ سیّد ناصر حسین زیدی۔
انتقال: ۲۳ جنوری ۹۸ء ۲۴ رمضان ۱۴۱۸ھ بروز جمعرات شب ۱۲ بجے بصورت حادثہ ٹریفک سپر ہائی وے کراچی بمعہ شریکِ حیات۔
ابدی آرام گاہ: حدود مسجد خیر العمل ارض بارگاہ شہدائے کربلا متصل شبیہ روضہ حضرت امام حسین علیہ السلام بلاک ۲۰، فیڈرل بی ایریا۔ انچولی۔ کراچی
پسندیدہ خطیب: حضرت علامہ رضا حسین رشید ترابی اعلیٰ اللہ مقامہ، مولانا سیّد اظہر حسن زیدی، علامہ سیّد نصیر الاجتہادی، علامہ عقیل ترابی، حسین بخش جاڑا، سب سے زیادہ علامہ رشید ترابی سے متاثر تھے۔
ہائی اسکول سے کالج تک مولانا سیّد غلام حسنین رضوی، مولانا حبیب حیدر مرحوم، مولانا شبیہ الحسن محمدی قبلہ، پروفیسر سیّد محمد تقی نقوی، پروفیسر منظر ایوبی سے تعلیم حاصل کی۔
آخری مرثیہ: بعنوان۔ فاطمۃ الزہراؑ جس کی اصلاح جناب محشر لکھنوی نے کی اور علامہ نے یہ مرثیہ ۱۹۹۷ میں امام بارگاہ آلِ عبا بلاک ۱۳ فیڈرل بی ایریا میں پڑھا۔
شاگرد: علامہ سیّد فرقان حیدر عابدی۔ کرامت عباس حیدری لاہور۔ مستجاب حسین عابدی خیر پور۔ مہدی سیف مظفر گڑھ۔

Presented by www.ziaraat.com

پیغام آخر

اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

محبوب ملت، ہردل عزیز ذاکر حسینؑ، نقیب ابو طالبؑ
امین روح انقلاب حضرت علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ
مولا سلامت رکھے یاعلی مدد کہنے والوں کو۔

یہ لاکھ فضا بدلے بدل جائے زمانہ
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

جب چرخ پہ آجائے نظر، ماہ محرّم
لہرائے عزا خانوں پہ، عباسؑ کا پرچم
جب مجلس و ماتم کے لیے، فرش بچھانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

جس طرح کوئی بچہ تڑپتا ہے، مہد میں
ماتم کی صدا سن کے، میں تڑپوں گا لحد میں
تڑپائے گا رہ رہ کے محرّم کا زمانہ
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

تم لوگ سمجھتے ہو کہ، میں زندہ نہیں ہوں
میں ذاکر شبیرؑ ہوں، میں مُردہ نہیں ہوں
ذکرِ شُہدا کرکے، مِرا سوگ منانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

جس جس نے دیا، میرے جنازے کو سہارا
آہوں کے سہارے، مجھے تُربت میں اتارا
احسان ہے ان سب کا، مری لاش پہ آنا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

مل جائیں مرے بھائی، جو ذیشان کہ فرقان
حق وارِ محبت ہیں، مرے ناصر و ریحان
بیٹا کہیں مل جائے، تو سینے سے لگانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

ماں باپ بنا رہنے کا، اک پل نہیں عادی
بیٹے کی مرے کرنا، بڑی دھوم سے شادی
شعب ابی طالبؑ میں بہو، چاند سی لانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

بیٹی سے بیاں کرنا، سکینہؑ کی یتیمی
لیلیٰ کی قسم دینا، مری ماں کو تسلی
جب روئیں تو، نوحہ علی اکبرؑ کا سنانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

ماں بہنوں کو میں، قبر میں بھی دوں گا دعائیں
آباد رہیں گودیاں، اور سر پہ ردائیں
روشن رہے آباد، رہے سب کا گھرانہ
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

Presented by www.ziaraat.com

حاسد کو مرے، اب تو کوئی شکوہ نہیں ہے
عرفاںؔ تو خاموش ہے، اور زیرِ زمیں ہے
جو چاہے بنائے، مجھے لفظوں کا نشانہ
اے اہلِ عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

بے سان و گماں، راہ میں موت آ گئی مجھ کو
میں کس کو کہوں، کس کی نظر کھا گئی مجھ کو
کیا گزری ہے مجھ پر، یہ کسی نے بھی نہ جانا
اے اہلِ عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

کرنا ہے تمہیں، اپنے عقیدوں کی حفاظت
نوحوں کی، سلاموں کی، قصیدوں کی حفاظت
ہر حال میں ہے فرشِ عزا، تم کو بچانا
اے اہلِ عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

مولا کے عزادارو! تمہیں عید مبارک
عرفاںؔ کے غم خوارو! تمہیں عید مبارک
دو پھول، مری قبر پہ بھی آ کے چڑھانا
اے اہلِ عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

محشر میں ہمیشہ کے لیے، زیرِ زمیں ہوں
لکھ دو مرے دروازے پہ، میں گھر میں نہیں ہوں
بس گھر میں، مرے نام کی اک شمع جلانا
اے اہلِ عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ وَالْاِكْرَامُ عَلٰى سَيِّدِ اَصْلِ مَّا فِی الْوُجُوْدِ، سِرِّ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ نُكْتَةِ دَائِرَةِ الْوُجُوْدِ، صَاحِبِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ مَوْلَانَا وَهُوَ لِیَ الثَّقَلَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَهْلِبَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ الْمَظْلُوْمِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَعْدَآئِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ حَقٌّ سُبْحَانَهٗ فِیْ كِتَابِهِ الْمُبِيْنَ وَهُوَ اَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

Presented by www.ziaraat.com

مجلس اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

سراپا تشکر اور مجسم نیاز مندی ہوں بارگاہ محمدؐ و آل محمدؐ میں کہ جن کے توسل، مدد اور وسیلہ سے امام بارگاہ ڈیفنس میں صفر کی پہلی مجلس سے خطاب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ اسی ذوق و شوق کے ساتھ، مودت کے ساتھ ذکر مولا سننے کے لیے تشریف لائیں گے۔

''اتحادِ بین المسلمین'' کا عنوان اس عشرہ صفر میں خصوصیت کے ساتھ جو ہمارے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ چودہ صدیاں گزر گئیں اس کوشش میں، اس جدوجہد میں کہ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر

سب کا جذبہ یہی رہا جو علامہ اقبال کا رہا۔ سب کی تڑپ یہی رہی جو اقبال کی تھی۔ اسی جذبہ اور تڑپ کا اظہار مختلف مواقع پر اکابرین ملت کرتے آئے۔

اتحاد بین المسلمین جب کہا جائے گا تو جو مفہوم ہے اس عنوان کے تحت اس پر

ہم سب کا ایمان ہے۔ اتحاد بین المسلمین جب کہا جائے گا تو اسلام کو محدود کیا جائے گا، اسلام کو محدود سمجھا جائے گا۔ اس لیے کہ اسلام صرف مسلمانوں کے لیے نہیں آیا بلکہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

''اِن الدین عند اللہ الاسلام۔'' (سورہ آلِ عمران آیت ۱۹) اس لیے اسلام کو صرف مسلمانوں سے وابستہ کر دینا یہ اسلام کے حقیقی معنی، مذہب اسلام کی حقیقی وسعت، دین و مذہب حقہ کی جو حقیقی وسعت ہے ان معانی اور مفاہیم کو یہ لفظ پورا نہیں کرتا۔ یہ اتحاد بین المسلمین کیا؟؟! جب مسلمین ہیں تو اتحاد ہے۔ جب آپ کہیں گے بین المسلمین تو مسلمانوں کے درمیان۔ تو جب سب مسلمین ہیں تو اتحاد کے کیا معنی؟

اتحاد تو دو مختلف نظریات کے درمیان ہوتا ہے۔ اتحاد تو دو مختلف مقاصد رکھنے والوں کے درمیان ہوتا ہے۔ دین کے معنی ہیں منزل، مذہب کے معنی ہیں راستہ۔ مذہب یعنی وہ راستہ جو منزل تک پہنچائے۔ دین میں تو اختلاف ہے ہی نہیں۔ ہر مسلمان کا دین اسلام ہے۔ ہر کلمہ گو کا دین اسلام ہے۔ ہر ایک کا مقصد اسلام ہے۔ اسلام سب کا ایک ہے، منزل سب کی ایک ہے، دین سب کا ایک ہے۔ اختلاف منزل پر نہیں اختلاف راستے پر ہے۔

منزل تک پہنچنا تو سب مسلمان چاہتے ہیں۔ مگر یہ اپنی اپنی قسمت کی بات ہے، اپنے اپنے معیارِ علم کی بات ہے، اپنی اپنی پسند کہ اس دین پر پہنچنے کے لیے کسی راستے پر جانا چاہیے۔

بہ مصطفٰیؐ برساں خویش را کہ دیں ہم اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولہبیست

(اقبال)

اگر فلاح چاہتے ہو، صلاح چاہتے ہو تو مصطفٰیؐ تک پہنچو اس لئے کہ دین مصطفٰیؐ کے پاس ہے۔ اگر مصطفٰیؐ کے پاس نہ پہنچے تو بولہبی ہو جاؤ گے۔

Presented by www.ziaraat.com

لاکھ نمازیں پڑھیں، سجدے کریں۔ لیکن ہر مسلمان کو مصطفیٰؐ کے قدموں تک پہنچنا ضروری ہے۔

تو منزل سب کی مصطفیٰؐ ہے نا!...... اب یہ اپنی اپنی قسمت، اپنا اپنا معیارِ علم کہ چاہے دروازے سے آئے یا کسی اور راستے سے، استدلال ضرور سامنے رکھنا چاہیئے۔

اس لیے کہ قرآن نے جو طرزِ استدلال مقرر کیا ہے۔ ہم اتحاد کے معنی قرآن سے سمجھیں۔ دُنیاوی اتحاد کچھ ہنگامی حالات کے تحت ہوجاتا ہے۔ ضرورت کے تحت قومی اتحاد، فرقہ وارانہ اتحاد، حکومت کے تحت اتحاد۔ مسلمانوں کے کسی فرقے میں اختلاف تو ہو ہی نہیں سکتا۔

۱۴ سو برس سے اتحاد کی کوششیں ہو رہی ہیں لیکن اتحاد نہ ہوسکا اگر علماء نہ چاہیں تو اتحاد ہو ہی نہیں سکتا۔ عوام تو بے چارے مظلوم ہیں، معصوم ہیں، اصطلاحی معنی میں جیسے کہا جاتا ہے ان کو ویسے وہ عمل کر لیتے ہیں۔

جب سب کا اللہ ایک قرآن ایک، سارے رسولوںؑ پر سب کا ایمان،
ساری کتابوں پر سب کا ایمان، وحدانیت، توحید پر سب کا ایمان،
سارے مسلمانوں کا کعبہ ایک، ساری کتابوں پر سب کا ایمان،
خاتم النبیین پر سب کا ایمان، زبور پر سب کا ایمان، توریت، انجیل،
قرآن پر سب کا ایمان، نمازوں پر سب کا ایمان،
فرشتوں، حیات وموت پر سب کا ایمان،
حشر ونشر، پل صراط سے گزرنے پر سب کا ایمان، جنت و دوزخ پر سب کا ایمان، نمازیں سب کی سترہ رکعت، تیس روزوں پر سب کا ایمان، بڑی عیدیں صرف دو ہی ہیں۔

سارے مسلمانوں میں یہاں تک اتحاد چلا آرہا ہے لیکن اس کے باوجود ختمیؐ مرتبت کا ارشاد ہے کہ میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوجائیں گے ایک جنت میں

جائے گا باقی جہنم میں۔ بنیادی چیزیں تو سب کی ایک ہی ہیں نا! اللہ پر ایمان، رسولؐ پر ایمان، قضا وقدر پر سارے مسلمانوں کا مکتبِ فکر ایک ہے۔

اتحادِ فکر کے باوجود میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایمان کی منزل میں سب ایک۔ اس کے باوجود کہ ان تمام چیزوں پہ اعتقاد مگر ۷۳ فرقے اور صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ اس حدیث رسالت مآبؐ میں کسی محدّث، مؤرخ، راوی کو اختلاف نہیں ہے۔

آخر وہ کونسی ایسی شئے ہے جو صرف ایک طبقے کے پاس ہے سب کے پاس نہیں ہے۔ آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک سارے مسلمانوں کا ایک اتحادِ فکر۔ آخر اختلاف کہاں اور کس چیز پر ہے، اب پیغمبر کی اس حدیث کی روشنی میں ہر مسلمان کی یہ تمنا ہے کہ خدا اسے صراطِ مستقیم دے۔ خواہش کہ ہمیں قائم رکھ۔ باقی رکھ (جو بھی معنی آپ لیں) ہر مسلمان ہر نماز میں یہ دعا کرتا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم۔ یعنی منزل کیا ہوئی صراط مستقیم۔

نوّے (۹۰) کروڑ مسلمانوں کی دلی تمنا، ہر نماز میں یہ دعا کہ صراط مستقیم پر رکھ۔

آپ سورۂ الحمد ہر نماز میں پڑھتے ہیں اور پڑھنا واجب ہے۔ ضرور پڑھنا ہے باقی سوروں میں اختلاف کا اختیار ہے مگر یہ سورۃ پڑھنا واجب ہے۔ ذرا تاریخ کے اوراق کو اُلٹ کر دیکھیئے۔

تاریخ طبری سے ہم اس خطبے کی بات کرتے ہیں جو حضرت ابوطالبؑ نے اپنے عقد کے موقعے پر پڑھا تھا۔ ہم اس خطبے کی بات نہیں کرتے جو حضرت ابوطالبؑ نے محمدؐ کے عقد کے موقعے پر پڑھا تھا بلکہ اس خطبے کی بات تاریخ طبری سے کرتے ہیں جو مسلمانوں کی مستند تاریخ ہے اپنے عقد کے موقعے پر حضرت ابوطالبؑ کہتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ الذی جعلنا من ذریت ابراھیم۔

ساری تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں ذریت ابراہیمؑ، نسل اسماعیلؑ میں

Presented by www.ziaraat.com

قائم کیا۔

اپنے عقد کے موقعے پر ابھی تو کسی نمبر کا کوئی مسلمان بھی نہیں ہوا تھا ابھی پیغمبر اسلام ہی نہیں ہوئے تھے۔ ابوطالبؑ کہتے ہیں۔ ''الحمد للّٰہ رب العالمین۔'' ابوطالبؑ کا یہ خطبہ قبل نزول قرآن۔

ساری تعریفیں اُس خدا کے لیے جو سارے عالمین کا رب ہے۔

خدا نے بھی قسم کھائی تھی کہ تمہارے خلوص میں ڈوبے ہوئے الفاظ ہمیں اتنے پسند آئے ہیں کہ ہم اپنی نماز کا آغاز ابوطالب کی زبان سے نکلے ہوئے پرخلوص جملوں سے کریں گے ہر مسلمان اپنی نماز کا آغاز انہی الفاظ سے کرتا ہے یہ ہے سورۂ حمد، عدل الٰہی یہ ہے، انصاف یہ ہے۔

هل جزا الاحسان الا الاحسان۔ (سورۂ رحمٰن آیت ٦٠)

ہم ان کی مدح اس لیے کرتے ہیں کہ ہمارا قرآن پر ایمان کامل ہے اور اللہ نے یہ کہا ہے۔

اذکرونی واذکرکم۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۵۲)

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

اللہ نبی نہیں ہے، خلیفہ، امام رسولؐ نہیں ہے۔ اللہ نے کہیں اپنے آپ کو خلیفہ نہیں کہا، نبیؐ، امام، رسول نہیں کہا صرف لقب اللہ کو بہت پیارے لگے ہیں جو اپنے آپ کو کہا ہے اپنے آپ کو مولا کہا، ولی کہا ذاکر کہا۔

یا ولی یا ذاکر ہے یا مولا ہی اور یہ تینوں خصوصیات صرف ہمارے یہاں ہیں ولی کا تصور بھی صرف ہمارے یہاں ہے اور مکاتب فکر میں ہے تو علیؑ ولی جس کا سلسلہ جا کر منتہی صرف علیؑ پر۔ ولی کا تصور بھی صرف ہمارے یہاں اور مولا کا تصور تو ہے ہی ہمارے یہاں اللہ نے اپنے کلام میں فرمایا:

ذلک بان اللّٰہ مولیٰ الذین اٰمنوا وان الکافرین لا مولیٰ لھم (سورہ محمد ۱۱)

اللہ مؤمنوں کا مولا ہے اور کافروں کا کوئی مولا نہیں۔

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

اللہ اُن لوگوں کا ذاکر ہے جن لوگوں نے اس کا ذکر بلند کیا اور یہ ذاکر صرف ہمارے ہاں ہیں جو ذکر کرے اُس کو ذاکر کہتے ہیں اللہ اُن لوگوں کا ذاکر ہے جو اُس کا ذکر بلند کرے۔ لفظ ذاکر کسی مکتب فکر میں نہیں۔ مولوی ہے، مولانا ہے، مفتی ہے لیکن ذاکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر ہمارے ہاں ہے۔

النظر وجه عَلِيٌّ عبادہ۔ ذکر عَلِيٍّ عبادہ۔ ہم نے قرآن آلِ محمدؐ سے لیا ہے اس لیے ہماری گفتگو میں قرآنی استدلال ہوا کرتا ہے جب قرآن میں آیت موجود ہے تو روایت کی پھر کیا ضرورت ہے؟ قرآن Source of decision دونوں مکاتب فکر میں پہلے قرآن پھر حدیث پھر سنت پھر ہے اجماع۔

ہمارے ہاں بھی ذرا سے اختلاف کے ساتھ اجماع ہے لیکن کل امت کا اجماع ہے یہی اتحاد ہے ہمارے ائمہ نے جو اجماع کی بنیاد ڈالی ہے۔ وہ صرف اجماع کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اجماع کل اُمت جس میں ہمارا معصوم امام بھی آجاتا ہے۔

صرف اجماع کے قائل ہوں تو مکہ مدینے کے دوٹوں کا نام اجماع نہیں ہے بلکہ کل اُمت کا اجماع ہو۔ اجماع کل اُمت میں ہمارا امام بھی آجاتا ہے اس لیے ہم اجماع کل امت کے قائل ہیں اجماع کل اُمت یہ اجماع ہے ہمارے ہاں تاکہ معاشرے کا کوئی طبقہ محروم رائے نہ رہے۔

کتنا خوبصورت عدل ہے معصوم کا! یہ نہیں کہ آپ چند بزرگوں سے منتخب کرا دیں یا چند VIP منتخب کریں۔ کسی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نبیؐ کے سامنے جو بھی ہے وہ نبیؐ کا غلام ہے۔ VIP ہوں گے اپنے گھر میں نبیؐ کے آگے کسی کی کوئی اہمیت نہیں۔

اجماع کل اُمت کب ہے جب قرآن سے کوئی بات ثابت نہ ہو۔ اگر قرآن

Presented by www.ziaraat.com

سے کوئی بات ثابت نہ ہو تو حدیث ہے۔ اگر حدیث بھی تائید نہ کرے تو پھر ہے اجماع۔ تیسری منزل ہے اجماع۔

قیاس کا تو مسئلہ ہی نہیں۔ قیاس کو ہم شامل کر ہی نہیں سکتے۔ کیوں کہ اس کی سزا بہت سخت ہے۔

اذقال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طینo فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین۔ (سورۂ ص۔ آیت ۷۱۔ ۷۲)

جب اللہ نے کہا تو...... سب فرشتے سجدے میں گر گئے۔ سوائے ابلیس کے۔ سزا بڑی سخت ہے...... **کان من الکافرین۔** وہ کافروں میں سے تھا۔

قال یاابلیس مامنعک ان تسجدلماخلقت بیدیط (سورہ ص آیت ۷۵)۔

اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا۔ اس کے سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا۔

اے ہاتھ پیر نہ رکھنے والے اللہ میں قربان تیرے دونوں ہاتھوں کے۔

تکبر کیا، اکڑ گیا کہنے لگا۔

خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ (سورہ ص آیت ۷۶)

مجھے آگ سے پیدا کیا اسے مٹی سے۔

اس نے امر الٰہی پر قیاس کیا۔ نورِ نبوت کو نہ دیکھ سکا۔ مٹی کے پتلے کو دیکھا۔ نورِ نبوت کی معرفت نہ حاصل کر سکا۔ آدمؑ کو مٹی سے بنا ہوا بشر سمجھا۔ قیاس کیا نا! بدبخت کیسا تھا کہ نورِ نبوت کو نہ دیکھا، قیاس کیا امرِ الٰہی پر...... اس کی ساری عبادتیں غائب ہوگئیں دو چیزوں سے۔ کہ میری موجودگی میں اس کو خلیفہ بنا رہا ہے۔ ایک تو قیاس کو داخل کیا دوسرے عدلِ الٰہی پر اعتراض کیا۔

اسی لیے تو ہم نے اصول دین میں توحید کے فوراً بعد عدل رکھا ہے۔ تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ یہ گروہ شیطان سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا بلکہ عدل الٰہی کا قائل ہے۔

پہلے توحید، دوسرے عدل، تیسرے نبوت۔ عدل اگر درمیان میں ہے ایک طرف توحید ایک طرف نبوت، تو میزانِ عدل پر اب کوئی بات خلافِ عقل ہو ہی نہیں سکتی...... اس لیے کہ درمیان میں عدل ہے۔ جب میزان عدل پر توحید و نبوت کو لائیں گے تو نہ توحید میں شرک ہوگا نہ نبوت پر شک ہوگا۔

ماننے کی حد تک تمام مکاتب فکر ایک ہیں۔ لیکن ماننا اور ہے پہچاننا اور ہے۔

قرآن منوانے کے لیے نہیں آیا۔ پہچنوانے کے لیے آیا ہے۔

حضورؐ آئے پہچنوانے کے لیے منوانے کے لیے نہیں آئے۔

جتنے کفارِ مکہ تھے یا اس زمانے کے جتنے کافر تھے وہ اللہ کے منکر نہیں تھے۔ اللہ کو اللہ مانتے تھے، خالقِ ارض و سماء مانتے تھے اس کے اللہ ہونے کے منکر نہیں تھے۔ دو ہی شخصیتیں ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا ایک اللہ کی ذات ایک علیؑ کی شخصیت۔ سب مانتے ہیں کچھ وقت پڑنے پر مانتے ہیں کچھ ہمیشہ مانتے ہیں تو اللہ کو تو اُس وقت بھی مانتے تھے۔ ”اے حبیب جب تم کافروں سے سوال کرو گے کہ یہ آسمان و زمین کس نے پیدا کیے تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے“

اللہ کو اللہ مانتے تھے پھر بھی کافر، خالقِ ارض و سماء جانتے تھے پھر بھی کافر، بتوں کو خدا نہیں جانتے تھے، بلکہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ مانتے تھے پھر بھی کافر۔

اللہ کو مالکِ ارض و سما جانتے تھے لیکن پہچانتے نہ تھے۔ اگر پہچان لیتے تو اپنے ہاتھوں سے بت نہ بناتے۔ بتوں کو اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ مانتے تھے۔ یہی بات مزاج مشیت پر گراں گزری کہ جب تم کو ہم تک پہنچنا ہے تو ہمارے بنائے ہوئے وسیلے کو مانو۔ تم کو آنا ہم تک ہے اور وسیلہ خود بنا رہے ہو۔ پہنچنا منزل تک ہے اور وہ منزل ہے مصطفےٰؐ۔ تو پہنچنا مصطفےٰؐ تک ہے۔

بہ مصطفےٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اقبالؔ

Presented by www.ziaraat.com

تو وسیلہ خود مصطفیٰؐ بتائیں گے جن کے ذریعے مصطفیٰؐ تک پہنچو گے اسی لیے مصطفیٰؐ نے در بتا دیا۔

انا مدینة العلم و علیٌ بابها

انا دار الحکمة و علیٌ بابها

یا علیٌ انتَ ولی الامر

ہر مسلمان کی تمنا صراط مستقیم ہے۔ ہر مسلمان صراط مستقیم کی تمنا کرتا ہے۔ ہر نماز میں مانگتا ہے۔ ارشادِ رسول: اگر تم علیؑ کو اپنا ولی بناؤ گے اور ترجمہ کرنے والے نے بریکٹ میں لکھا ہے (اور میں جانتا ہوں تم نہیں بناؤ گے) اگر تم علیؑ کو امیر بناؤ گے تو میں ذمہ داری لیتا ہوں، کہ وہ تم کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر دے گا۔

اب صراطِ مستقیم ہے کیا؟...... صراطِ مستقیم علیؑ کا راستہ ہے نا! ہر مسلمان کی تمنا ہر نماز میں دعا کہ علیؑ کے راستے پر قائم رکھ، گامزن کر...... جب دیکھا نہیں، سامنے نہیں تو اس کی تمنا کیسے؟ کوئی صراطِ مستقیم کا تعین نہیں کرسکتا، کوئی مولوی، ملا، مفتی۔

یہ ہے صراطِ مستقیم۔ نہ مدینے کا نام صراطِ مستقیم، نہ مکہ کا، نہ دونوں کا۔ پانچ وقت نماز میں دعا، صراطِ مستقیم، صراطِ مستقیم کا کوئی تصور تو ہو! اگر بغیر تصور کے صراطِ مستقیم مانگ رہے ہو۔ اس منزل کے تصور کے بغیر اس منزل کے علم کے بغیر کہ صراطِ مستقیم پر قائم رکھ۔

تو آؤ کتاب خدا سے پوچھیں کہ وہ کون سی صراط مستقیم ہے، ان لوگوں کا راستہ جن پر خدا اپنی نعمتیں نازل کر رہا ہے۔ دولت نہیں نعمت، دولت وہ جو جدوجہد سے حاصل کی جاتی ہے۔ نعمت عطائے خدا ہے، جزائے خداوندی ہے۔ دولت تو فرعون کے پاس بھی تھی، نمرود، شداد غرض ہر ڈاکو کے پاس جمع ہوجاتی ہے۔ کیا آپ دولت کو انعام خداوندی کہیں گے؟

دولت وہ جس کے حصول کے امکانات قوت انسانی میں ہوں۔ دولت ہر ایک کے لیے ممکن ہے جسے انسان جدوجہد سے حاصل کرے۔ لیکن نعمت عمل کی جزا ہے۔

نعمت اور عمل کا فرق معلوم ہوگیا تو صاحبانِ نعمت بھی سمجھ میں آ جائیں گے۔ جب صاحبانِ نعمت سمجھ میں آ جائیں گے تو ان ہی کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ تو اتحاد اسی پر ہوگا نا!...... صراطِ مستقیم پر صاحبانِ نعمت پر اتحاد ہوگا۔

عمل کے بعد بارگاہِ ایزدی سے جو جزاء ملے گی وہ نعمت ہے۔ سن بلوغ پر پہنچنے کے بعد، زندگی میں جدوجہد کرنے کے بعد انسان دولت کماتا ہے۔ لیکن کعبے میں پیدا ہونے کی نعمت اللہ نے پہلے ہی عطا کر دی۔ مولا نے ابھی عمل صالح نہیں انجام فرمائے۔ ابھی تو خیبر نہیں فتح ہوا، نہ بدر نہ خندق، ابھی تو کل کفر کو قتل نہیں کیا۔ علیؑ نے ابھی تو کوئی عمل نہیں کیا۔ یہ عمل سے پہلے نعمت کیسی؟

اگر علیؑ کی تمام فضیلتوں کا کائنات انکار کر دے تو کعبہ کی دیوار کے در کا چودہ سو برس گزرنے کے بعد لاکھ اس پر پردے لٹکاتے رہو، سیسہ پگھلا کر ڈالتے رہو، لاکھ نشان مٹانے کی کوشش کرتے رہو۔ لیکن یہ نعمت اللہ ہے کوئی مٹا نہیں سکتا۔

عمل سے پہلے جزا اور اتنی عظیم۔ یہ دولت نہیں ہے یہ نعمت ہے۔

تم دولت سے نعمت نہیں مٹا سکتے۔

علیؑ وہ جو کائنات کے سب سے بڑے گھر میں پیدا ہوا۔ جس کی طرف سب مسلمان قیامت تک سجدے کرتے رہیں گے۔ یہ تو علیؑ کی فضیلت ہے۔ اب ذرا حسینؑ کی ولادت دیکھو۔ ابھی تو حسینؑ نے قربانی بھی نہیں دی۔ قربانی دینے میں ابھی بہت وقت ہے۔ چھوٹا شہزادہ وہ ابھی پیدا ہوا ہے۔ ذرا حسینؑ کی فضیلت دیکھو۔

حکم ہوا ملائکہ کو کہ جاؤ زہراؑ کے در پر مبارکباد کے لیے۔ چلے ملائکہ مبارکباد دینے۔ دیکھا ایک جزیرہ میں ایک فرشتہ پڑا ہے۔

اس نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

Presented by www.ziaraat.com

کہا: معلوم نہیں چھوٹا شہزادہ حسینؑ پیدا ہوا ہے؟!

کہا: مجھے بھی لے چلو اپنے پروں میں، ہزاروں برس سے اس دن کا انتظار کر رہا تھا۔ فطرس کو لائے خدمت ختمی مرتبت میں:

یا نبیؐ یہ فرشتہ معافی کے لیے آیا ہے۔ اس کو بال و پر عطا کیجیے۔ (انعام۔ انعام۔ نعمت)

فرمایا: لے جاؤ حسینؑ کی سرکار میں۔ میرے بچے کے قدموں سے اسے مس کر دو۔۔۔۔ (ابھی حسینؑ نے کوئی عمل نہیں کیا۔)

جناب نوحؑ جیسا جلیل المرتبت نبی۔ نام عبدالرزاق یا عبدالرحمٰن تھا لیکن امت کے مظالم سے اتنے نوحے پڑھتے رہتے تھے، روتے رہتے تھے کہ نوح نام پڑ گیا۔ امت اتنے پتھر مارتی کہ پتھروں میں چھپ جاتے، زخمی ہو جاتے، خون میں نہا جاتے۔ جبرئیل آتے پتھروں کو پروں سے ہٹاتے، باہر نکالتے، اپنے پروں کو جسم سے مس کرتے اور نبی کے زخم ٹھیک ہو جاتے۔

خدا کی قسم سلام کرو حسینؑ کی بارگاہ کو، اپنے حسینؑ کو کہ نبی کے زخم تو فرشتے کے پروں کے مس ہونے سے ٹھیک ہوں اور فرشتے کو شفا حسینؑ کی قدموں سے مس ہونے سے ملے اور ابھی تو پیدا ہوئے ہیں حسینؑ...... یہ ہیں صاحبانِ نعمت۔

''اماں لباس چاہیئے۔'' ''بیٹا تمہارا درزی کپڑے لے کر آتا ہی ہوگا۔''

بے شک عصمتِ تکلمِ فاطمہؑ کے قدر دان ہم ہی ہیں۔۔۔۔ فرشتے کو حکم ہوتا ہے خبردار فاطمہؑ نے کہا ہے درزی کپڑے لے کر آتا ہوگا۔ اس لیے کہنا

''انا خیاط الحسنین'' میں حسنینؑ کا درزی ہوں۔ فوراً کپڑے لے کر فاطمہؑ کے در پر پہنچو۔ فرشتے کی مجال نہیں کہ کہے ''میں فرشتہ ہوں۔''

فاطمہؑ نے یہ زمانہ دیکھا تھا، یہ دور دیکھا تھا۔ ''بابا! اس روز تو میری زبان سے نکلا ہوا لفظ لوحِ محفوظ کی تحریر بن گیا اور آج میں خطبہ دے رہی ہوں کوئی نہیں سنتا۔ بابا

کل تو کسی نے مجھ سے تصدیق نہیں چاہی تھی۔ آج میری زبان کا کسی کو بھروسہ نہیں۔ آج سب مجھ سے گواہی مانگتے ہیں۔''

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آیہ تطہیر کے نزول کے بعد چھ ماہ تک رسول خداؐ فاطمہ زہراؑ کے دروازے پر دق الباب کر کے سلام کیا کرتے تھے۔ میری سنت پر عمل کرنے والو اپنی صبح کا آغاز فاطمہؑ کے سلام سے کرو۔

شاہزادی نے یہ دن دیکھے ہیں...... اور آج! گواہی لے آؤ اور جب گواہی لائیں تو کہا ہمیں قبول نہیں۔

اب بتاؤ ان دو ماں بیٹی کا قصور کیا تھا؟ ماں چار گھنٹے مسجد نبوی میں کھڑی رہی کوئی اتنا نہ تھا جو کہتا محمدؐ کی بیٹی بیٹھ جاؤ۔

ادھر ۳۵ بستیوں سے علیؑ کی بیٹی، محمدؐ کی نواسی ایک چادر کا سوال کرتی چلی۔

صفر کا مہینہ ہے۔ سیّد سجاد کا مہینہ ہے۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پیروں میں بیڑیاں، گلے میں طوق، کمر میں لنگر، ایک رسن میں ۲۷ گلے۔ جب بازار سے قافلہ گزرتا تو شمر صدا دیتا دیکھو یہ خارجی کا خاندان ہے۔

سیّد سجادؑ نے کہا تھا: منہال شہادت تو ہمارا ورثہ ہے لیکن کیا ماں بہنوں کی بے پردگی بھی ہمارے ورثے میں آئی ہے؟ ہمارے گھر میں آیہ تطہیر آئی، آیتوں کا نزول ہوا کرتا تھا، آیتیں آیا کرتی تھیں۔

محرم کا مہینہ حسینؑ کا مہینہ ہے، صفر کا مہینہ زینبؑ کا مہینہ ہے۔ خوب روئیے۔ دل کھول کر روئیے گھٹ گھٹ کر مت روئیے اس لیے کہ جب زینبؑ نانا کی قبر پر آئی تو کہہ رہی تھی: نانا میں بھائی کے لاشے پر سے ایسے گزاری گئی جیسے وہ میرا کچھ نہیں لگتا تھا۔

شامِ غریباں میں آپ سن چکے سکینہؑ باپ کے جسم سے نہیں لپٹی۔ سینے پر سونے والی قدموں سے لپٹی ہوئی تھی۔ زینبؑ نے پوچھا بیٹی تو سینے پر سونے کی عادی تھی، سینے

Presented by www.ziaraat.com

پر کیوں نہیں سوئی، قدموں سے کیوں لپٹی۔

کہا: پھوپھی بابا کے جسم پر اتنے تیر لگے ہوئے تھے کہ میں نہیں لپٹ سکی صرف پیروں میں تیر نہیں تھے اس لیے قدموں سے لپٹی۔

جب قافلہ گھروں کے قریب رکا تو سب کی جھولیوں میں پتھر یا صدقے کے خرمے تھے اور برابر پھینکے جا رہے تھے۔

ام کلثومؑ نے کہا: اے اہل کوفہ ہم آلِ محمدؐ ہیں ہمارے نانا کا حکم ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ ایک بی بی جو گود میں پتھر لیے کھڑی تھی گود سے پتھر گرا کر قریب آئی

بولی: بی بی بتاؤ تم کون لوگ ہو؟

زینبؑ نے کہا: کیا کرو گی پوچھ کر؟

بولی: اچھا بی بی اس بچی سے میری تین دعائیں کرا دو...... میرے بچے یتیم نہ ہوں، شوہر خیر سے لوٹے، مدینہ جا سکوں۔

زینبؑ نے کہا: کیا کرو گی مدینہ جا کر؟......

کہا: میرا شہزادہ عباسؑ مدینے میں ہے، میرا آقا حسینؑ، میری شاہزادی زینبؑ... فرمایا اگر زینب کو بازار میں دیکھے تو پہچان لے گی؟

کہا: زینب اور بازار میں؟ عباسؑ کی بہن، علیؑ کی بیٹی، اٹھارہ بھائیوں کی بہن بازار میں؟!

زینبؑ نے بھائی کے سر کی طرف دیکھا اور کہا: بھیا ام حبیبہ مجھے نہیں پہچانتی۔

سرِ حسینؑ سے آواز آئی: ''ام حبیبہ یہ میری بہن زینبؑ، فاطمہؑ کی بیٹی ہے۔''

مجلس دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝۱ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۲ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝۳
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝۴ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝۵ صِرَاطَ
الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ۬ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝۷

عزیزانِ محترم! ہم کسی دور میں بھی اور کسی زمانے میں بھی اختلاف کا سبب نہیں رہے ہم تو اختلاف کر ہی نہیں سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی اختلافی شخصیت کو مانتے ہی نہیں ہمارے متعلق ملت کو ٹھنڈے دل سے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، وسیع النظری کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ ہم نے جب بھی مانا بس انہی کو مانا جو سب کے لیے ماننے کے قابل ہوں۔

ہمارے پہلے امام سے لے کر آخری امام تک دیکھیئے کہ ہم کسی ایسے ہادی رہبر اور امام کو تسلیم ہی نہیں کرتے جو وجہ اختلاف ہو۔ ہم علیؑ کو مانتے ہیں، علیؑ کا تذکرہ کرتے ہیں، علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں، علیؑ کے مناقب بیان کرتے ہیں۔ تنہا ہم ہی علیؑ کے فضائل بیان نہیں کرتے۔

یہی تو ہمارا طرزِ استدلال ہے ہم نے علیؑ کے فضائل کبھی اپنی کتابوں سے بیان نہیں کیے بلکہ ملت مسلمہ کی مانی ہوئی کتابوں سے لیئے۔ ہم تو اس لیے علیؑ کو علیؑ مانتے ہیں کہ علیؑ کے فضائل اپنوں نے بھی بیان کیے، غیروں نے بھی بیان کیے، مسلمانوں نے

Presented by www.ziaraat.com

بھی بیان کیے، غیر مسلموں نے بھی بیان کیئے ۔

مسلمان ہی پر منحصر نہیں ہے۔ ہم تو ایسے علیؑ کو مانتے ہیں کہ جس کو غیر مسلم مفکرین نے بھی خراج عقیدت اس طرح پیش کیا ''ہم علیؑ میں ایک ایسے سچے اور حق گو شہزادے کی مثال پاتے ہیں کہ اس سے بہتر ہمیں دنیائے اسلام میں کوئی نہیں نظر آتا۔''

آپ مسلمانوں کی بات کرتے ہیں ہم نے تو ایسے علیؑ کو مانا جسے ایک غیر مسلم مفکر نے اس طرح جامع تعریف میں خراج عقیدت پیش کی یورپ کے مشہور اور قابل مفکر Gibbon نے یہ فیصلہ کن جملہ کہا۔ There is nothing in Islam but Ali.

کچھ نہیں اسلام میں سوائے علیؑ کے

تمام ریسرچ کے بعد The decline & fall of Roman Empire کے مصنف نے یہ فیصلہ کن جملے کہے جو یورپ کا مانا ہوا تاریخ نویس ہے اور اگر ہم اس جملے کی تشریح کر دیں اس نے تو صرف اتنا جملہ کہا نا کہ کچھ نہیں اسلام میں سوائے علیؑ کے۔

لیکن ہم تو اس کی تشریح کرتے ہیں کہ اگر علیؑ کو تاریخ اسلام یا تاریخ مسلم کے کسی بھی ورق سے علیحدہ کر دیا جائے تو وہی ورق نامکمل نظر آئے گا۔ جس گوشے سے بھی آپ علیؑ کو علیحدہ کر دیں تو وہ نامکمل ہے۔

اگر خانہ کعبہ سے علیحدہ کر دیں تو کعبہ، کعبہ نظر نہیں آتا بلکہ بت کدہ نظر آتا ہے۔

اگر آپ علیؑ کو بستر رسولؐ سے علیحدہ کر دیں تو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے عوض بیچ کر حفاظتِ پیغمبر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

اگر علیؑ کو آپ جنگ بدر سے علیحدہ کر دیں تو جنگ بدر کا کوئی ہیرو نظر نہیں آتا۔

علیؑ کو اگر آپ جنگ احد سے علیحدہ کر دیں تو رسولؐ کا کوئی حافظ و ناصر نظر نہیں آتا۔

علیؑ کو اگر آپ خیبر سے علیحدہ کر دیں تو کوئی (شاہِ لافتیٰ) نظر نہیں آتا۔

اگر علیؑ کو آپ جنگِ خندق سے علیحدہ کر دیں تو ''کل کفر'' کی طاقت کی گواہی دینے والے تو نظر آتے ہیں لیکن ''کل کفر'' کو قتل کرنے والا ''کل ایمان'' نظر نہیں آتا۔

علیؑ کو اگر آپ دوشِ پیغمبرؐ سے علیحدہ کر دیں تو بت پرست تو نظر آئیں گے بت شکن کوئی نظر نہیں آتا۔

علیؑ کو اگر آپ منبر رسولؐ سے علیحدہ کر دیں تو دنیائے اسلام خطیب منبر سلونی سے محروم ہو جائے گی۔

کوئی نظر نہیں آتا جو ''سلونی قبل ان تفقدونی'' (پوچھ لو جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہے) کہے علیؑ کے اس دعوے کو۔ جب غیر مسلم مفکر نے سنا تو اس نے تڑپ کر کہا کہ:

''اسلام بہترین مذہب ہے لیکن مسلمان بدترین قوم ہے۔''

اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اسلام اس لیے بہترین مذہب ہے کہ اس نے اتنا بڑا Scholar پیدا کیا اور مسلمان اس لیے بدترین قوم ہے کہ اتنے بڑے Scholar کے دعوے کے باوجود اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اتنا بڑا Sclolar دنیا کا کوئی دین پیش نہ کر سکا۔

علیؑ کو اگر خلافت راشدہ سے علیحدہ کر دیں تو خلافت راشدہ مکمل نہیں ہوتی۔

اگر علیؑ کو ہم خلفاء ثلاثہ کی حکومت کے دوران مشورہ دینے سے علیحدہ کر دیں تو ہلاکت سے بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا، قتل سے بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

اگر علیؑ کو توحید سے علیحدہ کر دیں یعنی لا الہ الا اللہ سے علیحدہ کر دیں تو معنی و

Presented by www.ziaraat.com

مفاہیم سمجھاتے والا نظر نہیں آتا۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ توحید کے معنی علیؑ نے نہیں سمجھائے تو خدا کی قسم کسی نے نہیں سمجھائے۔ اگر علیؑ نے وحدانیت پر کچھ نہیں کہا تو کسی نے نہیں کہا کیوں کہ علیؑ تو وہ ہے۔

جس نے تاریخ آدم و عالم میں سب سے پہلے بسیط خطبہ بیان فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی لا یبلغ مدحته القائلون۔ ولا یحصیٰ نعماء ہ العادّون۔ ولا یودی حقه المجتهدون۔ الذی لا یدرکه بعد الهمم ولا یناله غوص الفطن۔

اگر آپ علیؑ کو معرفتِ نبوت کا سرچشمہ ہونے سے انکار کر دیں تو نبیؐ کو اپنے جیسا سمجھنے والے تو نظر آئیں گے لیکن نبوت کی شان بیان کرنے والا کوئی نظر نہیں آئے گا۔ سیرت نگار اگر شانِ نبوت بیان کرتے ہیں تو اس طرح کرتے ہیں کہ جمعہ کا دن کا ۱۲ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے، یتیم تھے، حلیمہ کے پاس گئے اور علیؑ نے جب اپنے نبیؐ پر سلام بھیجا تو اس طرح بھیجا کہ

الصلوٰت و السلام من اختاره اللّٰہ من شجرة الانبیاء۔

یعنی نبیؐ کو اللہ نے شجرة الانبیاء سے لیا۔ نبیؐ شجرة الانبیاء کا ثمر ہے علیؑ نے بتایا کہ یہی مشکوة الضیاء ہے۔ نبیؐ وہ جس کا مولد مکہ ہے جس کی ہجرت طیبہ ہے، جس کا کتابوں میں تذکرہ ہے، جو گنتی کا پہلا عدد ہے۔ جو علت غایت ممکنات ہے، وجہ تکمیل کائنات ہے، جو حدیث قدسی کا مصداق ہے وہ نبیؐ یحییٰؑ۔ ذکریاؑ، آدمؑ کا رسول وہ ہی نوحؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، ہودؑ، لوطؑ، ادریسؑ، ہارونؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، داؤدؑ، جبرئیلؑ، میکائیلؑ کا رسول ہے۔

اب علیؑ کی بات مانوں یا سیرت نگار کی بات مانوں۔ سیرت نگار لکھتا ہے نبیؐ کو حضرت جبرئیل نے پڑھایا۔ علیؑ نے کہا ہمارا نبی جبرئیلؑ کا بھی نبی ہے۔ جو صنعت الٰہی کا بہترین واولیں شاہکار ہے۔

جس کو خلق کرنے کے بعد مشیئت نے جھوم کر کہا تبارک الذی۔

جس نبیؐ کو خلق کرنے کے بعد قدرت نے اپنے آپ کو سبحان اللہ کہا۔

جسے پروردگار نے محبوب کہا، نبی، خلیل، شفیع، نذیر، طٰہٰ، مزمل، مدثر کہا، یٰسین، رسولؐ، حبیب کہا۔

علیؑ نے کہا: میرے خطبوں میں دیکھو۔ مقام نبوت کیا ہے؟ انیسؔ کے الفاظ میں

خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو
لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار

شاعر جھوم جھوم کر کہنے لگے اے میرے حبیبؐ اگر تیرے فضائل کا دریا آسمانوں پر موجیں مارنے لگے تو یہ آسمانوں کا طویل شامیانہ تیرے فضائل کے دریا میں ایک تنکے کی طرح نظر آئے گا۔

یہ کس نے بتایا علیؑ نے بتایا؟ علیؑ کے بتائے ہوئے فضائل کو شاعر نے فارسی زبان میں اپنے اشعار میں اظہار کر دیا۔ علیؑ نے بتایا تو شاعر نے کہا۔

حسنِ یوسف، یدِبیضا، دمِ عیسیٰ داری
آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری

علیؑ نے بتایا کہ

اس قدر عجلت میں تو ردئے زمین پر چھا گیا
فلسفی چکرا گئے، تاریخ کو غش آ گیا

اقبال نے بڑھ کر کہا

فرش والے تیری وسعت کا علو کیا جانیں
خیرو عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

علیؑ کے دروازے پر علم کی بھیک مانگ کر شاعر نے کہا۔

حسن کی جان ہوگیا ہوگا

Presented by www.ziaraat.com

کل قرآں ہوگیا ہوگا

جب بنا ہوگا یہ قد موزوں

سایۂ قربان ہوگیا ہوگا

جب علیؑ نے کہا کہ ساری کائنات نبیؐ کی وجہ سے خلق ہوئی ہے تو پھر کہنا پڑا عرفان حیدر عابدی کو۔

خلقت کون و مکاں کا گر نہیں مقصد رسولؐ

خلقت کون و مکاں کا پھر کوئی مقصد نہیں

علیؑ کے فضائل سے ہم نے یہ فیض حاصل کیا کہ نبیؐ کو نور مانا، ہادی مانا، معصوم مانا، نبیؐ کو مولا مانا، نبیؐ کو اپنے جیسا نہیں مانا۔

نبیؐ کو زندہ مانا مردہ نہیں مانا۔

نبیؐ کو عالم مانا، جاہل نہیں مانا۔

ہم نے نبیؐ کو عالم اس لیے مانا کہ ہم نے نبیؐ کو قرآن سے سمجھا اور ہم نے قرآن اس سے لیا جس کے لیے نبی نے کہا:

القرآن مع علیؑ و علیؑ مع القرآن

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔

ہم نے قرآن اس سے لیا جس نے کہا **لو کشف الغطاء فقدزد یقینا** اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

ہم نے قرآن اس سے لیا جس نے فرمایا کہ اگر مسند قضا بچھا دی جائے تو ہم اہل توریت کو توریت سے جواب دیں گے۔ اہل زبور کو زبور سے جواب دیں گے۔ اہل انجیل کو انجیل سے جواب دیں گے اور اہل قرآن کو قرآن سے جواب دیں گے۔

ہم نے اس سے قرآن لیا جو ساری رات سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرتا رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں: مولا ایک سورہ فاتحہ کی تفسیر ساری رات میں ختم نہیں ہوئی۔ مولا علیؑ فرماتے

ہیں: ابن عباس جو قرآن میں ہے وہ سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو سورۂ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو بسم اللہ میں ہے وہ "ب" میں ہے اور جو "ب" میں ہے وہ اس کے نقطے میں ہے جو نقطے کے نیچے ہے۔ **وانا نقطة تحت الباء**۔

ہم نے قرآن اس سے لیا جس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ کون سی آیت کب، کہاں، کیسے، کس وجہ سے کس کے لیئے نازل ہوئی۔

ہم نے قرآن اس سے لیا جس نے کہا کہ مجھے نبیؐ نے ایک ہزار باب علم کے تعلیم کیے اور میں نے ہر باب سے ایک ہزار باب کا اضافہ کیا ہم نے اس سے علم لیا جس نے کہا کہ میرا سینہ گنجینۂ علوم الٰہی ہے۔ پھر کہا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے علم ایسے بھرایا جیسے طائر اپنے بچے کو بھراتا ہے۔ اس کے بعد کہا **سلونی سلونی قبل**......

ہم نے نبیؐ کو عقیدے کے تحت معصوم نہیں مانا بلکہ جب قرآن نے کہا طٰہٰ تو ہم نے معصوم مانا۔ ہم نے نبیؐ کو عالم مانا مگر قرآن نے کہا کہ

الرحمن ০ علم القرآن ০ خلق الانسان ০ علمه البیان ০۔ (سورہ رحمٰن آیات ۱ تا ۴)

رحمٰن وہ ہے جس نے پہلے علم دیا پھر محمد کو پیدا کیا۔ اب امت اپنی اوقات کا تعین کرلے کہ جب امت پیدا ہوئی تو جاہل تھی لیکن نبیؐ جب پیدا ہوا تو عالم تھا۔ اتنا فرق ہے نبیؐ اور امت میں جتنا عالم اور جاہل میں ہوتا ہے۔ جو علم اور جہل میں فرق ہوتا ہے ہم نے نبی کو بشیر اس لیے نہیں مانا کہ ہم عقیدے کی بات کرتے ہیں۔

بلکہ جب قرآن نے کہا کہ

یاایها النبی انا ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذیراً ০ و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا (سورہ احزاب آیت ۴۵-۴۶)

حبیبؐ ہم نے آپ کو بشیر بنا کر بھیجا، نذیر بنا کر بھیجا، اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا، روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ ہم نے نبیؐ کو ایسے ہی تو عالم علم قرآن نہیں مانا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم نے تو قرآن سے پوچھا۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلّمهم الکتب والحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (سورہ جمعه آیت ۲)

وہ ہے خدا جس نے اُمیّوں میں رسول بھیجا آیات کی تلاوت کرنے کے لیے۔

حکومت قائم کرنے کے لیے نہیں، ملکوں کو فتح کرنے کے لیے نہیں ، ملک کی حدود بڑھانے کے لیے نہیں آیا۔ مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے نہیں آیا۔

نبیؐ آیات کی تلاوت کر کے ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے انہیں قرآن و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

ہم نے نبیؐ کو جب شافع محشر مانا تو عقیدے سے نہیں مانا۔ قرآن سے پوچھا اور قرآن سے ہم کیا پوچھتے اس کے وارث سے پوچھا قرآن کے وارث نے بتایا۔

قرآن سے علیؑ نے پوچھا علیؑ سے سلمانؓ نے پوچھا۔ سلمانؓ سے ہم غلاموں نے پوچھا یہ ہے ہمارا سلسلہ اگر ہم نے نبیؐ کو شافع محشر مانا تو قرآن کی اس آیت کو سامنے رکھا۔

فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنابک علٰی هولاء شهیدا (سورہ نساء آیت ۴۱)

"اے میرے حبیب تم دیکھنا قیامت کے دن گناہ گاروں کا کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت پر اس کا گواہ بلائیں گے اور ان تمام گواہوں پر ہم تم کو گواہ بنائیں گے۔

رسول اللہ کو سن و سال، زمان و مکان کے قیود اور Calender کے حدود میں قید کرنے والو! دیکھنا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امتی پر اس کا گواہ بنائیں گے۔

ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوگا۔

عیسیٰؑ اپنی امت کا گواہ، موسیٰؑ اپنی امت کا گواہ، اور تمہیں ان سب پر گواہ بنائیں گے۔

یعنی محمدؐ آدمؑ کی بھی گواہی دیں گے۔ تو آدمؑ سے پہلے میرا رسولؐ تھا اسی لیئے گواہی دے گا۔ نوحؑ سے پہلے تھا تو گواہی دے گا، ادریسؑ سے پہلے تھا تو گواہی دے گا۔

ظاہر ہے یہ تمام انبیاء جب آئے تو ان سے پہلے میرا رسولؐ تھا تو گواہی دے گا ہم شافع محشر رسول ختمی مرتبت کو اس لیے سمجھتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی آیت پڑھی (ترجمہ) قیامت میں ہر چیز کو فنا ہے۔

کل من علیها فان ویبقٰی وجه ربک ذوالجلال والاکرام۔ (سورۂ رحمٰن آیت ۲۶-۲۷)

میں کیا کہوں کہ جب علامہ مودودی جیسا اسکالر لکھتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز فنا ہوجائے گی سوائے اللہ کے چہرے کے۔ "وجه الله" کو بقا ہے۔ "وجه الله" سے منہ موڑنے والے "وجه الله" کو پہچان کیسے سکتے ہیں۔

علماء مفسرین لکھتے ہیں کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو زمین والے ختم ہوجائیں گے جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو آسمان والے ختم ہوجائیں گے۔ اور جب تیسرا صور پھونکا جائے گا تو وہ بھی ختم ہوجائے گا جس نے صور پھونکا ہے۔

اب ساری کائنات ختم اب سوائے اللہ کے کوئی باقی نہیں رہے گا یعنی کوئی باقی نہیں کائنات وجود سے عدم میں پہنچ جائے گی۔ جب سب ختم ہوجائے گا صرف اللہ باقی رہے گا۔ آپ نے تو بات خود ہی آگے بڑھا دی اگر صرف اتنا کہہ دیتے کہ صرف اللہ باقی رہ جائے گا۔ تو ہم مان لیتے کچھ باقی نہیں رہے گا۔

علماء مفسرین لکھتے ہیں کہ آخری صور پر صور پھونکنے والا بھی ختم ہوجائے گا۔ تو آواز آئے گی آج کس کی حکومت ہے تو جب سب ختم ہوگئے تو یہ کس کی آواز ہے اور یہی نہیں قیامت پر قیامت ہے۔ بلا فصل یہ آواز آئے گی۔

الله واحد القهار آج **الله واحد القهار** کی حکومت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اب یہ کس کی آواز آئے گی؟ جب سب ختم ہوگیا تو اللہ نے یہ کس سے کہا کہ اب کس کی حکومت ہے سب تو ختم ہوگیا اور اگر اللہ خود ہی ہے تو اسے یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ آج کس کی حکومت ہے؟ یعنی میں منبر پر بیٹھ کر یہ کہوں کہ آج کس کی تقریر ہے تو آپ کہیں گے مولانا دماغ تو صحیح ہے؟ اور اگر اللہ نے خود ہی کہہ دیا تو جواب بھی کیا خود ہی دیا تھا کہ آج "واحد قھار" کی حکومت ہے؟ نہیں اللہ سے عبث کلام منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ وہ حکیم مطلق ہے وہ سبحان ہے کوئی عیب اس کی ذات کی طرف منطبق نہیں ہوتا۔ اس کی توحید بڑی لطیف ہے۔ اس کی توحید کی لطافتوں کو کوئی کیا جانے۔

ولانعت موجود ولاوقت معدود ولا اجل ممدود فطر الخلائق بقدرته و نشر الرياح برحمته۔

آپ کیا جانیں توحید کی نازک مزاجیاں کیا ہیں، توحید کی لطافتیں کیا ہیں۔ علیؑ سے پوچھو اس نے تو آواز دی نہیں جب سب کچھ ختم ہوگیا تو کس نے کہا آج کس کی حکومت ہے۔ جواب کس نے دیا کہ آج اللہ "واحد القهار" کی حکومت ہے تو معلوم یہ ہوا کہ **كل من عليها فان ويبقىٰ**

تو ہر شے کو فنا ہے سوائے وجہ اللہ کے۔ علی ہی صرف وجہ اللہ نہیں ہیں۔

نبی بھی وجه اللّٰه ہیں حسنؑ بھی وجه اللّٰه ہیں، حسینؑ بھی وجه اللّٰه۔

امام محمد باقرؑ فرمارہے ہیں نحن وجه اللّٰه۔

ہم ہیں وجه اللّٰه ہم ہیں اللہ کا چہرہ۔

اب وجہ اللہ کا ذکر کیوں ہے۔ اس لیے کہ پاؤں سے پہچان نہیں ہوتی۔ ہاتھوں سے پہچان نہیں ہوتی، سینے سے پہچان نہیں ہوتی۔ چہرے سے پہچان ہوتی ہے اس لیے آلِ محمدؐ وجہ اللہ ہیں یعنی اللہ کی پہچان کا ذریعہ ہی آلِ محمدؐ ہیں۔ یہ ہیں اللہ کا چہرہ۔

تو آج اللہ نے کس سے کہا کہ آج کس کی حکومت ہے اور پھر کس نے جواب

دیا کہ آج "واحد القهار" کی حکومت ہے؟ تو تسلیم کرو کہ جب ساری کائنات وجود سے تاریکی عدم میں گم ہوجائے گی تو صرف دو آوازیں باقی رہیں گی ایک اللہ کا اعلان کرنے والی آواز اور دوسری اس کی حکومت کی تصدیق کرنے والی آواز۔

جو آواز یہ کہے گی کہ آج کس کی حکومت ہے تو وہ آواز نبیؐ کی ہوگی اور جو آواز کہے گی کہ "واحد القهار" کی حکومت ہے وہ علیؑ کی آواز ہوگی۔ سب فنا ہوجائے گا لیکن محمدؐ اور علیؑ باقی رہیں گے۔

اس لیے کہ جب آغاز کائنات محمدؐ و علیؑ پر ہے۔ تو انجام کائنات بھی محمدؐ و علیؑ پر ہے۔ **لولاک لما خلقت الافلاک**

"ہم زمین و آسمان کو خلق نہ کرتے اگر تمہاری خلقت مقصود نہ ہوتی۔"

اگر ملک میں کوئی سربراہ آتا ہے سارا شہر سجایا جاتا ہے، قمقموں سے شہر روشن کیا جاتا ہے لیکن جب وہ چلا جاتا ہے تو سب کچھ ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ کیا ایسی محرابیں آج بھی ہیں؟ نہیں! وہ جھنڈے اتار لیئے گئے نا! وہ قمقمے بجھا دیئے گئے! کیوں؟ اس لیئے کہ جس کے لیئے یہ سب کچھ ہوا تھا وہ آکر چلا گیا۔

حدیث قدسی میں ہے کہ "**لولاک لما خلقت الافلاک**"

"یہ زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا اے محمدؐ اگر تجھے خلق کرنا مقصود نہ ہوتا۔"

قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جو لوح محفوظ میں ازل سے محفوظ تھا اور لوح محفوظ سے ملائکہ نے اپنے سینے میں محفوظ کیا، جبرئیل نے اپنے سینے میں محفوظ کیا اور سینۂ نبوت میں منتقل کردیا۔

قرآن اللہ کا وہ کلام کہ جب آیا تو اللہ کے حکم سے اور جو لایا وہ سیّد الملائکہ۔

جس کے قلب پر آیا وہ سید المرسلین۔

جس کا کلام ہے وہ رب العالمین اور جو لایا وہ سید الملائکہ اور جس کے قلب پر اترا وہ سید المرسلین اور جس بچے کے سینے میں خانہ کعبہ میں محفوظ کیا۔ وہ امیر المومنینؑ

Presented by www.ziaraat.com

امام المتقین۔ سید الغرالمحجلین ، سید العرب۔ سید العجم، سید الانبیاء، سید الاوصیاء ، سید الاصفیاء۔

تو آپ نے دیکھا قرآن کا چینل کیا ہے۔ سید سے سید کی طرف، معصوم سے معصوم کی طرف۔ پاک سے پاک کی طرف۔

انانحن نزلنا الذکر و اناله لحافظون (سورۂ حجر آیت ۹)

ہم ہی نے یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

امت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ حفاظت کرے، ہم حفاظت کریں گے۔ حفاظت کیا ہے۔ نیزوں پر بلند ہوگیا اللہ نے حفاظت کی؟ اوراق جلے اللہ نے حفاظت کی۔ ہیر کے پانی سے دھو دھو کر مٹایا گیا اللہ نے حفاظت کی؟

تفسیریں لکھی گئیں اللہ نے حفاظت کی۔ اللہ نے اس کی کیا حفاظت کی؟ یزید بن عبدالملک نے اس کو دارالامارہ کے دروازے پر لٹکا کر اس پر تیروں کی بارش کی۔ اللہ نے اس کی حفاظت کی؟ آیت کہاں گئی کیا حفاظت ہوئی؟

کیا معاذ اللہ خاکم بدہن وعدۂ الٰہی میں کوئی فرق آ گیا؟ نہیں ہمیں نبوت میں شک نہیں تو توحید میں شک کیسے ہوگا؟ اللہ کا وعدہ ہے کہ یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے ہم اس کی حفاظت کریں گے یہ نہیں کہا کہ یہ ذکر ہم نے چھپوایا ہے، یہ ذکر ہم نے کمپائل کیا ہے، یہ ذکر ہم نے جمع کرایا ہے۔ اللہ قرآن کا بھیجنے والا ہے جامع القرآن نہیں ہے۔ رسولؐ وارثِ قرآن ہیں جامع قرآن نہیں ہیں۔ وہ تو کوئی بھی جمع کرسکتا ہے۔

اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ یہ کلام باقی رہے گا یہ نہیں کہا کہ یہ جو دو دفتیوں کے درمیان ہے تحریر کالی روشنائی سے لکھی ہوئی، اس کی حفاظت کریں گے۔ کالے رنگ سے بہت چڑھ ہے، کالے کپڑوں سے بڑی چڑھ ہے۔ تو کالے رنگ کا تو غلاف کعبہ بھی ہے۔ رسولؐ کی کملی بھی کالی ہے، قرآن کے حروف کالے رنگ سے لکھے گئے ہیں بس جہاں یہ سب جائیں گے وہیں کالے کپڑے جائیں گے۔

تو اللہ نے جو یہ وعدہ کیا ہے تو اس مجلد کتاب کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا بلکہ ذکر کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے تو اب یہ پوچھیئے کہ اس کے ذکر کی حفاظت کون کرے گا۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ (سورۂ نحل آیت ۴۳)

اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اہل ذکر سے سوال کرو

تو معلوم یہ ہوا کہ ذکر کا تحفظ امت کے ذمہ نہیں ہے۔ بلکہ ذکر کا تحفظ اہل ذکر کریں گے اور اہل ذکر کس طرح کریں گے؟ اس مجلد کتاب کی حفاظت نہیں کریں گے۔ اسے سمجھئے۔

مرکز ذکر کون! رسولؐ۔ رسولؐ کے بعد کون! علیؑ

جب علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تو نبیؐ آئے، علیؑ کو گود میں لیا، اپنی زبان کو علیؑ کے منہ میں دیا۔ ذکر محفوظ کیا جارہا ہے۔

ادھر حسنؑ پیدا ہوئے اُدھر رسولؐ آئے نواسے کے منہ میں زبان دی۔

عرب میں اور بھی تو بچے پیدا ہوتے تھے لیکن وہاں کسی دادا یا نانا نے اپنے پوتے کو یا نواسے کو اپنی زبان سے پہلے غذا دی ہو بلکہ پوری تاریخ انسانیت میں دکھلا دو مگر یہ صرف آل محمدؐ کے گھرانے میں ہے کہیں اور نہیں۔

آخر کیوں گھٹی پلاتے ہیں۔ دودھ کی شیشی پلاتے ہیں، شہد چُساتے ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا کرتے ہیں لیکن زبان کوئی نہیں چُساتا۔ آدمؑ سے لے کر قیامت تک چلے جائیں کوئی روایت نہیں ملتی کہ ادھر بچہ پیدا ہوا اور ادھر خاندان کے بزرگ نے اپنی زبان اس کے دہن میں ڈال دی ہو۔ بوسہ لیں گے، پیار کریں گے، شفقت کریں گے۔ زبان کوئی نہیں چُساتا۔ اس خاندان میں کیوں ایسا ہوا۔

اگر یہ سنت رسولؐ ہے تو ہر نانا کو چاہیئے اپنی زبان نواسے کے منہ میں دے۔ کیوں کہ یہ سنتِ رسول ہے! رسولؐ سجدے میں ہیں حسینؑ پشت پر تو ہر نانا کو چاہیئے کہ سجدے کو طول دے۔

Presented by www.ziaraat.com

رسولؐ نماز عید کے لیئے تیار حسینؑ کاندھے پر تو ہر نانا کو چاہیئے کہ جب نماز عید کے لیے گھر سے نکلے تو نواسے کو کاندھے پر بیٹھا کر نکلے اور زلفوں کو رکھے۔

لیکن کیوں نہیں ہوتا ایسا؟ ہر نانا جب عید کی نماز پڑھنے نکلتا ہے تو کیوں اپنے نواسے کو کاندھے پر نہیں بٹھاتا جب کہ یہ سنت رسولؐ ہے؟ اس لیئے نہیں بٹھاتا کہ نہ ہر نانا رسولؐ ہے نہ ہر نواسہ حسینؑ ہے۔فرق واضح ہوگیا۔

یہ تو اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس ذکر کی حفاظت کریں گے اس لیے پوری کائنات میں صرف اس خاندان کو اہمیت حاصل ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے فوراً بعد زبان چُسا کر اس امانت الٰہی کو امین سینے میں محفوظ کیا جارہا ہے تاکہ اللہ کا وعدہ پورا ہوجائے۔ یہ ہیں قرآن کا تحفظ کرنے والے تو ہم نے قرآن ان سے لیا۔ اس لیے کہ انہوں نے بتایا کہ کون سی آیت کب، کیسے، کیوں اور کہاں نازل ہوئی۔

ریاض النظرہ مسلمانوں کی بڑی مستند کتاب ہے اس میں لکھا ہے (ترجمہ) انہیں ٹھہراؤ انہیں روکو ان سے سوال کیا جائے گا۔ صاحب ریاض النظرہ لکھتے ہیں قیامت کے دن جب ساری نبی کی امت اپنے اعمال کی گٹھڑیاں اپنے سروں پہ اٹھائی ہوئے ہوں گی، اپنے سجدوں کے بوجھ اپنی پیشانیوں پہ اٹھائے ہوئے، اپنے حجوں کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھائے پل صراط کے کنارے پر پہنچے گی تو آواز آئے گی انہیں روکو ان سے سوال کیا جائے گا۔

ان سے ایک ہی سوال کیا جائے گا: تم لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے تھے؟

کہا: ہاں۔ کہا، محمد رسول اللہ کہتے تھے؟

کہا: ہاں۔

کہا: علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتے تھے؟

اب اتحاد بین المسلمین کے لیے تقریر کا آخری اور تاریخی جملہ کہہ رہا ہوں کہ اب حضرت صدیق اکبر کا وہ جملہ سمجھ میں آیا کہ اے علیؑ کوئی پل صراط سے اس وقت

تک نہیں گزرے گا جب تک تو لکھ کر نہ دے دے۔ جب علیؑ لکھ کر دے دے گا پل صراط، صراط مستقیم بن جائے گی۔

پل صراط صراط مستقیم بنے گی جب علیؑ لکھ کر دے گا تو صراط المستقیم کیا ہے۔

''انعمت علیھم'' جن پر تونے نعمتیں نازل کیں

کل کی تقریر میں عرض کروں گا ان شاء اللہ کہ مقام نعمت کیا ہے؟ مرکز نعمت کون ہے؟ مستحق نعمت الٰہیہ کون ہے؟ اور اللہ نے نعمت تمام کس پر کی؟

صراط المستقیم، علیؑ کا راستہ،

سیدھا راستہ، علیؑ کا راستہ،

محبت کا راستہ، علیؑ کا راستہ،

اتحاد کا راستہ، علیؑ کا راستہ

مروّت کا راستہ علیؑ کا راستہ،

شجاعت کا راستہ علیؑ کا راستہ،

ایمان کا راستہ علیؑ کا راستہ،

اسلام کا راستہ علیؑ کا راستہ،

قرآن کا راستہ علی کا راستہ،

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا راستہ علیؑ کا راستہ،

یاعلی انت منی و انامنک (صحیح بخاری)

یاعلی تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

یہ ہے ناعلیؑ کا راستہ! عالم اسلام میں واحد شخصیت ہے علیؑ کی جو نقطہ اتحاد ہے۔

سب مانتے ہیں علی کو، الحمدللہ ہم شیعہ اسی علیؑ کو مانتے ہیں۔ ہم اس علیؑ کو مانتے ہی نہیں جسے کوئی نہیں مانتا۔ ہم تو اسے مانتے ہیں جسے سب مانتے ہیں جسے سب تسلیم کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

معلوم یہ ہوا کہ اتحاد کے علمبردار ہم ہیں۔بس بات اتنی سی ہے کہ ہم بخاری پر کم گفتگو کرتے ہیں۔قرآن پر زیادہ گفتگو کرتے ہیں اور قرآن جب گفتگو کرتا ہے تو کوئی رعایت نہیں کرتا ہے۔اس لیے کہ وہ کسی بندے کا کلام نہیں جو بندوں سے ڈر جائے وہ اللہ کا کلام ہے اس کی کرسی اقتدار میں کوئی لرزش نہیں آتی۔

وسیع کرسیہ السمٰوات و الارض

اس کے اقتدار میں کوئی فرق نہیں آتا۔اسے کوئی مانے تب بھی خدا ہے نہ مانے تب بھی خدا ہے۔جب وہ صاحب اقتدار اپنے بندوں کو مختار بنا کے بھیجتا ہے تو کوئی محمدؐ بن کے سامنے آتا ہے تو کوئی علیؑ بن کے،کوئی حسن مجتبیٰؑ بن کے سامنے آتا ہے اور کوئی سید الشہداء بن کر۔

یزید کی کرسی غارت ہوگئی، یزید کی حکومت ختم ہوگئی ، یزید کے نمک خوار مرگئے، یزید کے خزانے ختم ہوگئے، چادر چھیننے والے ہاتھ ٹوٹ گئے لیکن حسینؑ آج بھی زندہ ہے۔

حسینؑ ! قیامت تک زندہ رہے گا، حسینؑ ! قیامت تک باقی رہے گا۔جس نے نوکِ نیزہ پر بلند ہوکر کہا: نانا تیرا دین باقی رہے میرے علی اکبرؑ کی جوانی رہے نہ رہے۔

نانا تیرے خانہ کعبہ کے ستون باقی رہیں میرے عباسؑ کے بازو رہیں نہ رہیں، نانا خانہ کعبہ کا پردہ سلامت رہے میری بہنوں کی چادر رہے نہ رہے۔

عزادارو! زینبؑ کی چادر کو روتے رہو۔

مجھے یاد آرہا ہے مولانا اسماعیل دیوبندی ایک جملہ کہا کرتے تھے۔اسماعیل کو بھول جانا اس کی تقریروں کو بھول جانا میری نصیحت و وصیّت ہے، دو باتیں نہ بھولنا ایک فاطمہؑ کا دربار سے لوٹنا اور ایک زینبؑ کا دربار یزید میں جانا۔یہ کبھی نہ بھولنا یزید کے دربار میں علیؑ کی بیٹی اٹھارہ بھائیوں کی بہن نو گھنٹے تک کھڑی رہی اب آپ یہ جملہ

سنیں گے۔

کربلا سے کوفہ، کوفے سے شام تک پہنچتے پہنچتے جناب زینبؑ کے خطبوں کی شہرت شام میں اس قدر پہنچ گئی تھی کہ نوسو کرسی نشین جو بیٹھے ہوئے تھے جب علیؑ کی بیٹی نے پہلا قدم دربار یزید میں یا علیؑ کہہ کر رکھا ہے پورا دربار لرزنے لگا۔

یہ ہیبت کا عالم تھا اور آپ کو پتا ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے لکھا کہ یہ ہیبت کا عالم تھا اور زینبؑ کی عظمت و ہیبت اتنی بڑھ گئی تھی کہ جیسے ہی قافلہ دربار یزید میں داخل ہوا تو سب سے پہلے یزید کے خوشامدیوں نے پوچھا کہ یزید زینبؑ کون ہے؟

پھر سیّد سجادؑ کا یہ جملہ پڑھوں گا جب سید سجادؑ نے یہ جملہ سنا کہ زینبؑ کون ہے تو تڑپ کر پھوپھی کے سامنے پردہ بن کر کھڑے ہوگئے پھر کسی شامی نے کہا کہ یزید وہ زینبؑ کون ہے میرا بیمار امام اپنے ہتھکڑیوں والے ہاتھ اپنے منہ پر رکھ کر کہتا ہے میری ماں کاش تو نے آج کے دن کے لئے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس سوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

قرآن سے صراطِ مستقیم کا تعین کر کے اذہانِ ملت کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟...... کن لوگوں کا راستہ ہے صراطِ مستقیم؟ صراطِ مستقیم کا تعین کس طرح ہو؟ اس لیے کہ اندھیروں میں بھٹکنا اسلام نہیں ہوسکتا بلکہ کمالِ تعقل یہ ہے کہ اندھیروں کے پردوں کو چاک کر کے روشنی کی طرف آیا جائے۔

اسلام نام ہے جہل سے علم کی طرف آنے کا۔ اسلام نام ہے گناہ سے عصمت کی طرف آنے کا۔ اسلام نام ہے معصوم وسیلوں کا انتخاب اور معصوم وسیلوں کا تعین جس نے کرلیا وہ کبھی سلمانؓ بن جاتا ہے اور کبھی ابوذرؓ بن جاتا ہے۔

پیغمبرؐ کی بعثت کا مقصد صرف مسلمان بنانا نہیں تھا بلکہ پیغمبر کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ ملت کو اس صحیح راستے کی طرف متوجہ کر دے اور ملت کو یہ بتا دے کہ تمہاری تخلیق کا مقصد کیا ہے، تمہاری خلقت کا مقصد کیا ہے، تم پیدا کس لیے کیے گئے ہو۔

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلو علیهم ایٰته ویزکیهم

ویعلمهم الکتاب و الحکمة (سورہ جمعہ آیت ۲) میں جو مقصد بعثت کی وضاحت کی گئی ہے وہ آیات کی تلاوت ہے، تزکیہ نفس ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم ہے......

اگر آیات کی تلاوت نفس پر اثر انداز ہوجائے تو نفس خود بخود طاہر ہوجائے گا۔ یعنی ایک مقصد بعثت سمجھ لیا جائے تو بقیہ مقاصد خود بخود سمجھ میں آجائیں گے۔

پہلے آیات کی تلاوت ، پھر تزکیہ نفس، پھر کتاب و حکمت کی تعلیم۔ اگر قلوبِ امت پر آیات کی تلاوت اثر انداز ہوجائے تو پھر نفوس ناپاک نہیں رہ سکتے۔ جس نفس کا تزکیہ ہوجائے پھر اس میں گمان نہیں آتا، اس نفس میں نفرت نہیں رہتی، ریب، شک، گمان اس نفس میں نہیں آتے، بلکہ وہ نفس اخوت کا نفس ہوتا ہے، محبت کا نفس ہوتا ہے۔ ہم جن آیات پر گفتگو کر رہے ہیں وہ سورۂ حمد کی آیات ہیں۔ جس سورہ کو ہر مسلمان نماز میں پانچ وقت تلاوت کرتا ہے۔ جسے سورۂ حمد بھی کہا گیا، سورۂ شفا بھی، سورۂ شافی بھی، ام الکتاب بھی اور روحِ قرآن بھی۔

اسے سورۂ فاتحہ بھی کہا گیا کیوں کہ قرآن کا افتتاح اس سورہ سے ہوتا ہے۔ اسے اساسِ قرآن بھی کہا گیا۔

اسے سبعہ مثانی بھی کہا گیا اس لیے کہ یہ قرآن کا وہ سورہ ہے جو مکمل نازل ہوا۔ باقی سورے مکمل نازل نہیں ہوئے کبھی کوئی آیت آئی کبھی دوسری آیت آئی۔ لیکن یہ سورہ مکمل نازل ہوا اور اس وقت نازل ہوا جب نماز پڑھی گئی۔

تفسیر سورہ حمد مولا تمام رات فرماتے رہے۔ ابن عباسؓ نے کہا: مولا رات گزر گئی سات آیتوں کی تفسیر نہ ہوسکی اور تفسیر جاری ہے۔

فرمایا: ابن عباسؓ یہ معمولی سورہ نہیں ہے یہ ام القرآن ہے، روح، جڑ، اساس ہے۔ یہ قرآن کی بنیاد ہے۔ یہ قرآن کی ماں ہے، جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ اس سورہ میں ہے اور جو کچھ اس سورہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے وہ بسم اللہ کی ب میں ہے وانا نقطة تحت الباء اور

Presented by www.ziaraat.com

میں 'ب' کے نیچے کا نقطہ ہوں۔

قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں سمٹ کر اس نقطہ میں آ گئی ہیں۔ چودہ سو برس پہلے جاہل عقلوں نے میرے مولا کے اس قول کو نہیں سمجھا تھا۔ لیکن آج جب یورپ کے سائنس دانوں نے علیؑ کے اس قول پر ریسرچ کرنا شروع کی کہ اتنا عظیم قرآن جو ۶۶۶۶ آیتوں پر مشتمل ہے وہ ایک نقطے میں کیسے سمٹ سکتا ہے تو انہوں نے قمر کو مسخر کرنے کے لیے چاند گاڑی اور اس کے آلات کے لیے Bio Data اکٹھا کیا۔ ایک ہزار صفحات کی کتاب بن گئی۔ کہا یہ ایک ہزار صفحات کی کتاب کون پڑھے گا اسے کم کرو۔ پانچ سو صفحات کی کتاب بن گئی۔ کہا اسے اور کم کرو۔ دو سو صفحات میں سمیٹا۔ کہا اسے اور کم کرو۔ دو صفحوں میں آ گیا، اسے اور کم کرو۔ ایک صفحہ پر آ گیا اور کم کرو۔

جو ایک ہزار صفحات پر تھا ایک سطر پر آ گیا، چونکہ علیؑ سے سن لیا تھا کہ انانقطة تحت الباء۔ اس پر تحقیق چودہ سو برس کرتے رہے کہ کس طرح سمیٹیں۔ چودہ سو برس کی تحقیقات کے بعد ایک ہزار صفحات کی کتاب کو ایک برقی نقطہ میں قید کر دیا تو جب اس برقی نقطہ پر Switch لگا کر on کیا جاتا ہے تو پوری کتاب کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ اب پتہ چلا اس نقطے کا۔ ایک ہزار صفحات سمٹ کر ایک نقطہ میں آ گئے۔

تمام سائنسی فارمولے ایک نقطہ میں آ گئے اور جب نقطے کو برقی رو سے مسلسل کیا جاتا ہے، نور سے جب مسلسل کیا جاتا ہے، کوئی بھی نام دیں برقی قوت کہیں، Electricity کہیں، نور کہیں۔ یہ تو زبان کا فرق ہے مقصد کا تو فرق نہیں ہے۔ جب نور سے اسے مسلسل کیا جاتا ہے تو وہ نقطہ بولنے لگتا ہے، کتاب کھلنے لگتی ہے۔ نقطہ کے وسیلے سے کتاب تک پہنچا جاتا ہے۔

نقطہ کو Point بنایا، مرکز بنایا۔ اب اس سے پوری کتاب پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اس نقطہ کو آپ نہیں سمجھ سکتے۔ ساری دنیا نہیں سمجھ سکتی۔ اس نقطہ کو صرف صاحبان علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر وہ سائنس کا نقطہ ہمارے سامنے آ جائے تو کیا ہم سمجھ سکے گیں؟

نہیں سمجھ سکے گے۔

اس نقطہ کی حقیقت تو وہی جانتے ہیں جنہوں نے اسے بنایا ہے۔ سائنسی نقطے کی حقیقت کو صرف سائنس داں بتا سکتا ہے۔ تو وہ بائے بسم اللہ جسے خدا نے بنایا!!

پیغمبر اسلام نے صحیح کہا تھا: ''یا علیؑ تجھے نہیں پہچانا کسی نے مگر میں نے اور خدا نے''۔ یہ نقطہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ یا خدا جانے یا وہ جو جانے جو اسرار الٰہیہ کا وارث ہے کوئی اور نہیں پہچان سکتا۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس نقطے کا انکشاف کیا، تلاش کیا چودہ سو برس میں۔ اس نقطے کا تعین کیا چودہ مہینے میں۔ اس نقطے نے Function کرنا شروع کیا چودہ دن میں۔ ہم اسے اتفاق کہیں یا جبر مشیئت کہیں۔

اب دیکھیں سورۂ فاتحہ میں آیات سات۔ ''اھدنا'' میں حروف پانچ۔ یعنی ہدایت ہوگی پانچ سے۔ ''الصراط المستقیم'' میں چودہ حروف۔ یعنی ہدایت ہوگی پانچ سے صراط مستقیم ہے چودہ کا راستہ۔

ہر نمازی کہتا ہے۔ ''اھدنا الصراط المستقیم۔''

بار الٰہی ان پانچ کے ذریعے ہدایت کر اور ان چودہ کے راستے پر چلا۔ اب کوئی مانے یا نہ مانے مگر نماز میں تو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ سورۂ حمد میں تو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

آیات ہیں سات اور معصوم بھی اسماء کی منزل پر سات ہی ہیں۔

آپ چودہ معصومین سنتے آئے ہیں۔ پریشان مت ہوئیے۔

یہ اسماء کی منزل میں سات ہیں۔ چار محمدؐ ہیں، چار علیؑ ہیں، ایک فاطمہؑ، نو ہوگئے دو حسنؑ ہیں، ایک حسینؑ ہیں، ایک جعفرؑ تیرہ ہوگئے، ایک موسیٰؑ چودہ ہوگئے۔

اگر ان کو سمیٹ دو اسماء کی منزل پر تو بات وہیں پہنچ جاتی ہے۔

محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و جعفرؑ و موسیٰؑ کل سات اور سورۂ حمد میں آیات بھی سات ہیں۔ بکھر جائیں تو ۱۴ معصومین اور سمٹ جائیں تو سورۂ حمد۔

Presented by www.ziaraat.com

اب ہمیں ہدایت فرما ان پانچ کے ذریعے اس راستے پر جو چودہ کا راستہ ہے اور وہی "صراط المستقیم" ہے۔

قرآن کا ماحصل نقطہ بائے بسم اللہ۔ میں سوچتا تھا یہ امیر شام کو آخر "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم" سے اتنی چڑ کیوں تھی؟

سوروں سے پہلے By order "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم" کو کیوں منع کیا تھا؟ اس لیے منع کیا تھا کہ بائے بسم اللہ سے علیؑ کا اعلان ہوتا ہے۔ علیؑ کا مخالف تھا لیکن جانتا تھا کہ نقطۂ بائے بسم اللہ علیؑ ہے۔

زمانہ اِن۔ پانچ، بارہ، چودہ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ ہماری جانیں قربان ان پانچ، بارہ، چودہ پر۔ سارے قرآن کا مفہوم سورۂ حمد میں، سارے سورۂ حمد کا خلاصہ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم میں اور سارے بسم اللہ کا خلاصہ بائے بسم اللہ میں اور انا نقطة تحت الباء۔ اهدنا الصراط المستقیم

پروردگار ہمیں باقی رکھ، ہدایت فرما، قائم رکھ صراطِ مستقیم پر۔

بغیر صراط مستقیم کے تعین کے نمازیں پڑھی جا رہی ہیں، دعائیں کی جا رہی ہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

صراطِ مستقیم کا ایک تعین نور ...... ہے نا دماغ میں کہ صراطِ مستقیم ہے کیا؟

تو قرآن نے بتایا تا کہ "انعمت علیهم۔"

صراطِ مستقیم کیا ہے صراط الذین انعمت علیهم ہمیں قائم رکھ صراطِ مستقیم پر، کن کا راستہ؟ جن پر تو نے نعمتیں نازل کیں۔ دولتیں نہیں نعمتیں۔ دولت عمل کے بعد ملتی ہے، نعمت عمل سے پہلے ملتی ہے۔ جو صاحبان نعمت ہیں ان کا امتحان نہیں لیا جاتا۔

علیؑ کو خانہ کعبہ میں پیدا کیا۔ کتنی بڑی نعمت ہے اس منزل میں تو میرا علیؑ بھی لاشریک ہے۔ علیؑ کے بعد اب قیامت تک کوئی اس گھر میں پیدا نہیں ہوگا۔ نہ علیؑ سے پہلے کوئی پیدا ہوا ہے۔ تو ہے نا "لاشریک" اس منزل میں؟.....

میرا علیؑ بھی "لاشریک" ہے۔ میرا خدا بھی "لاشریک" ہے۔

ارشادِ رسول پاک: یا علیؑ انت کعبة الامتی۔

یا علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی مثال ہے ...دونوں کی فضیلتیں بھی ایک ہیں۔

کعبہ بھی پاک، علیؑ بھی پاک۔

کعبہ کو بھی نبی نے بنایا، علیؑ کی پرورش بھی ایک نبی نے کی۔

کعبہ بھی طیب، ہادی، رہبر۔ علیؑ بھی طیب، ہادی، رہبر،

کعبہ بھی اجماع سے نہیں بنا، علیؑ بھی اجماع سے نہیں بنا۔

کعبہ کی طرف رخ کرنا عبادت،

علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت، النظر الی وجه علی عباده۔

جس کا کعبہ سے رخ پھر جائے عبادت باطل۔

جس کا علیؑ سے منہ پھر جائے سارے اعمال، ساری عبادت بے کار۔

اهدنا الصراط المستقیم۔ یہی تو ہے صراط۔

کعبہ سے منہ پھرا کر، نہ کوئی عبادت ہے نہ کوئی عمل ہے۔

علیؑ سے انکار تو کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ علامہ اقبالؔ نے جب ہی تو کہا ہے۔

مسلم اول شہ مرداں علیؑ
عشق را سرمایہ ایماں علیؑ

پہلا مسلمان علیؑ۔ وہ علیؑ جو مردوں کا بادشاہ ہے۔ شہ مرداں علیؑ۔ علیؑ ہی تو عشق کے لیے ایمان کا سرمایہ ہے۔ علیؑ کے فضائل سننا ہوں تو علامہ اقبالؔ سے سنو۔ نہ ہمارا علم اس قابل نہ ہمارا عرفان اس قابل ہم کیا جانیں علیؑ کے فضائل کیا ہیں۔

ذرا علامہ اقبالؔ سے سنو۔

اے مذہب عشق را نمازے
اے سینۂ تو امین رازے

Presented by www.ziaraat.com

اے مذہب عشق کی نمازِ علیؑ، اے وہ علیؑ جس کا سینہ رازِ الٰہی کا امین ہے۔

اے سر خط وجوب و امکاں
تفسیر تو سورہ ہائے قراں

عجیب بات کہہ دی ہے اقبالؔ نے......

اے واجب و وجود کے درمیانی خط کے راز۔ اے علیؑ تیری تفسیر ہی قرآن ہے۔

اقبالؔ کے اشعار اردو میں سناؤں؟...... کسی شاعر نے کہا ہے۔ اقبالؔ نے نہیں کہا ہے بلکہ اقبالؔ کے شعر کا ترجمہ ہے۔

یہ پوچھنا ہی عبث ہے کہاں کہاں ہے علیؑ
جہاں جہاں ہے حقیقت وہاں وہاں ہے علیؑ
ادھر صفاتِ محمدؐ ادھر صفاتِ خدا
انہی لطیف حجابوں کے درمیاں ہے علیؑ

اے علیؑ تیری تفسیر تو قرآن کی سورتوں میں ہے۔

تیرے فضائل تو قرآن کی سورتوں میں ہیں۔

تیری تفسیر، تیرے فضائل میں تو قرآن کی سورت بن گئی۔

تو نے رکوع میں انگوٹھی دی، آیت نازل ہوگئی۔

تو بستر پر سویا، آیت نازل ہوگئی۔ تو دوشِ محمدؐ پر آیا، آیت نازل ہوگئی۔

مباہلہ میں گیا، آیت نازل ہوگئی۔

تو نے تصدیق رسالت کی، آیت نازل ہوگئی۔

اے علیؑ تیرے عمل کا قصیدہ تو قرآن ہے۔

قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب۔

علیؑ نے رسالت کی تصدیق کی آیت آئی۔

وانذر عشیر تک الاقربین۔ اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔

علیؑ نے رسالت کی گواہی دی۔

سائل نے مسجد میں سوال کیا۔ مانگا تھا اللہ سے ..... دیا کس نے؟......

کیا اللہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری؟ نہیں...... مانگا تھا اللہ سے......

اللہ کے گھر کے دروازے پر اللہ کے نام پر سائل نے صدا دی۔ اندر اللہ والے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کوئی نہیں دیتا۔ اللہ کے نام پر کوئی نہیں دیتا۔ سوائے اس کے جو اللہ کے گھر سے آیا تھا۔

لاج رکھ لی علیؑ نے اللہ کے نام کی۔

اللہ نے بھی قسم کھائی۔ اے میرے نام پر رکوع میں زکوۃ دینے والے میرا بھی فیصلہ ہے آج سے کہ اب آئندہ میرے نام پر کوئی نہیں مانگے گا۔ آج کے بعد یا تیرے بچوں کے نام پر مانگے گا یا تیرے نام پر مانگے گا۔

علیؑ کا صدقہ مانگیں گے یا علیؑ کے بچوں کا صدقہ مانگیں گے۔

آج کے بعد سے یا علیؑ کا صدقہ یا حسنینؑ کا صدقہ۔

علیؑ نے تصدیق رسالت کی۔ آیت۔

علیؑ نے رکوع میں انگوٹھی دی۔ آیت۔

اللہ ولی، رسول ولی اور تیسرا ولی جو ہے اس کا نام نہیں لیا۔ اس کا نام پردے میں رکھا۔ نام نہیں صفات بتائیں۔ اگر نام لے لیتا تو میں کیا پڑھتا اور آپ کیا سنتے؟

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اذان میں جب اللہ کا نام لیتے ہیں تو **اشھدان لا الہ الا اللہ** بہت سیدھے سادے طریقے پر کہہ دیتے ہیں۔ اور جب پیغمبر کا نام لیتے ہیں تو سادگی سے **محمد رسول اللہ** کہہ دیتے ہیں۔

لیکن جب علیؑ کی شہادت دیتے ہیں تو خالی یہ نہیں کہتے کہ **علی ولی اللہ** بلکہ **وصی رسول اللہ و امام المتقین و امیر المومنین و قاتل المشرکین۔**

اتنی لمبی تان لگاتے ہیں کہ سانس ٹوٹ جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ کو رسولؐ سے بڑھا دیتے ہیں۔

یہ اعتراض ہی غلط ہے ہم علیؑ کو اللہ، رسول سے بڑھا ہی نہیں سکتے۔ ہم نے تو وہی کیا جو خدا نے کیا۔ اس لیے کہ جب خدا نے اپنی ولایت کا اعلان کیا تو کہا اللہ ولی، رسول ولی، کوئی لقب نہیں لگایا لیکن جب علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو نام نہیں لیا بلکہ کہا **الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الذکوۃ وھم راکعون۔** (سورۂ مائدہ آیت ۵۵) اتنے القاب لگا دیے۔

جب اپنا نام لیا تو کہا **انما ولیکم اللّٰہ۔** بڑے آرام سے کہہ دیا کوئی لقب نہیں لگایا۔ **و رسولہ** کہہ دیا کوئی لقب نہیں لگایا۔ جب علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو کہا

الذین یقیمون الصلوٰۃ ویو تون الذکوۃ وھم راکعون۔

پورے القابات کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے۔ سارے خطابات و القابات کے ساتھ اعلان کیا، نام نہیں لیا......

حکمت الٰہی یہی ہے تاکہ راستہ واضح ہو صراطِ مستقیم نظر آئے۔ قرآن میں جہاں جہاں تکرار نظر آئے گی وہاں زور دے کر کہہ رہا ہے اس طرح نہیں سمجھتے اس طرح سمجھو۔ ایسے نہیں سمجھتے ایسے سمجھو۔

یاعلی انت منی و انامنک۔ کہنے کے بعد تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

یعنی اور کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی یعنی رسالت ولایت سے ہے، ولایت رسالت سے ہے۔

صحیح بخاری: **یا علی انت ولی الامر من بعدی۔ یا علی انت قسیم النار و الجنۃ۔ أنا دارالحکمۃ وعلی بابھا۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ**

پھر کہا: **یاعلی لحمک لحمی، دمک دمی۔ ظلمک ظلمی، حربک حربی۔ بغضک بغضی۔ انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ۔ انت**

صاحب حوضی۔ یا علی لایغضک الاخبیث الولادۃ ولا یحبک الاطاھر الولا دۃ۔

اس کے بعد بھی پیغمبر کا دل نہیں مانا کہہ دیا مقام وصیت پر:

من کنت مولا فھٰذا علی مولا۔

ہر مسلمان صراطِ مستقیم کی تمنا کرتا ہے نا! بتا دیا۔

لوح محفوظ پر ازل سے محفوظ تھا، ہمیشہ سے محفوظ تھا۔ سید الملائکہ کے ذریعے ...ب رسالت پر منتقل ہو گیا۔

...ک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (سورۂ فرقان آیت ۱)

یہ ہے قرآن۔ جس میں مفہوم بھی اللہ کا ہے اور لفظیں بھی اللہ کی۔ حکم، امر، بھی اللہ کی ہے۔ الفاظ بھی ذات واجب کے ہیں۔ **وما ینطق**...... کا پہرہ ہے ...ختمی مرتبت کے۔ اپنی طرف سے ایک لفظ نہ بڑھا سکتے ہیں نہ گھٹا سکتے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے اللہ کے کلام کو بغیر کسی تبدیلی کے پہنچایا۔ اب علیؑ کا جملہ سمجھ ...آیا۔ طائر جیسے اپنے بچوں کو بھراتا ہے۔ یہ نہیں کہا ماں جیسے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ ...ں کے دودھ میں مختلف تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ معرفتِ رسول رکھتے ہیں نا! ایسے بھرایا ...یسے طائر جو اپنی چونچ میں جو کچھ ہوتا ہے بغیر کسی تبدیلی کے بچے کے پوٹے میں انڈیل ...دیتا ہے......

علیؑ کو بتانا یہ تھا کہ رسول اللہ نے خدا سے جو کچھ لیا، جو کچھ حاصل کیا بغیر کسی تبدیلی کے میرے سینے میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد ہی تو فرمایا۔

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔

قرآن تو یہ ہے کہ جہاں لفظیں بھی خدا کی ہوں مفہوم بھی خدا کا ہو اور حدیث قدسی یہ ہے کہ جہاں وحی اللہ کی ہو لفظیں رسول کی ہوں۔ حکم ہو اللہ کا مگر لفظیں پیغمبر کی

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ کو رسولؐ سے بڑھا دیتے ہیں۔

یہ اعتراض ہی غلط ہے ہم علیؑ کو اللہ، رسول سے بڑھا ہی نہیں سکتے۔ ہم نے تو وہی کیا جو خدا نے کیا۔ اس لیے کہ جب خدا نے اپنی ولایت کا اعلان کیا تو کہا اللہ ولی، رسول ولی، کوئی لقب نہیں لگایا لیکن جب علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو نام نہیں لیا بلکہ کہا **الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الذکوٰۃ وھم راکعون۔** (سورۂ مائدہ آیت ۵۵) اتنے القاب لگا دیئے۔

جب اپنا نام لیا تو کہا **انما ولیکم اللّٰہ۔** بڑے آرام سے کہہ دیا کوئی لقب نہیں لگایا۔ **و رسولہ** کہہ دیا کوئی لقب نہیں لگایا۔ جب علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو کہا

الذین یقیمون الصلوٰۃ ویو تون الذکوۃ وھم راکعون۔

پورے القابات کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ سارے خطابات و القابات کے ساتھ اعلان کیا، نام نہیں لیا......

حکمت الٰہی یہی ہے تا کہ راستہ واضح ہو صراطِ مستقیم نظر آئے۔ قرآن میں جہاں جہاں تکرار نظر آئے گی وہاں زور دے کر کہہ رہا ہے اس طرح نہیں سمجھتے اس طرح سمجھو۔ ایسے نہیں سمجھتے ایسے سمجھو۔

یاعلی انت منی و انامنک۔ کہنے کے بعد تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

یعنی اور کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی یعنی رسالت ولایت سے ہے، ولایت رسالت سے ہے۔

صحیح بخاری: **یا علی انت ولی الامر من بعدی۔ یا علی انت قسیم النار و الجنۃ۔ انا دارالحکمۃ وعلی بابھا۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ**

پھر کہا: **یاعلی، لحمک لحمی، دمک دمی۔ ظلمک ظلمی، حربک حربی۔ بغضک بغضی۔ انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ۔ انت**

صاحب حوضی۔ یا علی لایغضک الاخبیث الولادۃ ولا یحبک الاطاھر الولا دۃ۔

اس کے بعد بھی پیغمبر کا دل نہیں مانا کہہ دیا مقام وصیت پر:

من کنت مولا فھذا علی مولا۔

ہر مسلمان صراطِ مستقیم کی تمنا کرتا ہے نا! بتا دیا۔

لوح محفوظ پر ازل سے محفوظ تھا، ہمیشہ سے محفوظ تھا۔ سید الملائکہ کے ذریعے قلب رسالت پر منتقل ہو گیا۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (سورۂ فرقان آیت [illegible])

یہ ہے قرآن۔ جس میں مفہوم بھی اللہ کا ہے اور لفظیں بھی اللہ کی۔ حکم، امر، مرضی بھی اللہ کی ہے۔ الفاظ بھی ذات واجب کے ہیں۔ **وما ینطق......** کا پہرہ ہے لبوں پر ختمی مرتبت کے۔ اپنی طرف سے ایک لفظ نہ بڑھا سکتے ہیں نہ گھٹا سکتے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے اللہ کے کلام کو بغیر کسی تبدیلی کے پہنچایا۔ اب علیؑ کا جملہ سمجھ میں آیا۔ طائر جیسے اپنے بچوں کو بھراتا ہے۔ یہ نہیں کہا ماں جیسے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ ماں کے دودھ میں مختلف تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ معرفتِ رسول رکھتے ہیں نا! ایسے بھرایا جیسے طائر جو اپنی چونچ میں جو کچھ ہوتا ہے بغیر کسی تبدیلی کے بچے کے پوٹے میں انڈیل دیتا ہے......

علیؑ کو بتانا یہ تھا کہ رسول اللہ نے خدا سے جو کچھ لیا، جو کچھ حاصل کیا بغیر کسی تبدیلی کے میرے سینے میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد ہی تو فرمایا۔

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔

قرآن تو یہ ہے کہ جہاں لفظیں بھی خدا کی ہوں مفہوم بھی خدا کا ہو اور حدیث قدسی یہ ہے کہ جہاں وحی اللہ کی ہو لفظیں رسول کی ہوں۔ حکم ہو اللہ کا مگر لفظیں پیغمبر کی

Presented by www.ziaraat.com

ہوں۔حدیث یہ ہے کہ مرضی اللہ کی ہو لفظیں رسولؐ کی ہوں۔ پیغمبر اسلام کو کتنا اعتماد ہے اپنے لفظوں پر۔

کہہ دیا کہ خبردار! میری حدیث کو قرآن سے ملا کر دیکھو اگر حدیث قرآن سے Tally نہ کرے تو وہ میری حدیث نہیں ہے۔ یہاں یہ آزادی ہے پیغمبر کو کہ اپنے لفظوں میں پیش کریں۔اگر میری حدیث قرآن کی آیت سے مطابقت کرے تو میری ہے۔۔۔۔ زبان تو ایک ہی ہے نا! جس زبان سے قرآن جاری ہوا اسی زبان سے حدیث جاری ہوئی۔

یہ تو کمالِ صداقت و امانت پیغمبر اسلام ہے کہ قرآن کو قرآن کہا، حدیث کو حدیث ورنہ نہ کوئی مفسر ہوتا نہ کوئی محدث ہوتا۔ یہ سب آمنہ کے چاند کا صدقہ ہے۔ یہ سب پیغمبر اسلام نے خود بتایا۔ ورنہ دونوں باتیں ایک ہی زبان پر جاری ہوئیں۔ وہ بھی عربی میں یہ بھی عربی میں۔

فرشتے کو آتا ہوا کسی نے نہیں دیکھا۔ نبی ہی نے تو بتایا نا!

پتہ کیسے چلا قرآن کیا ہے حدیث کیا ہے۔۔۔۔۔ نبی ہی نے تو بتایا نا! پھر قرآن کیسے کافی ہوگیا آپ آیت ہی نہیں سمجھ سکتے اگر نبی نہ بتائے عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔

علیؑ نے عمل کیا آیتیں نازل ہوتی رہیں۔علیؑ نے حالت رکوع میں انگوٹھی دی۔ آیت نازل ہوگئی۔ زکوٰۃ بھی دی نماز بھی قائم رہی۔ تاج ولایت بھی عطا ہوا۔ ہے کوئی کائنات میں ایسا انسان؟

سارے مفسرین نے لکھا کہ یہ فرشتہ تھا، فقیر نہیں تھا۔ پھر تو بہت اچھی بات ہے، پھر تو کیس اور مضبوط ہوگیا۔ اگر فرشتہ تھا تو کیا مذاق کرنے آیا تھا نماز میں؟۔۔۔۔۔فقیر ہی رہتا تو اچھا تھا۔ چلو فقیر کو تمیز نہیں تھی کہ نماز میں مانگنا چاہیے یا نہیں۔ مگر فرشتہ تو معصوم ہے۔ تو کیا مذاق کرنے آیا تھا فرشتہ، کیا خدا کی مرضی کے بغیر آ گیا تھا۔ فرشتہ معصوم

ہے۔

ہمارے عقیدے کی رو سے ہر وقت مقام اطاعت میں رہتا ہے، محل اطاعت میں رہتا ہے۔ اپنی مرضی سے نہ آتا ہے نہ جاتا ہے نہ مانگتا ہے۔ دنیا کے دروازوں پر فقیر جاتے ہیں۔علیؑ کے دروازے پر تو فرشتہ بھی فقیر بن کر آتا ہے۔ بھکاری بن کر آتا ہے۔

فرشتہ تھا تو اور اچھا ہے۔ اللہ کے حکم سے آیا، اللہ کے گھر پر آیا، اللہ کے نام پر مانگ رہا ہے۔

یہ مسئلہ آج کی مجلس میں طے ہو جانا چاہیے۔ محمدؐ سے کیوں مانگتے ہو؟ علیؑ سے کیوں مانگتے ہو؟ اللہ نے بھیجا نا خصوصیت کے ساتھ۔ اس لیے کہ چشم مشیت حال کے آئینے میں مستقبل کے مفکرین وسیلہ کی تدبیروں کو دیکھ رہی تھی۔ اس لیے فرشتے کو خاص طور پر بھکاری بنا کر علیؑ کے دروازے پر بھیجا۔ دیکھو فرشتہ جیسا معصوم میری طرف سے آیا ہے۔ میرے حکم سے آیا ہے۔ وہ میرے نام پر مانگ کر علیؑ سے لیتا ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت کروں گا آگے چل کر۔

ایاک نعبدو وایاک نستعین۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کا عقیدہ ہمارے ہی جیسا ہے۔ وسیلہ وہ بھی آلِ محمدؐ کو مانتے ہیں، ہم تو ایک مخصوص گروہ کے عقائد کی نشاندہی کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کسی سے نہ مانگو صرف اللہ سے مانگو۔ تو روٹی بھی اللہ سے مانگو بیوی سے کیوں مانگتے ہو؟

ایاک نعبدوا وایاک نستعین۔

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

بات آگے بڑھی **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** (سورۂ نساء آیت ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

Presented by www.ziaraat.com

جس نے رسول سے مدد مانگی اس نے اللہ سے مدد مانگی...... اور جو رسول علیؑ سے مدد مانگے؟ بندہ تو اللہ سے مدد مانگے اور رسولؐ علیؑ سے مدد مانگے؟......

یہ عقیدہ نہیں تمام مسلمانوں کی متفقہ تاریخ میں ہے کہ جب آیت نازل ہوئی۔

فانذر عشیرتک الاقربین۔ (سورۂ شوریٰ آیت ۲۱۴) سب سے پہلے اپنے قرابت داروں کو خوفِ خدا دلاؤ۔

تمام تاریخیں متفق ہیں پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ کو بلایا۔ یاعلیؑ کھانے کا انتظام کرو کافروں کو بلاؤ۔ کافر آگئے۔ کھانا کھالیا۔ پیغمبر اسلام کا یہ خطبہ تمام مسلمانوں کی تاریخ میں موجود ہے کہ میں اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ کون ہے تم میں جو میری مدد کرے۔

اللہ کا رسول پیغام اللہ کا لایا ہے اور مدد کافروں سے مانگ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جہاں سے آغاز اسلام ہے وہیں سے آغاز مدد ہے۔ اللہ کا رسول کافروں سے مدد مانگ رہا ہے۔ اللہ کے رسول نے کافروں سے مدد مانگی۔ کوئی نہیں اٹھا۔ ایک ہی مددگار تھا۔

جس نے اٹھ کر کہا: یارسول اللہؐ! اعلانِ رسالت آپ کیجیے۔ تصدیق رسالت میں کروں گا۔

ہجرت آپ کیجیے۔ بستر پر میں سوؤں گا۔

اعلانِ جنگ آپ کیجیے۔ جنگ کو فتح میں کروں گا۔

صلح آپ کیجیے۔ صلح نامہ میں لکھوں گا۔

کعبہ میں آپ آیئے۔ بت شکنی میں کروں گا۔

رسالت آپ کی ہوگی۔ ولایت میری ہوگی۔

حکم آپ کا ہوگا۔ حکومت میری ہوگی۔

اھدنا الصراط المستقیم ہمیں ہدایت فرما۔

انعمت علیھم جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں۔

یہ تاریخ نہیں ہے میں کیا کروں حضور! جغرافیہ بتاتا ہے کہ چار راستے نکلتے

ہیں ایک راستے کو پیغمبر اسلام نے Adopt کیا۔

نعمت تخت وتاج کو نہیں کہتے۔ حکومت ظاہری کو نہیں کہتے۔

نعمت جغرافیائی سرحد بڑھانے کو بھی نہیں کہتے۔

نعمت بیت المال کو نہیں کہتے۔ نعمت سر جھکانے والی تلوار کو نہیں کہتے۔

نعمت حدودِ مملکت میں وسعت پیدا کرنے کو نہیں کہتے۔

نعمت سر کاٹنے کو نہیں کہتے سر کٹانے کو کہتے ہیں۔ یہ ہے نعمت!

ان کہ بخشد بے یقینا را یقین

وہ حسینؑ! جس نے بے یقینوں کو یقین بخشا۔

ان کہ لرزد از سجود او زمین

وہ حسینؑ! جس کے سجدے سے زمین میں زلزلے آگئے۔

وہ حسینؑ! جو تلوار کے نیچے بھی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کی آوازیں بلند کر رہا تھا۔

جس کی رگ گردن سے ٹپکنے والا لہو کا قطرہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز بلند کر رہا تھا۔

سکینہؑ کہتی ہے: جب میرے بابا کا سرنوک نیزہ پر بلند ہوگیا تو شمر کا ایک دستہ ہمارے خیمہ کی طرف بڑھا۔ شمر میری پھوپھی کے نزدیک آیا اور نوکِ نیزہ سے میری پھوپھی کے سر سے چادر اتاری۔

میری پھوپھی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کہا: عباسؑ! میری چادر!

جب ام لیلیٰ کے سر سے چادر اتاری تو ام لیلیٰ نے پکار کر کہا: عباسؑ! میری چادر!

ام رباب کے سر سے چادر چھنی: عباسؑ: میری چادر!

بے اختیار بیبیاں عباسؑ کو آواز دے رہی تھیں۔

سب کا آسرا عباسؑ۔ حسینؑ کا قوتِ بازو عباسؑ۔ ام البنین کا چاند عباسؑ۔

علیؑ کی دعا عباسؑ، فاطمہؑ کا بیٹا عباسؑ۔

فریادی نوحے جو پڑھتے ہو تو کس کو پکارتے ہو؟..... یہ جو فریادی ماتم کرتے ہو

Presented by www.ziaraat.com

یہ عباسؑ سے کیوں منسوب ہوگیا؟ اس لیے کہ ہر بی بی نے عباسؑ سے فریاد کی۔

عباسؑ کو پکارا۔ مشکل کشاء علیؑ کے بعد مشکل کشاء عباسؑ۔

ہم بھی عباسؑ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔

عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

سر سے چادر اتر گئی۔ زینبؑ آئی سید سجادؑ کے پاس۔ بیٹا علیؑ اٹھو میں لُٹ گئی۔

سید سجادؑ نے آنکھیں کھول کر پھوپھی کے کھلے سر کو دیکھ کر ایک جملہ کہا:

پھوپھی ''این عمی عباس'' پھوپھی میرے چچا عباس کہاں ہیں؟

قافلہ کربلا سے کوفہ چلا۔ میرا مولا طوق و سلاسل کا اسیر جب کوفہ کے بازاروں سے گزر رہا تھا تو ایک شخص نے آ کر سلام کیا السلام علیک یا بن رسول اللہ

میرے مولا نے طوق والی گردن کو اٹھایا۔ فرمایا! بھائی تو کون ہے؟ جو ہم کو سلام کر رہا ہے......

کہا مولا میں آپ کے جد کا صحابی ہوں۔ مولا میں مدینے جا رہا تھا۔ مجھے اس عظیم سانحے کا پتہ چلا۔ میں آپ کے سلام کو آیا ہوں۔

فرمایا: تم میرے جد کے روضے پر جاؤ گے؟

کہا: ہاں مولا جاؤں گا۔

میرا شہزادہ رونے لگا۔ فرمایا: بس اتنا کہہ دینا میرے جد سے کہ آپ کی بیٹیوں کو بے چادر سر بازار کوفہ چھوڑ کر آیا ہوں۔

مولا آپ رو کیوں رہے ہیں۔ گردن جھکا کر اسی طرح سے دربار میں جانا آپ کے شایان شان نہیں، آپ کے چچا مسلم کے تو ہاتھ میں ہتھکڑی تھی، پیر میں بیڑی، کمر میں لنگر، ہونٹ کٹے ہوئے، دانت ٹوٹے ہوئے لیکن سر اٹھا کر دربار میں گئے۔ آپ کو بھی سر اٹھا کر جانا چاہیئے، مولا رو کیوں رہے ہو۔

فرمایا: میں سر اٹھا کر کیسے جاؤں۔ چچا مسلم کے ساتھ ماں، بہن، چچی، پھوپھی

کھلے سر نہ تھیں۔ عمو مسلم کو تو سر اٹھا کر جانا چاہیئے تھا۔ لیکن میرے ساتھ......!

''مولا نیزوں پر سر کس کے ہیں؟''......فرمایا: ''وہ طویل نیزے پر میرے باپ کا سر ہے۔ وہ جو جوان سر ہے وہ میرے بھائی ۱۸ برس کے اکبرؑ کا ہے۔''......

جب سب کے سر میرے مولا گِنا چکے تو ایک ننھے سے سر کو دیکھ کر فرمایا:

''وہ میرے چھ مہینے کے ننھے بھائی کا سر ہے۔'' اللہ میرے مولا کا صبر......

زید بن ارقم نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا: ''مولا کیا عباسؑ نے ساتھ چھوڑ دیا؟''......

ایک مرتبہ بے اختیار ہو کر کہا: ''زید ابن ارقم میرے چچا کے لیئے ایسا نہ کہو۔ میرے چچا پر تو وفا کی حد ختم ہے۔ میرے چچا کے تو دونوں بازو کٹ گئے۔ زید تم نے میرے چچا کے لیے یہ جملہ کیوں کہا؟''

''مولا اس لیے کہ مجھے سب کے سر نظر آ رہے ہیں عباسؑ کا سر نہیں نظر آ رہا۔''

فرمایا: ''وہ دیکھو گھوڑے کی گردن میں میرے چچا کا سر لٹک رہا ہے۔''

''مولا یہ گھوڑے کی گردن میں کیوں ہے؟''

فرمایا: ''نہ میں بتا سکتا ہوں نہ تم سن سکتے ہو۔''......

چچا کے سر کے قریب آ کر سلام کیا۔

''السلام علیک یا عبدالصالح عمی عباس''

نانا کا صحابی زید بن ارقم پوچھتا ہے۔ آپ کا سر نیزہ پر کیوں نہیں گھوڑے کی گردن میں کیوں ہے؟''

فرمایا۔ ''تین مرتبہ لعینوں نے میرے سر کو نیزے پر بلند کرنا چاہا۔ لیکن میرا سر نیچے گر گیا۔ اس لیے کہ بلندی سے میری بہن کا کھلا سر نظر آ رہا تھا میں بہن کو کھلے سر بازار میں نہیں دیکھ سکتا۔''

Presented by www.ziaraat.com

مجلس چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ ۧ

آپ کے ذوق سماعت اور مسلسل توجہات پر شکر گزار ہوں۔ ان مجالس میں ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اس عنوان کے تحت ہمیں کوئی ایسا نکتہ فکر نظر آجائے جس پر تمام مکاتب فکر متفق ہو جائیں۔ دلوں کی ہم آہنگی اسی وقت ہوتی ہے جب رجحانات ایک ہوں، خیالات ایک ہوں، جذبات ایک ہوں، احساسات ایک ہوں اور نظریات ایک ہوں۔

نظریات کی بنیاد علم ہوا کرتا ہے۔ جیسا علم ہوگا ویسا عقیدہ ہوگا۔ جیسا عقیدہ ہوگا ویسا نظریہ ہوگا۔ جیسا نظریہ ہوگا ویسا عمل ہوگا۔ جیسا عمل ہوگا ویسی سیرت ہوگی۔ جیسی سیرت ہوگی ویسا کردار ہوگا۔ جیسا کردار ہوگا ویسی شخصیت ہوگی۔ یہ ہے بنیادی نکتہ۔

اب ہم باب علوم رسالت سے علم کی بھیک مانگ کر کہ مولا تیری ذات تمام مسلمانوں کے درمیان نکتۂ اتحاد ہے۔ تو ہی ایسی متفق علیہ شخصیت ہے جس پر مسلمانوں میں کسی کو اختلاف نہیں۔ کسی نہ کسی صورت میں سب ہی تجھے مانتے ہیں۔

کوئی تجھے عالم علم لدنی مانتا ہے، کوئی خطیب منبر سلونی مانتا ہے،
کوئی اسد اللہ، عین اللہ مانتا ہے، کوئی تجھے ولی اللہ مانتا ہے،
کوئی ایمان کل، کوئی امیر المومنین، کوئی امام المتقین،
کوئی ناخدا اور کوئی تجھے خدا مانتا ہے۔

غرض یہ کہ مانتے سب ہیں لیکن تجھے سمجھ نہیں سکتے۔ تو پیغمبر اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جو کسی کی سمجھ میں نہ آسکے جو عقول انسانی سے ماورا ہو۔

مانتے سب ہیں، تسلیم سب کرتے ہیں۔ اختلاف اس پر ہے کہ پہلا مانیں یا چوتھا مانیں۔ لیکن مانتے سب ہیں، مولا مانیں یا مشکل کشا مانیں یا ہلاکت سے بچانے والا مانیں یا ناخدا مانیں مگر مانتے سب ہیں۔ تیرے علم کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ حق کا انکار کیا۔

حضرت فاروق اعظم کا فتویٰ موجود ہے جو اُن کے دس سالہ دورِ حکومت میں دیا گیا کہ جب علیؑ مسجد میں موجود ہوں، باب علم موجود ہو تو کوئی فتویٰ دینے کی کوشش نہ کرے۔ جب علیؑ مسجد میں موجود ہوں تو کوئی اپنے علم کا اظہار کرنے کی کوشش نہ کرے۔

فاروق اعظم کا اتنا واضح فتویٰ موجود ہے تو ظاہر ہے آج علیؑ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن کل یہ حکم تھا کہ کوئی فتویٰ دینے کی کوشش نہ کرے۔ جب علیؑ مسجد میں موجود ہوں۔ تو آج بھی کوئی قانون بنانے کی کوشش نہ کرے جب علیؑ کا علمی خطبہ موجود ہے۔ ..... جب کہ علیؑ کا واضح خطبہ موجود ہے۔

فاروق اعظم تمام فقہی مسائل میں علیؑ سے فتویٰ لیا کرتے تھے اور جو علی فتویٰ دیتے اسے قبول کیا کرتے۔ کوئی تاریخ اسلام کا مورخ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ علیؑ کے فیصلے پر اعتراض آیا ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

تو بات تو ختم ہوگئی نا! کہ فاروق اعظم کے دورِ حکومت میں وہ تمام فقہی مسائل قبول کرلئے جاتے تھے جنہیں مولائے کائنات حل فرما دیا کرتے تھے۔ تو اگر آج بھی اسی کو قبول کرلیا جائے؟

اب آپ ابو ہریرہ کے فیصلوں کو نہ دیکھیں، اب آپ صحیح بخاری کے فیصلوں کو نہ دیکھیں بلکہ فاروق اعظم کے فیصلوں کو دیکھیں جن کی بنیاد پر آپ کی حکومت دس سال قائم رہی۔ یہ ہے بنیادی نکتۂ نگاہ جب ان فیصلوں کی گہرائی میں آپ جائیں گے، ان کی تفصیلات آپ پڑھیں گے تو آپ کو صراطِ مستقیم نظر آئے گی، میسر آجائے گی۔

سورۂ حمد وہ سورہ ہے جو مکمل نازل ہوا اور یہ واحد سورہ ہے جس میں عبد معبود سے ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ سورہ اس وقت نازل ہوا جب نماز فرض ہوئی۔ بندہ پانچ وقت اپنے معبود سے ہمکلام ہوتا ہے۔ دیگر سورتوں میں واقعات ہیں، قصص و حکایات ہیں، احکام ہیں لیکن کسی سورہ میں بندہ اپنے معبود سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ اگر اللہ بندوں تک پہنچنا چاہے تو اس کے لیے یہی وسیلہ ہے۔

نبی کی تعریف یہ کہ خدا کو پہنچوائے اور امام وہ جو بندوں کو خدا تک پہنچائے۔

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت لاعرف فخلقت

(میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلق کردیا۔)

تو نبی کی تعریف کہ خدا کی معرفت کراتا ہے اور امام کی تعریف کہ بندوں کو خدا سے ملاتا ہے۔ اگر معرفت امام نہ ہو تو بندے کے لیے مشکل ہے کہ وہ خدا تک پہنچے۔ اس لیے کہ امام بندوں کو خدا سے ملاتا ہے۔ اسی کے ذریعے تو وہاں تک جانا ہے۔

یہ اس سورہ کا طرۂ امتیاز ہے کہ شروع ہوا

الحمدللہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم سے۔

بڑے پڑھے لکھے لوگ یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ رحمٰن و رحیم کے معنی ایک ہیں۔ مفسرین بھی یہی ترجمہ کرتے ہیں۔ جب رحمٰن کہہ چکا تو رحیم کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

اُس کے کلام میں تو کوئی نقص نہیں!

جب دنیا والوں نے "بائے بسم اللہ" سے ہٹ کر قرآن فہمی کی کوشش کی تو لکھ دیا کہ رحمٰن و رحیم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آپ لفظ کو آیت سے مسلسل کرو گے تو آیتیں خود معنی بتاتی ہیں۔

الحمد اللہ رب العالمین۔ تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لیے جو تمام عالمین کا رب ہے۔ "**عالمین**" کے فوراً بعد آیا "**الرحمن**"

جب وارثانِ علمِ قرآن سے رحمٰن و رحیم کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ رحمٰن اس کی رحمتِ عامہ ہے اور رحیم اس کی رحمت خاصہ ہے۔

رحمٰن اس کی رحمت عامہ سب پر ہے مسلم ہو کہ غیر مسلم۔

رحمٰن ہے وہ عالمین کے لیے، رحیم ہے وہ مومنین کے لیے۔ عالمین کے فوراً بعد رحمٰن آیا یعنی اس کی رحمتیں ہیں سب کے لیے۔

مسلم ہو کہ مشرک، کافر ہو کہ منکر۔ فرعون پر بھی رحمت ہے اور موسیٰؑ پر بھی، ابراہیمؑ پر بھی اور نمرود پر بھی، یہ رحمٰن سارے عالمین کے لیے ہے۔ اقبالؔ نے کہا تھا:

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

علامہ اقبالؔ اگر رحمٰن کے معنی سمجھ جاتے تو ہرگز یہ شکوہ نہ کرتے۔ وہ رحمٰن ہے تو سب کو برابر دیتا ہے۔ یہ اس کی صفتِ رحمانیت ہے کہ سب کو دیتا ہے۔ فرعون کو سب کچھ دیا۔ دولت، حشمت، طاقت، خزانے، لشکر۔ یہ ساری نعمتیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فرعون کی تو اللہ سے صلح ہوگئی تھی۔ اگر صلح نہ ہوتی تو یہ ساری دولت کیوں دیتا؟ لشکر، تخت، تاج کیوں دیتا؟

اس کی صفتِ رحمانیت کا تقاضا ہے کہ دشمن کو انتقام کا نشانہ نہیں بناتا۔ بلکہ دشمن سے اپنی عظمت کا اقرار لیا کرتا ہے۔ اس کو یہ سوچ کر ہی تو تخت و تاج دیا کہ تو میرا بندہ

Presented by www.ziaraat.com

بن یا نہ بن، میں تو تیرا خدا ہوں۔ تو مانے یا نہ مانے۔ اس نے فرعون کا تختہ نہیں الٹا بلکہ نوازتا رہا۔

فرعون موسیٰؑ کا تعاقب کرتے ہوئے رودِ نیل پر پہنچا...... موسیٰؑ نے پانی پر عصا مارا۔ ایک عصا مارا، راستے بارہ بنے......

او صراطِ مستقیم تلاش کرنے والو! کیا چاہتے ہو؟...... کیا پیاری مثال دی ہے۔ خدا نے کہ موسیٰؑ جیسا نبی جب تک بارہ راستوں پر نہ چلے دریا کو عبور نہیں کرسکتا تو مسلمان بارہ راستوں کا انکار کر کے پل صراط عبور کر سکتے ہیں؟

فرعون نبی کے پیچھے پیچھے جا رہا ہے پھر بھی فرعون۔ نبی کے نقش قدم سے قدم ملا کر جا رہا ہے پھر بھی فرعون۔ تو معلوم ہوا کہ پیچھے پیچھے جانے سے کوئی فائدہ نہیں جب تک نیت نیک نہ ہو۔ نبی کی معرفت کے بغیر، پہچانے بغیر پیچھے جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

جب راستے میں غرق ہونے لگا، گردن تک پانی آ گیا، ڈوبنے لگا۔ تو اب کہتا ہے: ''اے میرے برحق خدا مجھے بچالے۔'' جب تک تخت پر تھا، خدا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ''انا ربکم الاعلیٰ''...... اب جب مشکل میں پھنسا ہے تو فریاد کر رہا ہے۔ ''مجھے بچالے۔ مجھے ہلاک ہونے سے بچالے۔''

جس منزل پر زبانِ فرعون سے یہ نکلا کہ تو بچانے والا ہے۔ میں ہلاک ہو رہا ہوں تو یہیں سے فیصلہ ہوگیا کہ بچانے والا اور ہے، ہلاک ہونے والا اور ہے۔ تو ہلاک ہونے والے کے راستے کو چھوڑ دو اور بچانے والے کے راستے پر چلو۔

یہی ہے صراطِ مستقیم اور اسی کی تمنا کی جاتی ہے۔ ہر بندہ، ہر نماز میں دعا کرتا ہے اور یہ صراطِ مستقیم قرآن مجید میں ۳۳ بار استعمال ہوا ہے۔

یہ بھی عجیب منزل فکر ہے۔ قرآن مجید میں جو حروفِ مقطعات ہیں، جن کی تکرار ہوئی ہے ان کو ہٹا کر دیکھیے تو ۱۴۔ بعض کہتے ہیں ۸۴ مرتبہ آئے ہیں، بعض کہتے ہیں

۷۵ مرتبہ۔

حروفِ مقطعات قرآنی جیسے یٰس، طٰہ، الم۔ کھٰیعص۔ الرا۔ یہ سارے حروفِ مقطعات ہیں یہ ۷۵ ہوں یا چوراسی ان کے ہندسوں کو جمع کریں تو بارہ بنتے ہیں۔

دیکھیے ۷۵ میں سات جمع پانچ، بارہ اور ۸۴ میں آٹھ جمع چار۔ بارہ۔ یہ عجیب منزل فکر ہے اور حروفِ مقطعات تکرار کے بغیر گنیں تو وہ چودہ بنیں گے۔ ہزاروں عبارتیں ان حروف سے علمائے کرام نے بنانے کی کوششیں کیں لیکن یہ اعجازِ قدرت ہے کہ ایک ہی عبارت بامعنی بنی کہ صراط علیؑ حق۔

یہ ہے مزاج قرآن۔ یہ ہے مزاجِ حق، پیمانۂ حق۔ ہزاروں عبارتیں بنائی گئیں۔ صرف ایک ہی عبارت بامعنی بنی کہ صرف علیؑ کا راستہ ہی حق ہے۔

اب پڑھو نماز۔ کرو دعا۔

اهدنا الصراط المستقیم۔ ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کر۔

ہمیں علیؑ کے راستے کی ہدایت کر۔ اب ضرور کہیئے

الحمدللّٰه رب العالمین۔ الرحمن الرحیم

کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو منوالے اور مخالف کو پتہ بھی نہ چلے۔ یہ ہے مزاجِ حق یہ ہے اقتدارِ حق اور پیمانۂ حق تو ہر مسلمان کی تمنا یہی ہے کہ مجھے علیؑ کے راستے پر چلا......

یہ ہے اهدنا الصراط المستقیم۔

تو اب علیؑ کے راستے پر چلنے میں اختلاف تو نہیں ہے...... تو اختلاف کہاں ہے؟

سورۂ حمد کے پڑھنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے نا!...... سب کی تمنا یہی ہے کہ مجھے علیؑ کے راستے پر چلا۔ اگر جان کر چلو تو اور بات ہے پہچان کر چلو تو اور بات ہے۔ چلنا تو علیؑ ہی کے راستے پر ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

وللہ یسجد من فی السموات و الارض طوعاً و کرھاً۔ (سورۂ رعد آیت ۱۵)

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہے ہر شے چاہے جبراً کرے یا خوشی سے۔

ہر چیز اسی کی طاقت، اسی کے جبروت و اقتدار کا اعتراف کرتی ہے۔ اگر خوشی سے کرے تو سلمانؓ بنتا ہے، ابوذرؓ بنتا ہے، میثمؓ بنتا ہے، مقدادؓ بنتا ہے۔ آئے تو سہی اس آستانے پر۔

آج چودہ سو برس گزر گئے ہیں لیکن یہ نہ سمجھ سکے کہ علیؑ ہے کیا؟

شب ہجرت بستر پر سوئے تو لوگوں نے نبی سمجھا، اور منبر سلونی سے اظہارِ علم کیا تو خدا سمجھا۔ سب کو پتہ تھا شکل وصورت کا بھی، سب کو پتہ تھا قد وقامت کا بھی اور پھر لیٹنے کے انداز سے تو آدمی بالکل پہچانا جاتا ہے۔

حضور کے بستر پر علیؑ سو رہے۔ مورخ اپنی دانست میں لکھ دیتا ہے کہ علیؑ کا قد چھوٹا تھا نبیؐ کا قد دراز تھا اور یہ دیکھ رہا تھا یہ تاریخ نویس۔ نبیؐ کی چادر اوڑھ کر علیؑ لیٹے۔ روزمرہ کے دیکھنے والے ضرور شناخت کر لیتے۔ نبیؐ کا قد وقامت اور ہے، علیؑ کا قد وقامت اور ہے۔ یا تو یہ کہو کہ شب ہجرت قد وقامت کا مسئلہ نہیں تھا۔ یہ بھی علیؑ کی فضیلت کہ چادر دیکھ کر پیر پھیلائے تھے۔

پیغمبر اسلام نے کہا تھا کہ علیؑ بستر پر سو جاؤ یہ نہیں کہا تھا کہ لیٹ جاؤ۔ علیؑ سو کیسے گئے تلواروں کے سائے میں؟ دو باتیں ہیں دو وجوہات ہیں علیؑ کے سکون سے سونے کی۔ ایک تو ابوطالبؑ کے خون کی شرافت۔ یقیناً علیؑ کو پریشانی ہوتی اگر علیؑ ابوطالبؑ کا بیٹا نہ ہوتا تب علیؑ کو پریشانی ہوتی۔

رات کا وقت ہے، سناٹا ہے، اندھیرا ہے، دشمن تلوار لیئے کھڑے ہیں۔ علیؑ کو یقیناً پریشانی ہونا چاہیئے تھی مگر اس وقت ہوتی جب علیؑ، ابوطالبؑ کا بیٹا نہ ہوتا، تب تو پریشان ہوتا۔ یہاں تو پریشانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ شعب ابوطالبؑ میں ساڑھے تین برس تک ابوطالبؑ نے جہاں محمدؐ کی جان کو خطرہ ہوا باپ نے اپنے بیٹے

علیؑ کو محمدؐ کے بستر پر لٹا دیا۔ جب سارا عرب تاریکیٔ شب میں کروٹیں لے رہا تھا، ابوطالبؑ کی نگاہیں نورِ نبوت کے آئینے میں دیکھ کر بیٹے کو عادی بنا رہی تھیں کہ اگر تلواروں کی زد میں سونا پڑے تو سکون سے سوجانا۔ عادی بنایا بیٹے کو۔

تدبر جناب ابوطالبؑ دیکھیئے۔ جب بھی لٹایا علیؑ کو لٹایا۔ یا ابوطالبؑ آقا اور بھی بیٹے تھے۔ جعفر ہیں، عقیل ہیں، آپ کے اور بھی بیٹے ہیں کسی اور کو بستر پر کیوں نہ لٹایا، مسند رسالت پہ کیوں نہیں لٹایا۔ ابوطالبؑ جانتے تھے۔

اے تاریخ کے مؤرخو ابوطالبؑ کے ایمان اور معرفت پر ایمان لاؤ۔ ابوطالب جانتے تھے کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم توہین رسالت ہے۔ معصوم کی جگہ معصوم آئے۔ میرے لاکھ بیٹے سہی لیکن علیؑ کی طرح معصوم نہیں۔ اس لیے ابوطالبؑ نے رسالت کا بھی فیصلہ کیا، نیابت کا بھی اور ولایت کا بھی۔

رحل پر قرآن ہی آتا ہے صحیح بخاری نہیں آسکتی۔ یہ رحل جو ہے نا قرآن کی مسند ہے۔ قرآن کی مسند پر قرآن ہی آسکتا ہے۔ تو صامت کی مسند پر کوئی نہیں آسکتا تو قرآن ناطق کی مسند پر کون آسکتا ہے؟ کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

قرآن کی مسند پر قرآن ہی آسکتا ہے کوئی کتاب نہیں رکھی جاسکتی۔ اس لیے کہ یہ مسند ہے قرآن کی۔ یقیناً ابوطالبؑ کا بیٹا تلواروں میں سونے پر پریشان ہوتا لیکن بچپن سے باپ نے عادت ڈال دی تھی اور دوسری بات کیوں اطمینان سے سوئے؟ اسی لیئے سوئے کہ نبوت میں شک نہیں تھا۔

فیصلہ کن گفتگو ہے۔ جسے نبوت میں شک نہیں ہوگا اسے قول نبی میں بھی شک نہیں ہوگا۔ علیؑ پیغمبر کی بات کو اِدھر سے سن کر اُدھر اڑا نہیں دیتے تھے۔ بلکہ غور سے سنتے تھے۔ علیؑ یہ میرے پاس جو امانتیں ہیں انہیں ان کے وارثوں کو پہنچا کر میرے پاس آجانا۔ دوسرا ہوتا تو کہتا اگر زندہ بچوں گا تو امانتیں پہنچاؤں گا۔

سوئے اور اس طرح اطمینان سے سوئے کہ

Presented by www.ziaraat.com

ومن الناس من یشریٰ نفسه ابتغاء مرضات اللّٰه و اللّٰه رؤف بالعباد

(سورۂ بقرہ آیت ۲۰۷)

نفس بیچا، رضا خریدی۔ یہ ہے **انعمت علیهم**۔ اتنا بڑا انعام..... سویا اور اس طرح سویا کہ نہ کروٹ لینے میں فرق نہ انداز میں فرق۔ سونے میں آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ ہاتھ کہاں ہیں، پاؤں کہاں ہیں، چہرہ کہاں ہے، پشت کہاں ہے۔ ذرا سا بھی فرق آتا تو کافر پہچان جاتے......

علیؑ، علیؑ بن کر نہیں سوئے، بلکہ نبی بن کر سوئے۔ جان بچانے کے لیے بھیس بدلنا اور بات ہے۔ اگر آج علیؑ، علیؑ بن کر سوتے تو بچ جاتے۔ دشمن تو نبی کے تھے۔ لیکن آج لباس نبوت پہن کر علیؑ سوئے ہیں۔ آج علیؑ نے وہ بھیس بدلا ہے جو کوئی نہیں بدلتا۔ جان بچانے کے لیئے مختلف بھیس بدلتے ہیں نا جن سے حقیقت کا پتہ نہ چل سکے۔

لیکن علیؑ نے جو بھیس بدلا ہے وہ نبوت کا ہے..... نبی بن کر علیؑ سو رہے ہیں اور کہا کیا؟ ...... یہ امانتیں پہنچا کر آ جانا..... امانتیں کس کی تھیں؟..... کفار مکہ کی تھیں نا!......

اے میرے امین پیغمبر..... تیری امانت داری پر قربان..... کافروں کی امانتوں کا بھی اتنا خیال کہ اگر وقتی طور پر ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت فرمائے تو امین کے حوالے کر کے جائے..... محلے والوں کو سپرد کر کے نہ جائے......

کافروں کی امانتوں کو بھی وقتی طور پر پردہ فرمانے پر بھی پیغمبر، امین کے حوالے، علیؑ کے حوالے کر کے جا رہے ہیں۔ تو دنیا سے رحلت فرماتے وقت محلّہ والوں یا کسی بزرگ کے سپرد اسلام، شریعت، دین حوالے کر کے چلے جاتے کہ تم اُسے پہنچا دو!؟

اگر علیؑ کے علاوہ پیغمبر اسلام بستر پر کسی اور کو لٹا جاتے اور وہ امانتیں ان کے اہل تک نہ پہنچتیں تو نبوت تو گئی تھی نا!...... کافروں کے لیے تو یہی پروپیگنڈہ کافی ہو جاتا

کہ کیسا امین ہے کہ ہماری امانتیں لے کر چلا گیا اور امانت ہی پر تو بنیاد ہے نبوت کی!

پوری نبوت کا مستقبل علیؑ کے حوالے کر گئے۔ پیغمبر کی سنت یہ ہے کہ پیغمبر قیامت تک کا نبوت کا مستقبل علیؑ کے حوالے کر گئے۔ تو ہم نے بھی نبیؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنا مستقبل علیؑ کے حوالے کر دیا۔

تو علیؑ نے نفس بیچا، اللہ کی رضا خریدی۔ آج اللہ کو علیؑ کا سونا اتنا پسند آیا کہ کہا: ہم سونے کو خریدتے ہیں......

اے علیؑ تمہارا سونا خریدا جا رہا ہے..... اے میرے آقا خریدار کون ہے؟

قیمت بتاؤ تمہارا سونا خریدا جا رہا ہے......

قیمت کیا لوگے؟..... جنت!..... وہ تو میرے بیٹوں کی جاگیر ہے......

کعبہ!..... وہ تو میرا مولد ہے......

یا رسول اللہ خریدار کا نام بتا دیجیئے ...... اللہ خرید رہا ہے۔ تو پھر اللہ سے کیا سودے بازی کرنا ہے؟..... جو اس کی مرضی!

بس اللہ کی رضا، اس کی مرضی۔ مجھے اللہ سے سودے بازی نہیں کرنا ہے۔

اب قیامت تک علیؑ کا نفس اللہ کے پاس، اللہ کی رضا علیؑ کے پاس......

اللہ کم ظرفوں کا نفس نہیں خریدتا..... اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بنائے۔

کسی کو Dismiss کیا؟..... نہیں!......

اس لیئے کہ کم ظرفوں کو بناتا ہی نہیں اور جنہیں بناتا ہے وہ نہ کبھی مستعفی ہوتے ہیں اور نہ کبھی معزول۔ ظرف دیکھ کر بناتا ہے۔

علیؑ کا سونا بک گیا..... تو اللہ کی رضا علیؑ کے پاس، علیؑ کا نفس اللہ کے پاس۔

اب تم نماز پڑھتے ہو اللہ کی رضا کے لئے، روزہ، حج..... رضائے الٰہی کے لیئے۔

تراویح پڑھتے ہو اللہ کی رضا کے لئے، زکوٰۃ دیتے ہو اللہ کی رضا کے لیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

قرآن پڑھتے ہو اللہ کی رضا کے لیئے۔ جہاد کرتے ہو،
اذان دیتے ہو۔ اذان دلواتے ہو اللہ کی رضا کے لیئے......
اگر میں اس بات کو یوں کہہ دوں کہ سارے مسلمان نماز پڑھتے ہیں، سجدہ، رکوع کرتے ہیں تو علیؑ کے لیئے......
روزہ، حج، زکوٰۃ دیتے ہیں، جہاد کرتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں تو علیؑ کے لیئے......تو انصاف کا تقاضا یہ ہے نا کہ جس کے لیئے کلمہ پڑھا جائے اس کا نام بھی کلمہ میں لیا جائے۔
ساری تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! کہ جس کے راستے کو صراط مستقیم کہا گیا۔ تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا اور آخری انسان! جو خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔
تاریخ آدمؑ و عالم کا عظیم المرتبت یکتا انسان! جس کے پہلے کوئی خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا......
علیؑ! سے پہلے کوئی علیؑ نہ تھا......
تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! جس کا عقد خدا نے عرش پر پڑھوایا۔
تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! کہ جس کی دہلیز پر ستارہ عرش سے ٹوٹ کر آیا۔
تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! جس کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت کو سبک کر گئی۔
تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! جس کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت، ذکر، محبت۔
تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا انسان! جس نے لفظوں کو معنی عطا کیے۔
کون بتا سکتا ہے شجاعت کیا ہے؟
شجاعت سمجھ ہی میں نہیں آ سکتی اگر علیؑ نہ ہو۔ لکھ سکتے ہو بتا نہیں سکتے۔
کائنات کی ہر صفت، مجرّد! سے مجسّم ہوجائے تو علیؑ! ہے......

شرافت! مجرد سے مجسّم ہوجائے تو علیؑ! ہے۔
سیادت، نجابت، طہارت، ولایت، امامت، شریعت، مجرّد سے مجسّم ہوجائے تو علیؑ! ہے۔
قانونِ مصطفیؐ! مجرّد ہے، مجسّم ہوجائے تو علیؑ ہے۔
صراطِ مستقیم! مجرّد ہے، مجسّم ہوجائے تو علیؑ! ہے۔
شجاعت! مجرّد ہے، مجسّم ہوجائے تو علیؑ! ہے۔
یہ ہے راستہ! صراطِ مستقیم کا۔ یہ ہے راستہ! آلِ محمدؐ کا۔
اس کے اول بھی محمدؐ، اوسط بھی محمدؐ، آخر بھی محمدؐ......
سب معصوم، سب مرکز ہدایت، سب نور،
سب کا شجرہ ایک، حسب ایک، نسب ایک، ظہور ایک، عمل ایک، مدرسہ ایک، فکر ایک۔
آلِ محمدؐ! کے تعارف کے لیے یہی کافی ہے کہ آلِ محمدؐ کے فضائل و مناقب کو قرآن میں جگہ دی گئی،
آل محمدؐ! عمل کرتے رہے، قرآن نازل ہوتا رہا...... بلکہ آیات نازل ہوتی رہیں۔
آلِ محمدؐ! نے تین روٹیاں دیں، تیس (۳۰) آیتیں نازل ہوگئیں......
کیا کہنے خاتونِ جنت کے...... ہاتھوں کی بنی ہوئی تین روٹیاں تیس آیتوں کے برابر ہوئیں اور ان تیس آیتوں کے بعد
"ماتشائون الا ان یشاء اللّٰہ آیا۔ (سورۂ دہر آیت ۳۰)
اے اہل بیت رسولؐ آپ کو کچھ چاہتے ہی نہیں مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔
جن کی طہارت کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔
"انمایرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"
(سورۂ احزاب آیت ۳۳)

Presented by www.ziaraat.com

تاریخ اسلام میں کون سی ایسی شخصیتیں ہیں کہ جن کی زندگی کے ہر پہلو کو قرآن کی زینت بنا دیا گیا؟...... تاریخ محمدؐ و آل محمدؐ کے سوا اور کوئی تاریخ نہیں پیش کی جاسکتی۔

ان کے عمل پر قرآن اترا۔ انہوں نے زکوٰۃ دی آیت نازل ہوگئی۔

مباہلہ میں گئے آیت نازل ہوگئی۔

فقل تعالوا ندع ابنائنا وانبائکم (سورہ آلِ عمران آیت ۶۱)

صرف آلِ محمدؐ کے لیے آئی۔

انہوں نے رسالت کی گواہی دی آیت آئی

قل کفیٰ باللّٰہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب، (سورۂ رعد آیت ۴۳)

اللہ گواہ اور وہ گواہ جس کے پاس کتاب کا پورا علم ہے۔

ان کے عمل پر قرآن اترا۔ ان کے عمل کے نمونے یہ ہیں کہ

کوئی سلمانؓ بنا، کوئی بوذرؓ، کوئی مقدادؓ، کوئی قنبرؓ اور کوئی فضہؓ۔

قنبرؓ درِ زہراؑ پر آئے۔ دق الباب کیا۔ فضہؓ آئیں۔ قنبرؓ بھی غلام، فضہؓ بھی کنیز۔
لیکن معرفت کے مدارج جدا ہیں...... کہتے ہیں: "فضہؓ مولا کہاں ہیں؟"......

فضہؓ نے بڑی بے نیازی سے کہا: "میرا مولا عرش چہارم پر فرشتوں کو نماز پڑھا رہا ہے"......

قنبرؓ لوٹے...... واپس ہوئے تو دیکھا درِ مسجد پر علی ابن ابی طالبؑ فقیروں کو کھانا کھلا رہے ہیں۔

قریب آ کر عرض کرتے ہیں: "مولا آپ نے فضہؓ کو بڑا سر چڑھایا ہے۔ وہ تو امور امامت میں مداخلت کرنے لگی ہے...... میں درِ دولت پر حاضر ہوا تھا۔
فضہؓ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ میرا مولا عرش چہارم پر فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ مولا نے فرمایا: "قنبر کیا تم کو اس میں شک ہے؟"

یہ اپنی اپنی معرفت اور بصیرت ہے۔ قنبرؓ نے کیا پیارا جواب دیا۔ وہی جملہ دہرا دیا جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا۔ **لیطمئن قلبی**۔ تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

فرمایا: "اچھا قنبر ذرا آسمان کی طرف تو دیکھ"......قنبرؓ نے نظر اٹھائی۔

پوچھا: "کیا دیکھا؟"

عرض کی: "مولا! میں تو کبھی فلک اول پر آپ کو فرشتوں کے بیچ میں دیکھ رہا ہوں، کہیں فلک دوم پر انبیاء سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ کہیں ساکنانِ عرش کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں"

کہا: "نیچے بھی دیکھا؟"......

کہا: "مولا!...... آپ ہی آپ ہیں، جدھر جدھر دیکھ رہا ہوں علیؑ ہی علیؑ نظر آ رہے ہیں۔ مولا! فضہ نے صحیح کہا تھا...... آقا پھر میں نے کیوں نہیں دیکھا؟"......

فرمایا: "قنبر، فضہؓ کا مقابلہ نہ کرنا"

میرے مولا کے اس جملے پر میں اپنی ساری تقریر قربان کر دوں۔

سنیں گے آپ غور سے۔ اللہ اکبر! کیا جواب دیا ہے۔

"قنبرؓ! خلوص میں تو تیرے بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ لیکن فضہؓ کا مقابلہ نہ کرنا"

قنبرؓ نے مولائے کائنات سے اپنے خلوص کی سند لے لی۔ لیکن خبردار کیا کہ معرفت کی منزل میں فضہ کا مقابلہ نہ کرنا۔ تم ڈیوڑھی کے غلام ہو وہ گھر کے اندر کی کنیز ہے۔ تم ڈیوڑھی تک ہی محدود ہو۔ گھر والے زیادہ جانتے ہیں باہر والوں سے۔

مولا نے ایک مسئلہ قیامت تک کے لیے حل کر دیا۔ کہ گھر والے زیادہ جانتے ہیں باہر والوں سے۔

یہ بھی فضہؓ کا کمال ہے کہ بعد وفاتِ پیغمبرؐ فضہؓ نے اپنی زبان میں گفتگو ہی نہیں کی...... جب بھی گفتگو کی قرآن کی زبان میں......

پیغمبر اسلامؐ کا جب آخری وقت آیا تو فرمایا: "فضہؓ تو نے ہماری بہت خدمت

Presented by www.ziaraat.com

کی ہے بول کیا چاہتی ہے؟''......

دیکھو معرفت فضہؓ۔ مانگا کیا؟...... دیکھو معرفت والے نعمت مانگتے ہیں دولت نہیں...... دیکھو فضہؓ کیا مانگتی ہے...... **انعمت علیھم** کے ساتھ رہی ہے۔

دیکھو کیا مانگتی ہے!...... اگر دولت مانگتی تو مصلّے کا کونہ الٹ دیتی۔ دولت ملجاتی......

لیکن کہا کیا؟...... آپ کے بچوں کی خدمت گار ہوں بس یہی کافی ہے......

''نہیں فضہؓ جو چاہے مانگ لے''...... ''یا رسول اللہ اگر کچھ عطا فرمانا ہی ہے تو اتنی زندگی مجھے مل جائے کہ جب زینبؑ تنہا ہو تو میں ساتھ رہوں۔''

ہمارا سلام ہو فضہؓ پر...... فضہؓ کو کنیز نہ کہا کرو۔ اس لیے کہ حسینؑ نے امّاں فضہ کہہ کر سلام کیا ہے...... شہزادی سیدہ نے بہن سمجھا ہے......

''جب زینبؑ تنہا ہو تو میں زینبؑ کے ساتھ ساتھ رہوں۔ دعا قبول ہوئی اور فضہؓ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ حسینؑ نے مدینہ چھوڑا، فضہؓ نے مدینہ چھوڑا۔

حسینؑ مکہ آئے، فضہؓ بھی مکہ آئی۔

حسینؑ کربلا آئے فضہؓ بھی کربلا آئی۔

حسینؑ کا خیمہ دریا سے اٹھا۔ فضہؓ کا خیمہ بھی دریا سے اٹھا۔

حسینؑ کے بچوں پر پانی بند ہوا!۔ فضہؓ بھی پیاسی رہی...

حسینؑ لاشے اٹھا اٹھا کر لائے تو فضہؓ نے بھی ہر لاش پر ماتم کیا......

دوستو! مجھے ایک جملہ کہنے دو...... کربلا میں فضہؓ نے شہزادی سیدہؑ کی نیابت کی ہے۔ لاشوں پر فضہؓ ماں بن کر ماتم کرتی ہے، ماں بن کر روتی ہے۔

بہت دیر تک ردّ وکد رہی فضہؓ اور شمر میں۔ شمر جناب زینبؑ کی طرف بڑھنا چاہتا تھا۔ تو فضہؓ سپر بن جاتی تھی۔ فضہؓ کا مطالبہ یہی تھا کہ جب تک میرے سر پر چادر ہے میری شہزادی کا سر کھلا نہیں رہ سکتا۔ فضہؓ نے اپنے وعدے کو کہاں کہاں پورا کیا۔

اگر زینبؑ نے تازیانے کھائے تو فضہؓ نے بھی تازیانے کھائے۔

جب دربارِ شام میں زینبؑ داخل ہوئی۔ تماشائی دیکھ رہے تھے...... فیصلہ کن وار کرنا ہے بھائی کے قاتل پر...... گھبراہٹ میں نہ جانا... میں آگے رہوں گی...... کلثومؑ تم میرے پیچھے آجاؤ...... ام لیلیٰؑ تم ادھر آؤ۔ ام ربابؑ و اماں فضہؓ تم میرے برابر رہنا......

سات ڈیوڑھیاں تھیں یزید کے دربار کی...... پہلی ڈیوڑھی جو عبور کی تو یا علیؑ کہہ کر قدم رکھا اور جب دربار میں داخل ہوئی نا تو دربار،

زینبؑ کا حال دیکھ کر لرز گیا...... یزید نے تو یہ پروپیگنڈہ کیا تھا باغی قیدی آرہے ہیں، باغی کے گھر والے آرہے ہیں...... تماشائی اسی لیئے تو جمع تھے...... جنابِ زینبؑ نے پہلے ہی حملے پر یزیدی منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

جب دربار میں پہلا قدم رکھا تو کہا:

''**الحمد للّٰہ الذی جعلنا من ذریت محمدا المصطفیٰ**...

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں ذریت محمد مصطفیٰؐ میں قرار دیا۔

زینبؑ آگے بڑھی تو دیکھا یزید۔ سرِ حسینؑ کے ساتھ بدتمیزی کر رہا ہے، چھڑی مار رہا ہے، بے حرمتی کر رہا ہے تو کہا:

''اے یزید یہ بوسہ گاہِ محمد مصطفیٰؐ ہے۔ اے یزید تجھے شرم نہیں آتی اس کے سر پر چھڑی مار رہا ہے۔ **یا بن الزرقا**۔ اے ہمارے آزاد کردہ غلاموں کی اولاد...... تیری یہ جرات کہ تو ہماری توہین کرے۔

اس انداز سے جو خطاب کیا تو ساری تاریخیں کہتی ہیں سارے درباری کھڑے ہو گئے کہ یہ علیؑ کہاں سے آگئے۔

یہ علیؑ کا لہجہ، رعب ودعب، آواز۔ انداز، بیان...... دربار لرزنے لگا۔ تو یزید نے شمر سے کہا اس خاتون کو چپ کر دے۔ شمر تازیانہ لیئے ہوئے آگے بڑھا... آپ سن

Presented by www.ziaraat.com

نہیں سکیں گے۔ اٹھارہ بھائیوں کی بہن کے جسم پر کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں تازیانوں، پتھروں، نیزوں کی انیوں سے زخم نہ ہوں۔

شمر تازیانہ لیئے ہوئے زینبؑ کی طرف بڑھا۔ فضہؑ شیرنی کی طرح آگے آئی اور سپر بن گئی: ”اب میری بی بی کے جسم میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ شمر اب اگر تجھے مارنا ہے تو میری بوڑھی پسلیوں پر تازیانہ مار...... اسی (۸۰) برس کی فضہؑ۔ چون پچپن برس کی زینبؑ۔

شمر نے فضہ کی طرف تازیانہ اٹھایا...... یزید کے اطراف میں تین سو (۳۰۰) حبشی غلام کھڑے تھے۔ فضہؑ نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھا اور کہا:

”اے بے غیرتو! تمہاری غیرت کو کیا ہوگیا ہے۔ ارے میں تمہارے قبیلے کی شہزادی ہوں یہ نامحرم میری بے حرمتی کر رہا ہے تمہیں شرم نہیں آتی۔“

اب تین سو غلام تلواریں کھینچے ہوئے یزید کے آگے آئے:

”اے امیر ہم نے تیرے حکم سے اکبرؑ کے نیزہ لگایا۔ ہم نے تیرے کہنے پر اصغرؑ کے تیر مارا۔ ہم نے قاسمؑ کی لاش پامال کی، سکینہؑ کو طماچے مارے، خیموں میں آگ لگائی۔ سیّد سجّاد کو تازیانے مارے، ہم سب کچھ کر سکتے ہیں......

لیکن اے امیر (آپ سن سکیں گے) ہم اپنے ناموس کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے......

فضہؑ تو بچ گئی۔ لیکن زینبؑ کے قلب پر کیا گزری؟......

مدینہ کی طرف منہ کر کے کہا: ”نانا فضہؑ کے بھی طرفدار نکل آئے لیکن تیری نواسی کو بچانے والا کوئی نہیں۔“

مجلس پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۳
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۵ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۶

اتحاد بین المسلمین ہمارا نکتہ نگاہ ہے اور صراط مستقیم ہمارا عنوان ہے۔

ارشاد باری ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۰۳)

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ۔

ہمارا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ اتحاد کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ سب قرآن کی مقرر کردہ صراطِ مستقیم پر آجائیں۔ صراطِ مستقیم صرف ایک راستہ ہے۔ دس، بیس، پچاس، بہتر (۷۲) راستوں کو صراطِ مستقیم نہیں کہتے۔ صراط مستقیم صرف ایک ہے۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ۷۲ فرقے جو اسلام میں بنے، یہ صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کا نتیجہ ہے۔

جب صراطِ مستقیم نظروں سے اوجھل ہوگئی تو ضرورت اس امر کی ہے کہ تلاش کیا جائے صراطِ مستقیم کو...... اگر ہم صراط مستقیم کو خود تلاش کرنے کے قابل ہوتے تو بھٹکتے ہی کیوں؟

جس قدر بھی فرقہ بندیاں ہوئیں وہ صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ سے ہوئیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اس لیے کہ اللہ کا راستہ تو ایک ہی ہے۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کے باوجود منزل ابھی تک ہمارے سامنے ہے۔ یہ اس کی رحمت ہے اپنے بندوں پر کہ راستے الگ الگ ہوگئے لیکن منزل پر اختلاف نہیں ہوا۔

منزل پر اختلاف اس لیے نہیں ہوا کہ منزل کامل تھی، ناقص نہیں تھی...... منزل ہے دین...... دین میں اختلاف نہیں۔ دین مکمل ہوگیا...... دین جب مکمل ہوگیا تو اب راستوں میں اختلاف ہے...... دین میں اختلاف نہیں، منزل میں اختلاف نہیں...... اختلاف ہے راستوں میں، اختلاف ہے مذہب میں، فرقوں میں۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ یہ پیغمبرؐ کی واضح حدیث ہے کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے ایک جنت میں جائے گا...... یہ پیغمبر کے علم غیب کی روشن دلیل ہے۔ جب کوئی فرقہ نہیں تھا پیغمبر اسلام بشارت دے رہے ہیں کہ ہوگا۔ حیات ختمی مرتبت میں تو کوئی فرقہ نہیں تھا۔ ختمی مرتبت دین لے کر آئے تھے۔ فرقے لے کر نہیں آئے تھے......

ان الدین عند اللہ الاسلام۔ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۹) اللہ کے پاس صرف ایک دین ہے اور وہ ہے اسلام اور وہ دین پیغمبر اسلام لے کر آئے۔ دین لائے فرقے نہیں لائے۔ پھر یہ فرقہ بندی کی ابتدا کیسے ہوئی۔ حیاتِ پیغمبر میں تو کوئی اختلاف نہیں تھا...... اختلاف کا سبب معلوم ہو جائے تو اتحاد خود بخود معلوم ہو جاتا ہے۔

جب تک امت مسلمہ معصوم نبی کی قیادت میں رہی فرقہ بندی نہیں ہوئی۔ جب معصوم کی قیادت کو چھوڑ کر، جب معصوم قیادتوں کا انکار کر کے غیر معصوم قیادتوں کا اقرار کیا تو فرقہ فرقہ ہوگئے۔ نبی معصوم ہے نا! معصوم کی قیادت میں فرقہ بندی نہیں ہوئی۔ اگر معصوم قیادت سے معصوم قیادت لے لیتے...... یہ ایک گلہ ہے اعتراض نہیں...... یہ گلہ ہے کہ کاش ایسا ہوتا...... یہ محبت کا گلہ ہے۔ وقت زیادہ گیا نہیں۔

• خیریت ہے مثل خراب بھی بدل دو راستہ

وقت گیا نہیں۔ دروازے کھلے ہیں۔ آلِ محمدؐ کا دروازہ تو بڑا جہاں پرور دروازہ ہے۔ اس آستانہ پر آنے کے لیے سن و سال کی قید نہیں ہے، قوم و قبیلے کی قید نہیں ہے، خاندان، عالم و جاہل کی قید نہیں ہے۔ طاقت و ناطاقتی کی قید نہیں۔

اس آستانے پر آنے کے لیے تو خلوص کی ضرورت ہے۔ جو بھی علیؑ کے دروازے پر آیا خلوص سے آیا۔ سلمانؓ بن کر آیا تو فخر سلیمانؑ بنا دیا۔ بے پر و پرواز آیا تو لال شہباز بنا دیا۔ غریب بن کر آیا تو غریب نواز بنا دیا۔

یہ آنے والے کا ظرف ہے دینے والے کی عطا میں کمی نہیں۔ دینے والا عطا میں کمی نہیں کر رہا ہے۔ سن و سال کی قید نہیں۔ زندگی کے آخری دن بھی کوئی آ جائے اس آستانے پر تو حر علیہ السلام بن جائے زندہ مثال ہے ساری زندگی گمراہ رہا، زندگی کے آخری دن صراط مستقیم پر آیا۔ علیہ السلام بن گیا، شریک زیارت امامؑ بن گیا، رومال فاطمہؑ مقدر ہوگیا، زانوئے امامؑ میسر ہوگیا، حسینؑ سے پہلے جنت میں گیا۔

حیاتِ پیغمبرؐ میں کوئی فرقہ نہیں تھا۔ فرقہ بندیاں تو بعد وفاتِ پیغمبر ہوئیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا تھا نا کہ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی۔ ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی۔ ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری عترت اہلبیت۔ اگر تم ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور ان میں بھی آپس میں کبھی جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔

تو اگر ان دونوں سے متمسک رہے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے، صراطِ مستقیم پر رہیں گے۔ تو ساری کائنات کے سامنے ہم چیلنج کر کے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے حیاتِ پیغمبرؐ سے آج تک ایک لمحہ کے لیے بھی نہ قرآن کا دامن ہاتھ سے چھوڑا نہ اہلبیت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا۔ تو صراطِ مستقیم ہمارے پیروں کے نیچے سے کیسے نکل جائے گی!

Presented by www.ziaraat.com

سورۂ حمد واحد سورہ ہے جس میں بندہ خدا سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ سورہ واحد سورہ ہے جسے ام الکتاب کہا جاتا ہے۔ اس سورہ کی سات آیات ہیں یہی وہ سورہ ہے جسے سبعہ مثانی کہا گیا۔

سبعہ یعنی سات آیات، مثانی، جسے بار بار دُھرانے کا حکم دیا گیا۔ ہر سورہ کے بغیر نماز مکمل لیکن اس سورہ کے بغیر نماز باطل، نامکمل، اسے ضرور تلاوت کیا جائے، بار بار دہرایا جائے۔ صادقِ آلِ محمدؑ فرماتے ہیں:

واللّٰہ نحن سبعہ مثانی۔ واللّٰہ نحن وجہ اللّٰہ۔ (تفسیر قمی)

ہماری سب سے پہلی اور مستند ترین تفسیر ہے تفسیر قمی۔

فرمایا: خدا کی قسم سبعہ مثانی ہم ہیں۔ یہ سورۂ حمد ہم ہیں جس کے بار بار دہرانے کا حکم دیا گیا ہے...... ہم اسے جانتے ہیں جو ہمیں پہچانتا ہے اور جو ہمیں نہیں پہچانتا اسے مرنا ہے وہ اس وقت پہچان لے گا کہ ہم کیا ہیں۔

یہ ہے سبعہ مثانی کی تعریف امامِ جعفر صادق سے۔ اسے بار بار دہراؤ......

ولقد آتینک سبعة المثانی۔

قرآن نے کہا: ہم نے یہ سورہ اس لیے آپ کو عطا کیا کہ اسے بار بار دہراتے رہیں۔

امامؑ ہیں سورۂ حمد یعنی اماموں کے ذکر کو بار بار کرتے رہو، بار بار دہراتے رہو۔

ہم ہیں سبعہ مثانی، امامؑ نے کہا یہ ہم ہیں...... سورۂ حمد ہم ہیں ہمارے ذکر کو بار بار دہراتے رہو۔ نماز میں ہوں تو ان کا ذکر، روزے میں ہوں تو ان کا ذکر، حج، زکوٰۃ، سفر، ہجر، حیات، تلوار کے نیچے ہوں تو ان کا ذکر۔

قرآن کا حکم کہ ان کا ذکر بار بار دہراؤ...... کیسے دہرائیں؟......

اگر اجتماع نہ ہو تو درود پڑھتے رہو۔ ساری کائنات میں درود ایک ایسی عبادت ہے جس میں وہ بھی شریک ہے جو لاشریک ہے۔

ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنوا صلوا علیہ و

سلموا تسلیماً۔

اگر آلِ محمدؐ پر درود واجب نہ ہوتا تو خدا کی قسم ذاتِ واجب کا وجود ہی ثابت نہ ہوتا۔

ایک بہت بڑے مولانا سے ایک لڑکے نے پوچھا: مولانا اللہ آج کل کیا کر رہا ہے۔

فرمایا: ”کیا بات کرتے ہو۔ ساری کائنات کو خلق کیا۔ چاند سورج بنائے، خالق ارض و سما ہے بارش برساتا ہے، نعمتیں دیں، رزق دیا، اجنہ بنائے، افلاک بنائے، ہر ایک کے حصے کا رزق تقسیم کیا۔“

”ارے مولانا ذرا آہستہ آہستہ۔ آسمان بنانا تھا بنا چکا، افلاک بنانا تھے بنا چکا، انبیاء کو بھیجنا تھا۔ بھیج چکا، شیطان کو مردود بنانا تھا بنا چکا، دین مکمل ہو چکا، نعمتیں تمام ہو چکیں، نبوت ختم ہو چکی۔ جو کچھ بنانا تھا بنا چکا اب کیا کر رہا ہے؟“

”آج کل کے لڑکے تو ایسے ہی سوال کرتے رہتے ہیں۔“

”نہیں بتائیے آج کل اس کی کیا مصروفیت ہے؟“

”ارے بھائی وہ حیات دیتا ہے، موت دیتا ہے، رزق دیتا ہے۔“

”نہیں حیات کا فرشتہ الگ ہے، موت کا فرشتہ الگ ہے، رزق کا فرشتہ الگ ہے۔ وہ خود کیا کر رہا ہے۔ کون سا عمل ہے جو اس کی ذات سے صادر ہو رہا ہے؟“

”کیا بے وقوفی کی بات ہے۔ دماغ تو ٹھیک ہے نا؟“

”ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ بتائیے وہ خود اب کیا کر رہا ہے؟“ وہ کون سا عمل ہے جو اس کی ذات سے صادر ہو رہا ہے؟ سارے فرشتے اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں وہ خود کیا کر رہا ہے؟“

مولانا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ میں نے اس لڑکے کو اپنے قریب بلایا اور کہا:

”اگر مولانا اجازت دیں تو اس کا جواب میں دیتا ہوں“...... کہا: ”ہاں ہاں!“

میں نے کہا: ”قرآن کھولو...... سورۂ احزاب نکالو...... آیۂ درود پڑھو۔

ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی..............

Presented by www.ziaraat.com

تفسیر مجھے نہیں معلوم مولانا بتائیں گے۔ ان سے پوچھ لو، ترجمہ ان سے پوچھ لو۔" فرمایا: "ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔"

میں نے مولانا سے پوچھا: "بھیجتے تھے، تو نہیں کہا؟"

کہا "نہیں۔" میں نے کہا "بھیجیں گے تو نہیں کہا؟" کہا: "نہیں!...... بھیجتے ہیں۔" میں نے کہا: "بھیجتے ہیں نا! تو اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

نہ جانے کب سے بھیجتے ہیں اور کب تک بھیجیں گے درود محمدؐ وآل محمدؐ پر...... سب کچھ تو وہ کرچکا۔ اب وہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ کل بھی بھیج رہے تھے، آج بھی بھیج رہے ہیں، کل بھی بھیجیں گے۔"

تو مولانا نے فوراً کہا: سبحان اللہ! کیا کہنا کتنا باریک نکتہ بیان کیا ہے۔ میری تو نظر نہیں گئی تھی اگر آپ نہ ہوتے۔"

میں نے کہا: "ہاں اگر میں نہ ہوتا تو آپ ہلاک ہوجاتے" ...... میرا شکریہ نہ ادا کریں بلکہ ان ذواتِ مقدسہ پر سلام کریں کہ یہی ایک عمل ہے جو ابھی مسلسل ہے......

دین مکمل ہوچکا، نعمتیں تمام ہوچکیں، قرآن آچکا، نبوتیں تمام ہوچکیں۔ باقی سب کام جس کی جو ڈیوٹی مقرر ہے فرشتے کر رہے ہیں۔ اللہ بذاتِ خود درود بھیجتا ہے اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

جب ہی تو کہا ہے امام شافعیؒ نے "اے آل محمدؐ آپ کی فضیلت میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جو نمازی نماز میں آپ پر درود نہیں بھیجتا۔ اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔"

کتنا خوبصورت جملہ امام شافعیؒ نے کہا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ حالانکہ وضو کرلیا، قبلہ رخ ہوگیا، نماز کے لیے کھڑا ہوگیا، نیت باندھ لی، سورتیں پڑھ لیں، قبلہ رُخ ہے، پاک ہے، قیام کر رہا ہے، قعود کر رہا ہے، سجدہ کر رہا ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں اگر درود نہیں بھیجا یہ سب بے کار، یہ وضو بے کار، یہ قیام بے کار، یہ قعود بے کار، یہ سجدے بے کار۔ یعنی شریعت کے تمام ارکان بے کار۔ ملاحظہ

فرمایئے گا۔ شریعت کے تمام ارکان معطل ہوجاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

جب درود بھیجتے ہیں تو تصور آجاتا ہے نا محمدؐ وال محمدؐ کا۔ تو یہ تو غیر اللہ کا ذکر آگیا نا نماز میں! درود کے ساتھ ہی ان کا تصور آگیا نا!......

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں درود محمدؐ وآل محمدؐ پر نہ بھیجا جائے تو اللہ نماز ہی قبول نہیں کرتا......

جب ہی تو میرے مولا نے کہا: "ہم ہیں سبعہ مثانی، سورۂ حمد۔ اس لیئے کہ ہمارے دادا ہی نے تو ابتداء کی تھی خطبہ کے موقع پر الحمد لله رب العالمین کہہ کر یہ ہمارے دادا ہی نے تو ابتداء کی تھی۔ اسی لیے جس کی ابتداء ہم ہیں تو انتہا بھی ہم ہیں۔ اسی لیئے سورۂ حمد کو واجب کردیا گیا ہر نماز میں تا کہ محمدؐ وآل محمدؐ کی عظمت کا اقرار کیا جائے۔

جب بندہ کہتا ہے۔ اهدنا الصراط المستقيم......

پروردگار ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ۔

میں نے عرض کیا تھا۔ کہ حروفِ مقطعات ۸۴ ہیں اور ان میں سے جب مکررات کو نکال دیں گے تو وہ ۱۴ رہ جاتے ہیں اور ان سے اگر لفظ بنائیں گے تو وہ بنتے ہیں۔ صراط علي حق نمسكه۔

تو کہا گیا کہ یہ جو الفاظ بنائے گئے ہیں یہ الفاظ کی شاعری ہے قرآن سے بھی اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟......

یہ ایک تاثر تھا جو آیا ذہن میں۔ تو میں نے سوچا منبر پر بیٹھ کر شاعری!؟......

یہ توہین منبر ہے...... یہ منبر خطیب منبر سلونی کا ہے......

تو میں نے عرض کیا مکررات کو حذف کرنے کے بعد جو عبارت نکلی ہے۔ اگر قرآن اس عبارت کی تائید نہ کرے تو پھر اس عبارت کا فائدہ کیا ہے۔

اب سورۂ حجر۔ اس کی ۴۱ ویں آیت جب تلاش کی گئی۔

قال هذا صراطٌ عَلَیَّ مستقيم۔ عَلَیَّ نہیں عَلَیٌّ۔ جو سکہ رائج الوقت ہے

Presented by www.ziaraat.com

اس طرح پڑھ رہا ہوں۔ ''ھذا'' یہ، ''صراط'' راستہ، ''عَلَیَّ'' میرے اوپر، ''مستقیم'' سیدھا۔

اللہ فرماتا ہے کہ یہ راستہ میرے اوپر سیدھا ہے۔

اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور صحیح بخاری میں بھی یہ روایت آ گئی ہے کہ قرآن مجید سات قراءتوں میں نازل ہوا۔ یہ ہے وہ قراءت جو آج تک کی جاتی ہیں۔

ھذا صراط عَلَیَّ مستقیم۔ یہ قراءت تو صحیح ہے لیکن اس کا ترجمہ تو بے معنی ہوگیا۔

یہ ہے راستہ سیدھا جو میرے اوپر کو آتا ہے۔ عَلَیَّ میرے اوپر کو۔ اچھا یہ تو ہے پہلی قراءت اور صاحب تفسیر بیضاوی نے اس قراءت میں تھوڑی سی ترمیم کر دی ہے۔

انہوں نے کہا: **ھذا صراطٌ علیٌّ مستقیم**۔ یہ راستہ بلند ہے سیدھا اور اگر اس طرح میں اس آیت کو پڑھوں کہ یہ بلند راستہ سیدھا ہے۔ تو تلاش بلند راستے کی نہیں ہے۔ تلاش ہے سیدھے راستے کی بلند راستہ ہونا کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ جہاں بلندی ہوگی وہاں پستی بھی ہوگی۔ تو جہاں بلندی اور پستی آ جائے وہاں مستقیم کہاں رہا۔

اب تیسری قراءت **ھذا صراطُ علیٍ مستقیم**۔ یہ ہے علیؑ کا راستہ سیدھا۔

بہت ادب کے ساتھ۔ وہاں زبر کے ساتھ عَلَیَّ مستقیم۔ وہاں پیش کے ساتھ علیٌّ مستقیم، یہاں زیر کے ساتھ عِلی مستقیم۔ **ھذا صراطُ عِلی مستقیم**۔

یہ ہے علی کا سیدھا راستہ۔ حروفِ مقطعات وہی جو میں نے کل بتائے تھے اور بات واضح بھی ہوتی ہے کہ علیؑ کا راستہ سیدھا ہے۔ تب ہی تو صواعقِ محرقہ میں ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا:

''یا علیؑ انت و شیعتک فائزون''

یا علیؑ تو ہے اور تیرے شیعہ ہیں جو آخرت میں فائز ہیں۔ وہی سیدھے راستے پر ہیں جو علیؑ کے راستے پر ہیں۔ علیؑ کا راستہ ہی سیدھا ہے۔

نجات کا راستہ علیؑ کا راستہ۔ ولایت کا راستہ علی کا راستہ۔

پیغمبر کے شہرِ علوم تک پہنچنے کا راستہ علیؑ کا راستہ۔

منزل تو محمدؐ ہی ہیں نا دروازے ہی سے تو جائیں گے۔

علم کا راستہ علیؑ کا راستہ۔ حیات کا راستہ علیؑ کا راستہ۔

زندگی کا راستہ، علیؑ کا راستہ۔ نجات کا راستہ علیؑ کا راستہ

شفاعت کا راستہ علیؑ کا راستہ۔ طہارت کا راستہ علیؑ کا راستہ

سیادت کا راستہ علیؑ کا راستہ، بقا کا راستہ علیؑ کا راستہ۔

ہلاکت سے بچنے کا راستہ علیؑ کا راستہ۔

میں نہیں کہہ رہا ہوں فاروقِ اعظم کہہ رہے ہیں کہ ہلاکت سے بچنے کا راستہ علیؑ کا راستہ۔ تو اتنا تو سب نے تسلیم کیا کہ اس آستانہ پر زندگی ہے ہلاکت نہیں ہے۔ اب لینے والے پر منحصر ہے کہ Temporary حیات لے یا ابدی حیات لے۔

ابوذرؓ بن جائے، سلمانؓ بن جائے۔

مقدادؓ بن جائے، میثمؒ بن جائے، مالک اشترؒ بن جائے۔

یہ لینے والے کے ظرف کی بات ہے..... تو دیکھو تعلیم قرآن چاہتے ہو علیؑ کے راستے پر آؤ۔ تفسیر قرآن چاہتے ہو علیؑ کے راستے پر آؤ۔

صراطِ مستقیم علیؑ کا راستہ ہے اس لیئے کہ **انعمت علیھم** جہاں نعمتیں نازل ہوئی ہیں۔ دولتیں نہیں۔ دولت نعمت نہیں ہوا کرتی اگر کوئی دولت مند صاحب اقتدار ہو جائے اور صاحب نعمت گھر میں بیٹھا ہوا ہو تو اس کی امامت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ قرآن ہی سے اشارہ کردوں۔

اذابتلٰی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما۔ (سورہ بقرۂ آیت ۱۲۴)

جب ابراہیمؑ کا امتحان لیا اور وہ اس میں کامیاب ہوگئے تو کہا ہم نے تم کو انسانوں کا امام بنایا..... تو ابراہیمؑ امام ہیں صاحب اقتدار تو نہیں ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اقتدار نمرود کے پاس، حکومت نمرود کے پاس...... تو حکومت و اقتدار نمرود کے پاس ہونے سے اگر ابراہیمؑ کی امامت میں کوئی فرق نہیں پڑا تو علیؑ کی امامت میں کیسے فرق پڑ سکتا ہے۔

علم قرآن صراطِ مستقیم مہیا کرے گا۔ صراطِ مستقیم آپ قرآن سے لیں اور قرآن علیؑ سے لیں۔ آپ کو تو اُونٹ اور اونٹنی میں تمیز نہیں ہے آپ کیا جانیں کہ صراطِ مستقیم کیا ہے۔ علمائے جمہور نے یہ کہا کہ صراطِ مستقیم سے مراد ہے دین یہ بات Top کے لوگوں نے کہی ہے۔ ارے بھائی دین منزل ہے راستے کی بات کرو نا! تشریح کر رہے ہیں صراط کی، بات بتا رہے ہیں، دین کی۔ دیکھا آپ نے مبلغ علم۔

علیؑ کے آستانے سے ہٹ کر جب علم حاصل کرو گے- جھوٹا دودھ پی پی کر جب علم حاصل کرو گے تو یہی ہوگا نا! لیکن سینے سے جو علم حاصل کرے گا۔ معصوم سینے سے جب معصوم سینے کی طرف علم جائے گا تو وہاں کا کیا پوچھنا۔

مال و زر کے لالچ میں علم حاصل کرنا اور بات ہے اور شریعت کی محبت میں علم حاصل کرنا اور بات ہے۔ آئے اور آ کر پوچھتے ہیں:"

مولا علم اور مال کا فرق بتا دیجیئے، علم بہتر ہے یا مال؟"......

سوال ایک ہے اور جواب دس دیجیئے، ہر ایک کی ذہنیت کے مطابق جواب۔

کہا: علم بہتر ہے اس لیے کہ علم ورثۂ انبیاء ہے۔ مال ترکہ فرعون ہے......

پھر فرمایا: علم بہتر ہے مال سے اس لیے کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔

اور بھی تاریخی جملہ جو میرے مولا نے کہا "علم شریف کی شرافت میں اضافہ کر دیتا ہے اور مال کمینے کی کمینگی میں اضافہ کر دیتا ہے۔" سمجھا دوں کہ مولا کا یہ قول کہاں جا کر ثابت ہوتا ہے، تاریخ کا واقعہ ہے کوئی مناظرانہ بات نہیں ہے۔ مال جب کم ظرف کے پاس آجائے نا اہل کے پاس آجائے امیر شام جب مدینہ آئے اشرفیوں کی تھیلیاں لے

کر آئے۔ مسجد نبوی میں بیٹھے لوگوں کو بلاتے رہے یزید کی بیعت لیتے رہے۔ تھیلیاں بانٹتے رہے۔ کتنا سستا تھا ایمان آج سے چودہ سو برس پہلے۔ جب ہی تو ہم کہتے ہیں۔

گریز از طرز جمہوری غلامِ پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

گریز کرو اس طرز جمہوریت سے اور کسی پختہ کار کے غلام ہو جاؤ اس لیے کہ دو سو گدھے بھی مل کر فکر انسان پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ علامہ اقبالؔ کا کلام ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ پاکستان سے سارے جھگڑے ختم کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ اتحادِ بین المسلمین کے لیے آفر ہے۔

نہ ہمارے فقہ کی بات کیجیے نہ اپنے فقہ کی بات کیجیے۔

نہ ہمارے حق کی بات کیجیے نہ اپنے حق کی بات کیجیے۔ نہ جمہوری نظام نافذ کیجیے۔ ہمارے کہنے سے نہیں۔ بلکہ مصور پاکستان نے جو بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ طرزِ جمہوری سے گریز کرو اور کسی پختہ کار کے غلام ہو جاؤ۔ اس لیے کہ دو سو گدھے مل کر بھی فکر انسانی پیدا نہیں کر سکتے۔

چلئے علامہ اقبالؔ کے اس پیغام کو نافذ کر دیجیے۔ طرزِ جمہوری سے گریز کر کے کسی پختہ کار کے غلام ہو جاؤ۔ میں کہوں گا علامہ آپ نے کیا عمدہ بات کہی یہ علیؑ کے آستانے پر آجانے کا اثر ہے کہ صراطِ مستقیم آپ کو مل گئی۔ دو سو گدھے مل کر فکرِ انسان پیدا نہیں کر سکتے اور یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ دو سو گدھے مل کر فکرِ انسانی پیدا نہیں کر سکتے تو بیس بائیس عرب کے بدو مل کر ایک معصوم کی عقل کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔

آئے امیر شام کہا: یزید کی بیعت کرو اور یہ اشرفیاں لو۔ ذہن میں ہے نا کہ علم شریف کی شرافت میں اضافہ کر دیتا ہے اور مال کمینے کی کمینگی میں اضافہ کر دیتا ہے۔

مال تقسیم ہو رہا ہے بیعت لی جا رہی ہے۔ جب سارے مدینے کو تقسیم کر چکے مال۔

سب سے آخر میں سبطِ اکبر سرکارِ حسن مجتبیٰؑ تشریف لائے۔ امیر شام تعظیم کے

Presented by www.ziaraat.com

لیے اٹھا۔ بیٹھے اور اس نے اُس کے بعد اشارہ کیا اپنے غلام کو کہ صبح سے اب تک جتنا مال سارے مدینے میں تقسیم کیا ہے اس کا دس گنا حسن مجتبیٰؑ کے قدموں میں لاکر ڈھیر کر دے اور جب پورا مال امام کے قدموں میں ڈھیر کر دیا گیا تو کہتا ہے شاید مجھے طعنہ دینے کے لیے تاخیر سے تشریف لائے تھے شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ میرا مال ختم ہوجائے گا۔ (مال کمینے کی کمینگی میں اضافہ کر دیتا ہے) میرا مال ختم ہوجائے گا۔ لیکن یادرکھو حسنؑ میں ہندہ کا بیٹا ہوں۔

یہ جملہ کہا۔ مال اگر خدا کسی کو دے تو پھر ظرف بھی دے۔... مال تو دے دیا لیکن اپنا حسب نسب بھی بتا دیا امام نے مال پر توجہ نہیں کی۔ ضروری امور پر گفتگو کی۔ مال کو وہیں چھوڑا اور اٹھ کر چلنے لگے، امیر شام کے غلام نے آگے بڑھ کر نعلین اٹھا کر امام کے پاؤں میں پہنا دیں۔ تو کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''جتنا مال تیرے حاکم تیرے آقا نے مجھے دیا ہے وہ تو لے لے کہ تو نے میری جوتیاں سیدھی کی ہیں۔

دشمن کے غلام نے جب سارا مال لے لیا تو مڑ کر امیر شام سے کہا: ''معاویہ یہ یاد رکھنا کہ میں فاطمہؑ کا بیٹا ہوں۔'' علم شریف کی شرافت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ مال کمینے کی کمینگی میں اضافہ کر دیتا ہے۔ یہ مال ہی کے تو سارے سانحات ہیں کہ ساری تاریخ اسلام خون خون نظر آتی ہے۔

شریف کے ہاتھ میں تو مال پہنچتا ہی نہیں۔ پہنچنے سے پہلے اس کے مستحق تک چلا جاتا ہے۔ کسی نے کہا میرے مولا سے کہ حاتم طائی اتنا سخی تھا کہ اس نے چالیس دروازے بنائے تھے کہ ہر دروازے سے سائل کو ملے......

سنیں گے آپ شریف کی شرافت کا جواب؟...... کہا سخی تو تھا لیکن اعلیٰ ظرف نہیں تھا۔ چالیس دروازے بنوا کر سائل کو چالیس مرتبہ آنے پر مجبور کیا، اس کے نفس کو اتنا مجروح کیا، ایک دروازے ہی سے اتنا کیوں نہ دے دیا کہ اسے دوبارہ طلب کرنے کی حاجت نہ رہتی۔

یہ آلِ محمدؐ ہیں جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں، احسان کر کے یاد نہیں رکھتے۔

کہا: ''یاد رکھنا میں فاطمہؑ کا بیٹا ہوں۔''

اور حسینؑ نے بھی کہا: ''میں فاطمہ کا بیٹا ہوں''......

کہا: ''حسین بیعت تو ہوگی''......

کہا: ''میں کہہ تو رہا ہوں میں فاطمہؑ کا بیٹا ہوں۔''

جب ماں کی قبر پر آخری رخصت کو آئے تو کہا اماں!

تم بھی لہو میں اپنا چمن دیکھنے چلو
زینبؑ کے بازوؤں میں رسن دیکھنے چلو

اماں! خدا حافظ۔ اماں! دعا کرنا کہ حسینؑ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔

اماں! دعا کرنا کہ جب اکبرؑ کے سینے سے برچھی کا پھل نکالوں تو حسینؑ کے صبر میں کمی نہ آئے۔

اماں! دعا کرنا کہ جب عباسؑ کے کٹے بازو دیکھوں تو حسینؑ کے صبر میں کمی نہ آئے۔

اماں! دعا کرنا جب اصغرؑ کے گلے سے تیر نکالوں تو حسینؑ کے صبر میں کمی نہ آئے۔

قبر فاطمہؑ سے آواز آئی: ''حسینؑ میں نے تجھے چکیاں پیس پیس کے پالا ہے۔

تو کیا سمجھتا ہے حسینؑ تو مدینہ چھوڑے گا میں قبر میں رہوں گی۔

تو مکہ پہنچے گا میں مکہ پہنچوں گی۔

تو کربلا پہنچے گا میں کربلا پہنچوں گی۔ خیمے تیرے دریا سے ہٹیں گے۔ کلیجے پر چھری میرے چلے گی۔ پیاسا تو رہے گا آب کوثر میں بھی نہیں پیوں گی۔

عاشور کے دن تو لاشے اٹھائے گا اور تیری یہ دکھیاری ماں اپنے بالوں سے مقتل کی جگہ صاف کرتی رہے گی۔

اب بات سمجھ میں آئی ورنہ مجھے زیارت امامِ زمانہ کا یہ جملہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

میرے امام نے فرمایا: میرا سلام ہو اس پر کہ وقت شہادت نہ اس کا جسم زین پر

Presented by www.ziaraat.com

تھا نہ زمین پر تھا۔ بلکہ تیروں پر معلق ہوگیا تھا۔ یعنی اتنے تیر تھے جسم امام میں کہ زمین تک مولا نہیں پہنچ سکتے تھے۔

میں بہت غور کرتا تھا کہ جب آپ کا جسم تیروں پر معلق تھا تو سجدہ کیسے کیا۔ مولا زمین تک کیسے آئے۔ پیشانی زمین تک کیسے لائے تو شاید مولا جواب دیں جب زمین کی طرف جھک کر دیکھا تو میری دکھیاری ماں فاطمہ گود پھیلائے کہہ رہی تھی میرے لال میری آغوش میں آجا۔

تو ماں کی گود میں جانے کے لیے حسینؑ تیروں پر اس طرح تڑپے کہ دائیں طرف کے تیر بائیں طرف نکل گئے۔ بائیں طرف کے تیر دائیں طرف نکل گئے۔

بیٹا ماں کی آغوش میں آ گیا۔ شمر خنجر لیے آگے بڑھا۔ حسینؑ کے سینے پر سوار ہوگیا۔ خنجر چلا اور جب خنجر چلا تو ایک مرتبہ جناب زینبؑ کہتی ہیں: ''

عمر سعد تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ میرا بھائی ذبح ہو رہا ہے اور تو روکتا نہیں۔''

زینبؑ کی فریاد تو کسی نے نہیں سنی۔ جنابِ سکینہؑ سے برداشت نہ ہوا۔ خیمے میں گئیں۔ برقعہ اوڑھا اور تڑپ کر باپ کے قریب پہنچ گئیں اور باپ کے گلے پر گلہ رکھ کر کہا:

''شمر پہلے میرے گلے پر خنجر چلا دے پھر میرے بابا کو ذبح کرنا۔''

اولاد والو! خدا تمہاری بچیوں کو سلامت رکھے۔ شمر نے ایک ہاتھ سے بچی کو ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے طمانچہ مارا بچی دور جا گری۔

جو ہاتھ بچی پر اٹھا وہ ہاتھ ایک کردار تھا عارض
سکینہؑ کے نہ تھے قرآن کا رخسار تھا

میں ڈیرہ غازی خاں میں مجلس پڑھ رہا تھا اور جب میں نے مصائب کا یہ جملہ پڑھا تھا۔ تو ایک بڑھیا مجمع سے اٹھی اور اس نے کہا: ''مولانا کاش سکینہؑ وہیں ذبح ہوجاتی۔ کاش سکینہؑ کے گلے پر خنجر چل جاتا۔ میں نے کہا: کیوں'' کہا وہیں ذبح ہوجاتی تو شمر کے طمانچے تو نہ کھاتی۔ شام کے قید خانے میں تو نہ مرتی۔

مجلس ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٦

عنوان! ہمارا اتحادِ بین المسلمین ہے اور تلاش ہمیں صراطِ مستقیم کی ہے۔ اگر تمام مسلمان ایک راستے پر آجائیں تو اتحاد ہوجائے گا۔ ہمارا نقطہ نگاہ اتحادِ بین المسلمین ہے اور ہم محبت واخوت کا پیغام دیتے ہوئے ملت مسلمہ کو اور اذہانِ ملت کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں اس امر کی طرف کہ اگر تمام مسلمان ایک راستے پر آجائیں تو اتحادِ حقیقی میسر آجائے۔ اس لیے کہ ہم نظریہ ضرورت کے تحت اتحاد کے عادی نہیں ہیں اور اس لیے کہ ہنگامی اتحاد بہت جلد نا اتفاقی کا شکار ہوجاتا ہے۔

ہم ہنگامی اتحاد کرنے کے عادی نہیں ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اتحاد ہو تو قومی اتحاد نہ ہو بلکہ دینی اتحاد ہو۔ ایسا اتحاد ہو کہ جس میں پائیداری ہو، استحکام ہو۔ البتہ اتحاد وہاں ہوتا ہے جہاں رجحانات میلانات اور خیالات ایک ہوں۔

ہمارا نکتہ نظر یہی ہے اسی لیے تو پیغمبر اسلام نے ایک دروازہ مقرر فرمایا اپنے تک پہنچنے کے لیے۔ ختمی مرتبت تک پہنچنا ہر مسلمان کی تمنا ہے اور معراجِ اُمت یہی ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

پیغمبرِ اسلام کے قدموں تک پہنچا جائے۔ آپ نعت میں ریڈیو پاکستان سے سنتے ہیں نا!

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

تو فاصلہ تو ہو گیا امت اور نبی میں۔ ایک امتی خواہ وہ مفتی ہو یا عالم ہو یا مجتہد ہو اس کی انتہائے معراج یہ ہے کہ وہ نقشِ قدمِ رسالت تک پہنچ جائے۔ وہ پائے اقدسِ ختمی مرتبت کو بوسہ دے۔

تو فاصلہ تو ہوا کہ نبی کی معراج کہ وہ لوح و قلم تک پہنچا اور امتی کی معراج کہ وہ ختمی مرتبت کے قدم تک پہنچا اور علیؑ کی انتہائے معراج کہ وہ مہرِ نبوت تک پہنچا اور یوں علیؑ و نبیؐ فضیلت کی منزل میں ایک ہیں اس لیے کہ لوح و قلم نبی کے قدموں کے نیچے اور مہرِ نبوت علیؑ کے قدموں کے نیچے۔

آپ عظمتِ محمدؐ کا، عظمتِ نبوت کا اندازہ تو فرمائیے۔ ارشاد ہوا:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱)۔

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گیا اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ مسئلے کو قرآن سے نہیں لیتی بلکہ روایت سے لیتی ہے۔ حالانکہ قرآن نے معراج کے معنی صاف کر دیئے ہیں۔ روح کو نہیں عبد کو۔ "بعبدہٖ"۔ "روح مجسم ہو تو "عبد" ہے۔ سبحان ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے "عبد" کو لے گئی...... جب روح مجسم ہو تو اسے "عبد" کہتے ہیں۔ صرف روح کو "عبد" نہیں کہتے۔

اب سوال یہ ہے کہ حضور گئے کیسے؟...... یہ سوال ہی غلط ہے۔ حضور کب کہتے ہیں میں گیا...... حضور سے کیوں پوچھتے ہو کیسے گئے!

لے جانے والے سے پوچھو کیسے لے گیا؟...... "عبد" کو لے گیا جس میں روح بھی شامل ہے...... خدا کہہ رہا ہے میں لے گیا اپنے "عبد" کو...... اب سوال یہ ہے کہ

حضور عرش پر گئے کیسے؟

اگر آپ ایک مٹی کا ڈھیلا آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ ڈھیلا بمشکل ہی بلندی کی طرف جائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنے مرکز کے خلاف جا رہا ہے۔ جب تک آپ کے ہاتھ کی قوت ساتھ دے گی بلند ہوتا رہے گا جب قوت ساتھ چھوڑ دے گی واپس آ جائے گا یعنی اپنے مرکز کی طرف لوٹ آئے گا۔ یہی ڈھیلا جب اوپر سے نیچے کی طرف پھینکا جائے گا تو بہت تیزی سے آئے گا۔ جب مرکز کے خلاف جا رہا تھا تو مشکل سے بڑھ رہا تھا اور جب مرکز کی طرف آیا تو تیزی سے آیا۔

تو سوال یہ نہیں ہے کہ حضور اوپر کیسے گئے اس لیے کہ اگر حضور مٹی ہوتے تو مٹی سے عرش کی طرف بڑی مشکل سے جاتے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ فرش سے عرش کی طرف گئے کیسے۔ سوال یہ ہے کہ عرش والا فرش پر آیا کیسے؟......

جو بنا ہی عرش کے لیئے تھا، جو تھا ہی عرش کی زینت، جو تھا ہی عرش کا مرکز، جس کی وجہ سے سب کچھ بنا، جس کی وجہ سے کائنات بنی، مٹی سے اسے کوئی نسبت نہیں۔ وہ تھا ہی عرش کے لیئے اسی لیے تو آنے میں اتنی دیر لگ گئی۔

آدمؑ انتظار کرتے کرتے چلے گئے۔ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ انتظار کرتے کرتے چلے گئے ہزاروں برس بیت گئے...... آنا مشکل تھا اس لیے کہ اپنے مرکز کے خلاف آنا تھا۔ لیکن جب مرکز کی طرف گئے تو کنڈی ہلتی رہی۔ بستر گرم رہا، وضو کا پانی بہتا رہا۔

یہاں جسم اور روح کا تصور آیا ہی کیسے؟...... تاریخیں بھری پڑی ہیں کہ جبرئیلؑ آئے، براق لائے تو یہ گھوڑا اور سواری روح کے لیے ہوا کرتی ہے؟......

میں آج تک نہ سمجھ سکا کہ معراج کو کیوں مشکوک کیا گیا۔ یہ حضور کی بلندی، حضور کی عظمت ہے...... سب کی عظمتیں حضور ہی کی وجہ سے ہیں نا! چاہے وہ علیؑ ہوں یا صحابۂ کرام۔

Presented by www.ziaraat.com

بات اب سمجھ میں آئی۔ اگر حضور واپس آ کر خاموش رہتے کچھ نہ کہتے تو سب کہہ دیتے جسمانی معراج تھی مگر کیوں کہ تفصیل بیان فرمائی جس کی میر انیسؔ اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے یوں ترجمانی کی کہ:

علیؑ علیؑ کی صدا تھی جہاں جہاں پہنچا
علیؑ علیؑ نظر آیا جہاں جہاں دیکھا

اب ظاہر ہے اس کلام کو جھٹلا تو نہیں سکتے تھے۔ اس لیے یہ سوچا کہ معراجِ جسمانی ہی کا انکار کر دو۔ اب آپ فرمائیں کہ فراخ دل ہم ہیں یا آپ ہیں......

ہم تو نبی کی عظمت پر سب کچھ قربان کر دینے پر تیار ہیں، اگر نبی کی عظمت سلامت نہیں تو پھر کسی کی عظمت سلامت نہیں۔

ہم بڑی فراخ دلی سے کہہ رہے ہیں...... کچھ نہیں علیؑ اگر نبی نہیں اور سب کچھ ہیں علیؑ اگر نبیؐ ہیں۔ ہم اگر علیؑ کا تذکرہ کرتے ہیں، اگر علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں تو غلط فہمی کا شکار نہ ہوا کیجیے۔

کہتے ہیں کہ یہ علیؑ کو نبیؐ سے بڑھا دیتے ہیں، خدا کی قسم ہم علیؑ کو نبیؐ سے نہیں بڑھاتے اور قرآن کی قسم ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں۔

ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھا نہیں سکتے اس لیے کہ ہم نے علیؑ کو نبی کی جوتیاں گانٹھتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ سنا ہے کہ

انا عبدٌ من عبید محمدٌ۔ (میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں)

لیکن آپ نے کیونکہ نبی کو محدود کر دیا، آپ نے کیونکہ نبی کو اپنی نظر سے دیکھا اس لیے سمجھتے ہیں کہ علیؑ نبیؐ سے بڑھ گیا......

ہم علیؑ کے نبی کو علیؑ سے نہیں بڑھاتے لیکن خدا کی قسم امام بخاری کے نبیؐ سے ہمارا علیؑ بہت بلند ہے۔ اس لیئے کہ امام بخاری کا نبی تو وہ ہے جو جبرئیلؑ سے اقراء کا سودہ پڑھتا ہے۔

میرا علیؑ وہ ہے جو جبرئیل کو سبق پڑھاتا ہے۔ اس لیے کہ امام بخاری کا نبیؐ تو وہ ہے جس کے سینے سے دل کو نکال کر غلاظت نکالی جاتی ہے، نور بھرا جاتا ہے۔

میرا علیؑ وہ ہے جو اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ میرا سینہ مرکز معرفت الٰہی ہے۔ مجھے رسول نے علم ایسے بھرایا ہے۔ جیسے طائر اپنے بچے کو دانا بھراتا ہے۔

میرا علیؑ امام بخاری کے نبی سے بہت بلند ہے اس لیے کہ امام بخاری کا نبی تو چار دفعہ دہرانے کے باوجود اقراء کے معنی نہیں بتاتا اور میرا علیؑ وہ ہے کہ بعد ولادتِ، خانہ کعبہ میں زبان رسالت چوس کر کہتا ہے:

یا رسول اللہ! توریت سناؤں، زبور سناؤں، انجیل سناؤں قرآن سناؤں......

جو قبل نزول قرآن دعویٰ کر رہا ہے کہ قرآن سناؤں اس سے نہ قرآن لیتے ہو نہ روایت لیتے ہو نہ تشریح لیتے ہو۔ لیکن ہم چاہتے یہ ہیں کہ کوئی نکتہ اتحاد ابھر کر سامنے آئے اور اسی لیے میں سورۂ حمد کو مسلسل دہرا رہا ہوں کہ:

اھدنا الصراط المستقیم۔

صراط مستقیم ایک ہی راستہ ہے اور اختلاف ہے ہی راستے پر۔ منزل پر تو اختلاف نہیں ہے...... منزل تو ہے دین اور اختلاف ہے راستے پر تو راستے کا تعین کیسے کیا جائے؟

کون ہے صراطِ مستقیم پر؟...... صراطِ مستقیم پر وہ ہیں جن کے لیے کہا گیا۔

انعمت علیھم۔

صراط مستقیم ہے ان لوگوں کا راستہ جن لوگوں پر اللہ نے اپنی نعمتیں نازل کیں۔

صراط الذین انعمت علیھم۔ تمنا کیا تھی؟......

ہمیں چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں۔

''**صراط الکتاب**'' نہیں آیا۔ کہ ہمیں قائم رکھ صراط مستقیم پر جو کتاب کا راستہ ہے جو قرآن کا راستہ ہے...... یہ نہیں آیا بلکہ:

Presented by www.ziaraat.com

صراط الذین انعمت علیھم۔

معلوم ہوا کہ قرآن صراط مستقیم نہیں ہے یہ لوگ صراط مستقیم ہیں۔ اگر قرآن صراطِ مستقیم ہوتا تو آتا ''صراط الکتاب'' ہمیں چلا کتاب کے راستے پر۔

جتنے فرقے بنے وہ قرآن ہی سے اپنے کو حق ثابت کرتے ہیں نا!...... آیت ایک تھی تفسیریں بیس بیس کیں۔ تو قرآن نے تو ایک ہی راستہ بتایا تھا؟ ایک راستے سے بیس راستے کیسے بنے؟...... تو معلوم ہوا کہ قرآن تو صراط مستقیم نہیں ہے۔

سورۂ شوریٰ میں ارشاد ہوا: **انک لتھدی الی صراط مستقیم** (آیت ۵۲)

اے رسول تم وہ ہو جو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہو۔

کیا ہے صراطِ مستقیم؟...... صراط اللہ...... اللہ کا راستہ۔

اب قرآن کی دوسری آیت:

ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (انعام آیت ۱۵۳)

بہ تحقیق یہ ہے میرا سیدھا راستہ پس تم اس کا اتباع کرو اور بہت سے راستوں کا اتباع نہ کرو کہ وہ تم کو اس کے راستے سے ہٹا دیں گے۔

جہاں بھی ''ھذا'' آیا ہے تو پیغمبر نے اشارہ کر کے بتایا ہے۔ اشارہ اس چیز کا ہوتا ہے۔ جہاں ''مشارٌ الیہ'' موجود ہو۔ ''ھذا'' کا لفظ عربی میں اس وقت تک استعمال نہیں کیا جاسکتا جب تک مجسم کوئی چیز سامنے نہ ہو۔

تو پیغمبر کی زبان سے کہا جارہا ہے: بہ تحقیق یہ ہے میرا سیدھا راستہ۔ یہ ہے صراطِ مستقیم۔ تو صراطِ مستقیم اگر کوئی خیالی چیز ہوتی تو ''ھذا'' کا لفظ کبھی استعمال نہ ہوتا۔ ''ھذا'' وہیں استعمال ہوتا ہے جہاں ''مشارٌ الیہ'' موجود ہو۔ جیسے فرمایا:

من کنت مولا فھذا علی مولا۔ جس کا میں مولا اس کا یہ علیؑ مولا۔

اشارہ کرکے بتایا۔ تو قرآن نے کہا:

ھذا صراطی مستقیما۔ بہ تحقیق یہ ہے میرا سیدھا راستہ پس تم اس کا اتباع کرو۔

صحاح ستہ کی روایت ابن مسعود سے...... اس آیت کی شانِ نزول میں فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے صراطِ مستقیم سمجھایا اور کیسے سمجھایا کہ پیغمبر اسلام نے انگشتِ مبارک سے ایک سیدھی لکیر زمین پر کھینچی اور فرمایا:

ان ھذا صراطی مستقیما۔ یہ ہے اللہ کا ٹھہرایا ہوا راستہ (روایت کے الفاظ میں)

پھر فوراً ہی پیغمبر اسلام نے اسی راستے پر چند لکیریں آڑھی ترچھی کھینچیں......

مولانا ابوالکلام آزاد نے جو ترجمان القرآن، تفسیر قرآن لکھی ہے، مسلمانوں میں بڑی مانی ہوئی تفسیر سمجھی جاتی ہے۔ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی پیغمبر اسلام نے انگشت مبارک سے زمین پر ایک لکیر کھینچی پھر اس میں سے چند آڑی ترچھی لکیریں نکالیں پھر فرمایا:

یہ ہیں متفرق راستے۔ یہ ہے سیدھا راستہ جو اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

پیغمبر نے واضح کر دیا کہ جو اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ صراطِ مستقیم ہے۔

تو صراط مستقیم اللہ کی بتائی ہوئی راہ ہے...... تو صراط مستقیم کی ہدایت کرنے والا نبی مکہ مدینہ کے بدوؤں میں سے نہیں بنے گا بلکہ اللہ کے ہاتھ سے بن کر آئے گا۔

صحاح ستہ کی روایت...... سیدھی لکیر کھینچ کر کہا: یہ ہے اللہ کا راستہ اور آڑھی ترچھی لکیریں اس سیدھی لکیر پر کھینچ کر کہا: یہ ہیں بندوں کے بنائے ہوئے راستے اور ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ یعنی بندے جو راستے بنائیں گے وہ صراطِ مستقیم نہیں ہوں گے اور بندوں کے ہر بنائے ہوئے راستے پر شیطان ہوگا جب ٹیڑھے راستوں سے آؤ تو حج کے بھی ٹیڑھے ہونے کا امکان ہے۔

فرمایا: ''لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں...... میں تم سے بہتر نہیں ہوں...... میں تمہاری ہدایت کروں گا۔'' یہ بڑا فصیح و بلیغ خطبہ ہے۔ میں اس کی فصاحت سے انکار نہیں کر رہا ہوں......

میں اگر کہوں مجھے یہاں لاکر بٹھایا گیا ہے۔ مجھے تقریر کرنی نہیں آتی...... میں تقریر کروں گا...... تو میرے محترم کہہ دیں گے کہ مولانا جب تقریر کرنی نہیں آتی تھی تو گھر سے جواب دے دیتے۔ منبر تک کیوں آئے......

اگر تقریر کرنی نہیں آتی تھی تو گھر سے کہلوا کر بھیج دیتے۔ اب جب یہاں آ گئے آڑھے ترچھے راستوں سے تو اب کہہ رہے ہیں کہ آپ کو تقریر کرنا نہیں آتی۔ ہم تو اتنی مشکل سے آئے ہیں اب تو آپ ہی سے سنیں گے۔ آپ جو چاہیں پڑھیں اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں آپ سے بہتر نہیں ہوں۔ جہاں میں تقریر کرنا بھول جاؤں وہاں سے آپ تقریر کرنا شروع کر دینا تو آپ کہیں گے واہ مولانا اگر ہمیں تقریر کرنی آتی تو آپ کو کیوں بلاتے، عقل کی بات کرو۔ اچھے ہادی ہو رستے میں ساتھ چھوڑ رہے ہو......

صراطِ مستقیم تلاش کرنے والو! جو ایک قدم ساتھ نہ دے سکے وہ کوثر پر کیسے لے کر جائے گا؟ تو جو صراطِ مستقیم پر ایک قدم بھی اعتماد کے ساتھ نہ چل سکتا ہو وہ پلِ صراط تک کے مرحلے کیسے طے کرے گا؟ اور انہوں نے کب کہا تھا کہ ہم لے کر جائیں گے۔

انہوں نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ کوئی پلِ صراط سے گزر ہی نہیں سکتا۔ جب تک علیؑ لکھ کر نہ دے دیں۔

تو ایسے کا دامن تھامو نا! جس کا ہر قدم صراطِ مستقیم، جو بیٹھے تو صراطِ مستقیم۔

جو جنگ کرے تو صراطِ مستقیم، صلح کرے تو صراطِ مستقیم۔

خیبر کا در اکھاڑے تو صراطِ مستقیم۔ کُلِّ کفر کا سر توڑے تو صراطِ مستقیم۔

مسئلے بتائے تو صراطِ مستقیم۔ ہلاکت سے بچائے تو صراطِ مستقیم۔

تفسیرِ قرآن کرے تو صراطِ مستقیم۔ مفہوم قرآن بتائے تو صراطِ مستقیم۔

مسئلوں کا جواب دے تو صراطِ مستقیم۔

قرآن صراطِ مستقیم نہیں ہے...... میں بڑی جسارت سے کہہ رہا ہوں۔

قرآن کی ایک ایک آیت پر ہمارا ایمان ہے قرآن کے ایک ایک لفظ، ایک

ایک پارہ پر ہمارا ایمان ہے۔

۱۱۴ سوروں پر ہمارا ایمان، ٦٦٦٦ آیتوں پر ہمارا ایمان...... کوئی کسی غلط فہمی میں نہ رہے...... سوال ہے قرآن سے استفادہ کرنے کا...... قرآن صراطِ مستقیم نہیں بتا سکتا۔ قرآن تو نماز کا طریقہ بھی نہیں بتا سکتا...... صراطِ مستقیم تو بڑی دور کی بات ہے۔

"اقیموا الصلوٰۃ"...... صلوٰۃ کے معنی دعا۔

اور اقیموا یعنی کھڑی کرو۔ تو دعا کھڑی کرو!......

قرآن تو یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔ تو قرآن نماز کا طریقہ نہیں بتا سکتا۔ بغیر اپنے عالم کے، بغیر اپنے وارث کے، بغیر راسخون فی العلم کے۔

قرآن نے کہا کہ حج بیت اللہ کرو...... مگر تین شیطانوں کو پتھر مارو......

لیکن یہ قرآن نے بتایا کہ...... احرام کیسے باندھو؟

قرآن نے بتایا؟ طواف کیسے کرو؟...... قربانی کیسے دو؟...... کتنی رکعت کہاں پڑھو۔

قرآن نے بتایا؟......

نہیں بتایا نا!...... پھر حج کیسے کریں؟......

نہ اصولِ دین قرآن نے بتائے نہ فروعِ دین...... تو آپ یہ اصولِ دین قرآن سے لینا چاہتے ہیں نہ فروعِ دین۔

پھر آپ چاہتے کیا ہیں؟...... صرف حکومت چاہتے ہیں؟ تو لے جائیے یہ حکومت......

قرآن بھی لے جانے کی کیوں زحمت کر رہے ہیں آپ!......

قرآن میں سورۂ منافقون ہے۔ نام ایک کا بھی نہیں بتایا...... آپ کو کیسے پتہ چلا کہ فلاں فلاں بھی تھا...... کس نے بتایا؟...... قرآن کے وارث نے بتایا۔

قرآن فہمی تو دور کی بات ہے۔ آپ تو قرآن کے دو حرفوں کے معنی بھی نہیں بتا سکتے۔

Presented by www.ziaraat.com

تمام علماء اسلام، تفسیر قرآن لکھنے والے، پورے قرآن کو چھوڑیئے آپ صرف ''الٓمٓ'' کے معنی بتا دیں تو میں مان لوں گا کہ قرآن کافی ہے۔

الٓمٓ۔ ذالک الکتاب لاریب فیه هدیً للمتقین الذین یومنون بالغیب۔ (سورۂ بقرہ) ہر مفسر نے لکھا ہے کہ ''الٓمٓ'' کے معنی کوئی نہیں جانتا ہے...... یہ کوڈ ورڈز ہیں......

اللہ کے رسول بھی نہیں جانتے...... بھلا مولانا نہیں جانتے تو رسول کیسے جانیں گے؟

رسول تو ''اُمّی'' ہیں۔ مولانا تو مولانا ہیں۔ جس بات کا مولانا کو پتہ نہ ہو بھلا رسول کو کیسے ہوگا؟

یہ حروف مقطعات ہیں...... وہ حروف جن کا علم نہ نبی کو ہے نہ مفتی کو نہ رسول کو تو جب ان کا علم ہی کسی کو نہیں اللہ کے علاوہ تو ان حروف کو قرآن میں رکھنے کا فائدہ؟...... قرآن سے نکال دو...... ہمیں کیا فائدہ ان سے۔ نہ ہم ان کا ترجمہ کرسکتے ہیں نہ ان سے ہدایت لے سکتے ہیں۔ نہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خدا آکر بتائے گا نہیں۔ مولانا کو علم نہیں ہے۔ رسول ''اُمیّ'' ہے نعوذ باللہ جانتا ہی نہیں ہے...... ہمارے لیے تو پرابلم ہے......

یاد رکھیئے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کلام الٰہی کا ایک ایک حرف ہدایت ہے، وہ حکیم مطلق ہے وہ سبحان ہے۔ کوئی عیب اس کے کلام بھی نہیں۔

جب کلام مجید میں ہے تو یقیناً اس کے معنی بھی ہوں گے...... آپ نے تو اس کو پڑھ کر کہہ دیا اس کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ آپ اس کے آگے کی آیت کیوں نہیں پڑھتے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ قرآن کی تاویل کوئی کر ہی نہیں سکتا سوائے اللہ کے یا ان کے جو ''**راسخون فی العلم قرآن**'' ہیں...... تو آپ کو تفسیر کرنے کو کس نے کہا تھا۔ تاویل کرنے کو کس نے کہا تھا، آپ نے آگے کی آیت پڑھی کیوں نہیں؟

قرآن واضح طور پر کہہ رہا ہے، کہ اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے ان کے جو ''**راسخون فی العلم قرآن**'' ہیں۔ جو یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ اگر مسند

انصاف بچھا دی جائے تو زبور والوں کو زبور سے جواب دوں گا۔ اہل تورات کو ''تورات'' سے جواب دوں گا۔ اہل انجیل کو ''انجیل'' سے جواب دوں گا......

میرے مولا نے کہا اگر حکومت مجھے دے دی جائے۔ مجھے مسند قضاوت پر بٹھایا جائے۔ علیؑ اتحاد بین المسلمین نہیں، اتحادِ بین الملل کی بات کر رہے ہیں کہ اگر مجھے مسند قضاوت پر بٹھا دیا جائے تو میں تورات والوں پر ''تورات'' سے فیصلہ کروں گا، انجیل والوں پر ''انجیل'' سے فیصلہ کروں گا، زبور والوں پر ''زبور'' سے فیصلہ کروں گا۔ یہ ہی عدل الٰہی ہے۔

علیؑ نے یہ نہیں کہا کہ میں انجیل والوں پر قرآن نافذ کروں گا۔ توریت والوں پر انجیل نافذ کروں گا......

یہ ہے عدل علی ''عدل انسانی''...... کہ زبور والوں کے لیے زبور، توریت والوں کے لیے توریت، انجیل والوں کے لیے انجیل ...توریت والوں کے لیے انجیل نہیں۔ قرآن والوں کے لیے انجیل نہیں۔

یہی عدل انسانی ہے اور یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ نار والوں کے لیے نار، عذاب والوں کے لیے عذاب اسی قول کو بنیاد بنا کر اتحاد کرلیجیئے۔

کہیں ٹھہریں تو سہی۔ اسی منزل پر آجایئے۔

وارثِ علم قرآن کون؟ **راسخون فی العلم** کون؟...... جنہوں نے یہ کہا کہ کون سی آیت کب کہاں، کس کے لیئے، کیوں، نازل ہوئی۔

تو توضیح وتفسیر وتشریح قرآن کرنے کا حق بھی انہیں ہی ہے۔ آپ ان سے تو لیتے نہیں اور ان سے لیتے ہیں جو ایک حرف کے بھی معنی نہیں بتاتے تو جب قرآن کے ایک حرف کے معنی بتانے کی صلاحیت آپ نہیں رکھتے تو سارا قرآنی مزاج؟......

حرف سمجھتے نہیں ٹکڑے نافذ کر رہے ہیں۔ ''الٓمٓ'' کے معنی تو بتا سکتے نہیں ''حد''

Presented by www.ziaraat.com

جاری کر رہے ہیں۔

صادقِ آلِ محمد سے کسی نے پوچھا: مولا "الم" کے معنی بتایئے۔ میں حافظِ قرآن ہوں ..... فرمایا: اسی لیئے تو ہم کہتے ہیں کہ دیکھ کر پڑھا کرو۔

کہا: مولانا میں عرض کر رہا ہوں کہ میں حافظ قرآن ہوں۔

فرمایا: پھر بھی دیکھ کر پڑھا کرو۔ یہ زبانی آیات کو یاد کر کے اپنی بصارت کو کیوں زیارت قرآن کی فضیلت سے محروم کر رہے ہو۔

کہاں لکھا ہے قرآن میں کہ تم پورا قرآن حفظ کر جاؤ؟..... ہم سے دنیا پوچھتی ہے نا کہ اپنا ذوالجناح قرآن میں دکھاؤ..... ذوالجناح بھی قرآن میں دکھانے کی چیز ہے جو ہم دکھائیں؟..... اپنا تعزیہ، ماتم، اپنا رونا بھی قرآن میں دکھاؤ۔

تو خدا کی قسم ہم ذوالجناح بھی قرآن میں دکھا چکے، ماتم بھی، رونا بھی تعزیہ بھی۔ علمی سوال یہ ہے کہ قرآن کو حفظ کر جاؤ کا حکم قرآن کی ۶۶۶۶ آیتوں میں دکھاؤ..... کہیں یہ حکم نہیں ہے..... حکم کس بات کا ہے۔

افلایتفکرون، افلا یتدبرون، افلاتعقلون۔

تم تفکر کیوں نہیں کرتے، تم تدبر کیوں نہیں کرتے، تم تعقل کیوں نہیں کرتے۔

کہتے ہیں کہ تمہارے پاس حافظ قرآن نہیں ہوتے..... اس لیئے نہیں ہوتے کہ ہم تفکر کرتے ہیں، تدبر کرتے ہیں، تعقل کرتے ہیں۔ غور وفکر کرنے والا کبھی رٹ نہیں سکتا۔

حافظ نے کہا مولا میں تو حافظ ہوں مجھے دیکھ کر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے..... مگر مجھے "الم" کے معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ یہ تو حروف مقطعات ہیں۔

فرمایا: تو حافظ قرآن ہے "الم" کے معنی نہیں معلوم؟

کہا: اس کتاب میں تو شک ہے۔ آیات محکم بھی ہیں متشابہ بھی۔ جو شک میں ڈال دیتی ہیں۔ تو اس میں تو شک ہے۔

مولا "ذالک الکتاب" سے تو یہی مراد ہے نا کہ یہ کتاب۔

فرمایا: اللہ نے اپنا کلام عبث نازل نہیں کیا۔ بے معنی نازل نہیں کیا۔

عرض کیا: مولا پھر اس کی تشریح.....

فرمایا: پہلے تم بتاؤ کہ تم اس کی کیا تشریح کرتے ہو۔

الم۔ ذالک الکتاب لاریب فیه هدیً للمتقین الذین یومنون بالغیب

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں جو متقین کے لیئے ہدایت ہے۔

اگر الم سے مراد یہ کتاب ہو تو کہتا **هذا الکتاب**..... **ذالک الکتاب** آتا ہے دور کے لیے۔ اگر قرآن کی اس آیت کو ہم سے ہٹ کر پڑھو گے تو آیت بے معنی ہو جائے گی۔

اب پڑھ۔ الم۔ اس سے مراد ہم آلِ محمدؐ ہیں۔

عرض کی: مولا اس کی وضاحت!.....

فرمایا! تو خود پڑھ لے آیت خود اس کی وضاحت کرے گی۔

الم۔ ہم آلِ محمدؐ **ذالک الکتاب** وہ کتاب ہیں۔

لاریب فیه جس میں کوئی شک نہیں.....

کیوں نہیں ہے شک؟..... کہ **هدیً للمتقین**۔ کہ ہم آلِ محمد متقین کے لیے ہدایت ہیں.....

متقین کون؟..... **یومنون بالغیب** جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم سب مسلمانوں کے لیے ہادی نہیں ہیں۔ ہم صرف متقین کے لیے ہادی ہیں۔

الم۔ ذالک الکتاب لاریب فیه۔ هدیً للمتقین الذین یومنون بالغیب

متقی کون۔ غیب پر ایمان رکھنے والا.....

غیب پر بھی ایمان رکھنے والا اور نبی کے علم غیب پر بھی ایمان رکھنے والا۔ وہ ہے متقی اور سارے عالم اسلام میں ہم ہی ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کچھ غیب پر ایمان رکھیں اور کچھ پر نہیں۔ بھئی انکار کرو تو سارے سے انکار کرو یہ کیا کہ کبھی

Presented by www.ziaraat.com

مانتے ہو کبھی نہیں مانتے۔ ہماری طرح جرأت اظہار لاؤ تو...... ہماری طرح جرأت انکار لاؤ تو۔ یہ کیا کہ کبھی مانتے ہیں کبھی نہیں مانتے۔

اگر مولانا سے کبھی غلطی ہوجائے تو کہتے ہیں **لاحول ولا قوۃ**۔

شیطان نے بہکا دیا تھا...... کہاں ہے شیطان؟

نظر نہیں آتا مگر ہے...... کتنا یقین ہے۔ مولانا کیسے بہکایا؟

یہ کمبخت نظر نہیں آتا چھپ کے بہکاتا ہے۔

کتنا طاقتور ہے یہ شیطان کہ ایک جگہ بیٹھ کر سب کو بہکاتا ہے۔ کراچی میں بہکاتا ہے، اسلام آباد میں بہکاتا ہے، امریکہ، لندن، نیویارک، ہر جگہ بہکاتا ہے......

کتنا طاقتور ہے! ایک جگہ بیٹھا ہوا بہکا رہا ہے......

اتنا اگر مولانا کو نبوت پر یقین ہوجاتا تو ولی بن جاتے۔

نہ کوئی طاقت اس کی راہ میں، نہ جغرافیہ اس کی راہ میں، نہ مسافت اس کی راہ میں ، نہ فاصلہ اس کی راہ میں۔ ایک وقت میں ایک جگہ بیٹھ کر نوے کروڑ مسلمانوں کو بہکا رہا ہے اور کسی کو اس کی طاقت میں شک نہیں۔ ایک وقت میں ساری دنیا کو بہکاتا ہے۔

سب کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور یہ بھی نہیں کہ شیطان کسی چڑیا کا نام ہے...... نہیں جنوں میں سے شیطان ہوتا ہے۔ انسانوں میں بھی ہوتا ہے۔

یوسوسوفی صدور الناس من الجنة و الناس۔

ایک وقت میں ایک جگہ بیٹھ کر ساری دنیا کو بہکاتا ہے۔ شیطان کی طاقت پر یقین، شیطان کے بہکانے کے انداز پر یقین کہ ایک وقت میں ایک مقام پر بیٹھ کر شیطان کائنات کو بہکا سکتا ہے تو پھر اس اللہ کا نمائندہ ایک جگہ پردۂ غیب میں رہ کر ہدایت کیوں نہیں کرسکتا ساری کائنات کی؟

قسمت کی بات ہے کہ کسی کو شیطان کی غیبت پر یقین ہے کسی کو امام کی غیبت پر یقین ہے۔ حضرت نسیم امروہی نے کیا خوب بند کہا ہے۔

اے منکرو! نسیم عیاں بھی نہاں بھی ہے
ہر پھول کی شمیم عیاں بھی نہاں بھی ہے
نکہت کی ایک چیز عیاں بھی نہاں بھی ہے
خود خالق کریم عیاں بھی نہاں بھی ہے

کہتے ہو آج قائم آلِ عبا نہیں
کیا اعتبار کل کو جو کہہ دو خدا نہیں

یہی تو مرزا غالب نے کہا تھا:

شرطِ اصلاح بود ورزش ایماں بالغیب
اے کہ غائب بہ نظر مہر تو ایمان برعکس

(ایمان کی شرط یہ ہے کہ ایمان بالغیب کی پریکٹس کی جاتی رہے۔ اے میری نظروں سے غائب تیری محبت ہی تو میرا ایمان ہے)

اور یہی تو اقبال نے کہا تھا:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزار سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

یہی تو کہا تھا کہ جب امام غیبت میں ہے تو وارث علم محمدیؐ ہے۔

قرآن معجزہ ہے، ہر نبی کو معجزہ دیا جاتا ہے نا! اور ہر نبی کا معجزہ اس کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

موسیٰؑ کا معجزہ ان کے ساتھ گیا، عیسیٰؑ کا معجزہ ان کے ساتھ گیا،
داؤدؑ کا معجزہ ان کے ساتھ گیا، سلیمانؑ کا معجزہ ان کے ساتھ گیا......

قرآن پیغمبر اسلام کا معجزہ ہے...... تو پیغمبر تو گئے...... معجزہ صاحب اعجاز کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ یہ معجزہ کیوں رہ گیا......

جب معجزہ موجود ہے تو تسلیم کرلو کہ صاحب معجزہ ہے۔ اگر ہماری گنہگار نظریں

Presented by www.ziaraat.com

پردہ غیبت میں اسے نہ دیکھ سکیں تو یہ نظروں کا قصور ہے۔

امام وارث ہے اگر زمین حجت خدا سے خالی ہوجائے تو اپنے رہنے والوں سمیت دھنس جائے۔

اہل سنت بھائی بڑے خوش عقیدہ ہوتے ہیں اور ہماری گفتگو کا جو نکتہ نظر ہوتا ہے وہ کبھی بھی اہل سنت بھائیوں کی طرف نہیں ہوتا ..... دیکھیئے کیا عالم ہے خوش عقیدگی کا۔ حافظ طارق اکبر آبادی سنّی عالم ہیں۔ نابینا ہیں۔ حافظ قرآن ہیں، اپنے عقیدے پر قائم ہیں۔ میری پوری تقریر اس شعر پر قربان شاید کوئی شیعہ بھی ایسا شعر نہ کہہ سکے۔

ہٹ جائے گر امام زماں درمیاں سے
لاکھوں بلائیں ٹوٹ پڑیں آسماں سے

امامؑ عذاب الٰہی کو روکے ہوئے ہیں۔

عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃ..... امام شافعی کی زبان میں امام کی تعریف دیکھی۔

عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃ...... علیؑ کی محبت گناہوں کی سپر ہے۔

تو اگر گناہوں کی سپر ہے تو عذاب آئے گا کیسے۔ سپر تو درمیان میں ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی فقیر بن کر آ جائے اس دروازے پر۔

سلام کرو ابوطالب کے خون کی شرافت پر۔ جس نے سارے مسلمانوں پر نہیں سارے عالم انسانیت پر سے عذاب الٰہی کو معطل کیا ہوا ہے۔ آج بھی احسانات ابوطالبؑ مسلسل ہیں صرف احساس شناس نظر چاہیئے .....

کتنا قیمتی ہے ابوطالبؑ کا خون۔ کبھی کوفہ میں بہا۔ کبھی کربلا میں بہا کبھی مسجد کوفہ میں بہا۔ خدا کی قسم ابوطالبؑ کے خون کے سوا اور ہے ہی کیا تاریخ اسلام؟

اگر ابوطالبؑ کے خون کی سُرخی کو اسلام سے نکال دو تو تاریخ میں وحشت و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں نظر آئے گا۔

دیکھو تو سہی کہیں ابوطالبؑ مصلّے پر ضربت کھا رہا ہے،

کہیں ابوطالبؑ! زہر پی کر کلیجے کے بہتر (۷۲) ٹکڑے لگن میں اگل رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! مدینہ چھوڑ رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! کے جنازے پر تیر برسائے جا رہے ہیں۔

کہیں ابوطالبؑ! کا جنازہ نانا کی قبر سے واپس آ رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! مکہ میں حج کو عمرہ سے تبدیل کر رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! کربلا میں آ رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! کے خیمے دریا سے اٹھائے جا رہے ہیں۔

کہیں ابوطالبؑ! پر پانی بند کیا جا رہا ہے۔

کہیں عاشور کے دن ابوطالبؑ کا خون اپنی شرافت کی معراج کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! بچوں کو پانی پلانے کے لیے بازو کٹا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! علم لشکر اسلام اٹھا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! کا لاشہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو رہا ہے۔

کوئی نہیں ابوطالبؑ! کے علاوہ...... میں کسی کا نام نہیں لوں گا۔

سب ابوطالبؑ ہیں۔

کہیں ابوطالبؑ! کے کلیجے میں برچھی لگائی جا رہی ہے۔

یہی اگر ہوتا تو ہم صبر کر لیتے۔

وہ دیکھو کہیں اسلام کے جسد میں خون ڈالنے کے لیے معصوم ابوطالبؑ اپنے گلے کو تیر کا نشانہ بنا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! اپنے ننھے سے گلے پر تیر کھا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! ننھی سی قبر بنا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! ننھی سی قبر بنانے کے لیے تلوار نیام سے کھینچ رہا ہے۔

ابوطالبؑ نے قبر بنائی اور ابوطالبؑ نے چھوٹے ابوطالبؑ کو قبر میں دفن کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

پروردگار! میرا دامن خالی ہوگیا۔ میرے نانا کا دین سلامت رہے۔

کہیں ابوطالبؑ! جوان بیٹے کا لاشہ کاندھے پر اٹھا کر لا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! رخصت آخر کے لیے خیمے میں آ رہا ہے۔ میں یہاں بھی صبر کر لیتا۔

کہیں ابوطالبؑ! طمانچے کھا رہا ہے۔

کہیں ابوطالبؑ! کے کان زخمی ہو رہے ہیں...... اور کتنا انتقام لوگے ابوطالبؑ سے؟...... اور بھی کیا کوئی چیز باقی ہے؟

کہیں ابوطالبؑ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں، گردن میں طوق، کمر میں لنگر...... کہیں ابوطالبؑ کے خیموں میں آگ لگائی جا رہی ہے......

حمید ابن مسلم کہتا ہے میں نے اپنے وقت کی ابوطالب بی بی کو دیکھا جو ایک جلتے ہوئے خیمے میں داخل ہوگئی اور اپنے وقت کے ابوطالبؑ کو اپنی پشت پر لیئے ہوئے خیمے سے باہر آئی۔

شانہ ہلا کر کہا: اے اپنے وقت کے ابوطالبؑ آنکھیں کھولو۔ اپنے وقت کے ابوطالبؑ نے آنکھیں کھولیں، پھوپھی کا کھلا ہوا سر دیکھا ایک جملہ کہا سید سجاد نے: پھوپھی اماں چچا عباس کہاں ہیں؟

کہیں ابوطالبؑ کے خیموں میں آگ لگ رہی ہے۔

کہیں ابوطالبؑ کے ہاتھوں میں رسیاں باندھی جا رہی ہیں۔

کہیں ابوطالبؑ کے سر سے چادر کھینچی جا رہی ہے۔

اگر یقین نہیں آتا تو کوفے کے بازاروں سے پوچھ لو۔ در و دیوار کہہ رہے تھے کوئی اور نہیں...... علیؑ بول رہے ہیں، وہی لہجہ، وہی آواز۔

مجلس ہفتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ ﴿۷﴾

ہم صراط مستقیم کی تلاش میں ہیں۔ ہم افہام و تفہیم کے جذبے کے ساتھ ملت کو متوجہ کر رہے ہیں۔ بڑی محبت اور پیار کے ساتھ اذہانِ ملت کی توجہ اس جانب مبذول کرا رہے ہیں کہ اتحاد بڑی نعمت ہے اور یہ نعمت مقصد اسلام ہے۔

گزشتہ تقاریر میں ہم جس منزل پر پہنچے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بندہ ہر نماز میں اپنے مالک سے ہم کلام ہوتے ہوئے اس کی حمد کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو "یوم دین" کا مالک ہے وہ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ایاک نعبدوا و ایاک نستعین۔

دعا اس طرح بھی تو ہو سکتی تھی۔ ایاک نستعین و ایاک نعبدوا طلبِ مدد پہلے اور عبادت بعد میں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔

پہلے بندہ اقرار کرتا ہے کہ ایاک نعبدوا۔ پروردگار ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ تو جب تیری عبادت کرتے ہیں تو ہمارا حق ہے کہ ہم تجھ سے مدد مانگیں۔

یعنی مدد مانگنے کا حق ہی اسے ہے جو عبادت کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

عبادت کے فلسفے کو صرف اتنا سمجھ لیا گیا کہ نمازیں پڑھ لی جائیں، روزے رکھ لیئے جائیں، حج کی سعادت حاصل کر لی جائے۔ بس اسی کو عبادت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مفہوم عبادت سجدوں کی ادائیگی سے مکمل نہیں ہوتا۔ مفہوم عبادت یہ ہے کہ اپنی ہر سانس کو مرضی مولا کے لیے وقف کر دیا جائے..... جیو تو اللہ کے لیئے، جان دو تو اللہ کے لیئے، زندگی گزارو تو اللہ کے لیئے، مرجاؤ تو اللہ کے لیئے۔

جب اپنی ہر سانس کو آپ مرضی مولا کے لیے کر دیتے ہیں تو پھر صرف نماز، قیام و قعود۔ سجدہ، رکوع عبادت نہیں رہے گا بلکہ ہر عمل عبادت ہو جائے گا...... جاگتے رہو تو عبادت، سو جاؤ تو عبادت۔ اٹھو تو عبادت، صلح کرو تو عبادت، جنگ کرو تو عبادت، کسبِ معاش کرو تو عبادت۔ بشرطیکہ نیت ہو رضائے الٰہی۔

ظاہر ہے **الاعمال بالنیّات**۔ عمل کا تعلق نیت سے ہوا کرتا ہے۔

جب ہی تو بزرگوں نے کہا تھا کہ ہزاروں سجدے شک کے ساتھ کرنے سے بہتر ہے کہ یقین کے ساتھ ایک رات سو جائے۔

ابلیس پکا موحد، ساجد، اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والا، توحید پرست، یہی تو کہا تھا: لاکھوں سجدے تجھے کیئے ہیں، کروڑوں سجدے اور کرا لے لیکن تیرے غیر کو سجدہ نہیں کروں گا۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

تمام سجدوں پر پانی پھر گیا صرف ایک سجدے کے انکار پر۔

بارالہا! تو تو رحیم و کریم ہے اسے معاف کر دے۔ ہم تو تیرے ہزاروں سجدے قضا کرتے ہیں وہ تو صرف ایک قضا کر رہا ہے تو تو عادل ہے..... ہم نے تیرے ہزاروں سجدے قضا کیئے مگر تو نے ہمیں کہیں بھی شیطان نہیں بنایا اس نے تو صرف ایک سجدہ نہیں کیا...... اسے معاف کر دے۔

تو تو عادل ہے وہاں تیری رحمت کو کیا ہو گیا۔ صرف ایک سجدے کے انکار پر شیطان بنا ڈالا۔ جواب میں آئے گا کہ تم تدبرِ مشیئت کو کیا سمجھو۔ تم جانتے ہی نہیں۔ تم جو سجدے قضا کرتے ہو ان کا تعلق مجھ سے ہے۔ میری رحمت انہیں معاف کرتی رہتی ہے۔

ابلیس بھی اگر میرے سجدے کا انکار کرتا تو ممکن تھا کہ میری رحمت اسے معاف کر دیتی لیکن اس نے میرے چنے ہوئے خلیفہ کے سجدے کا انکار کیا تھا۔

مامنعک الا تسجد (سورۂ اعراف آیت ۱۲) تجھے کس نے منع کیا اسے سجدہ کرنے سے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ میرے باغی ہوتے ہو تو ہو جاؤ لیکن میرے چنے ہوئے، میرے بنائے ہوئے کو نہ مانے تو لاکھ عبادتیں کرتے رہو، لاکھ سجدے کرتے رہو، لاکھ ریاضتیں کرتے رہو، لاکھ سخاوتیں کرتے رہو، لاکھ ملکوں کو فتح کرتے رہو، حدودِ مملکت کو بڑھاتے رہو، لاکھ جھنڈے لہراتے رہو۔ سب بے کار۔

ہاں ان سب پر اس سجدے کو فوقیت ہے جو معرفتِ الٰہی کے ساتھ ہو۔

ابلیس سجدے تو کر رہا تھا لیکن معرفتِ الٰہی کے بغیر، وہ تو سمجھتا تھا کہ سجدہ صرف اللہ کے لیئے ہے۔ خدا کہہ رہا ہے مجھے تیرے سجدہ کی ضرورت نہیں ہے میں تیرے سجدے سے پہلے بھی خدا تھا تیرے سجدے کے بعد بھی خدا رہوں گا۔

اگر ساری کائنات مل کر اس کی خدائی کا انکار کر دے تو کیا اس کی خدائی میں فرق آ جائے گا؟ یا لاکھوں مسلمان اسے سجدے کرتے ہیں تو کیا اس کی برگزیدگی میں کوئی اضافہ ہو جاتا ہے؟ وہ تو ساری کائنات کا خالق ہے۔

ہمارے سجدوں سے ہماری ہی فلاح ہے، ہمارا ہی فائدہ ہے...... یہ وہ نکتہ نگاہ تھا کہ مفہوم کو سمجھے بغیر سجدہ کرنا بارگاہ ایزدی میں قابل قبول نہیں...... تو صراطِ مستقیم کو سمجھے بغیر سورۂ حمد کی تلاوت نماز میں کرنا کیسے قابل قبول ہوگا......

اگر سجدے کا مفہوم معلوم نہ ہو اور سجدے کیئے جا رہے ہیں تو وہ ابلیسی سجدہ

Presented by www.ziaraat.com

ہے۔ ہمیں سجدۂ ایمانی ادا کرنا ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ جب ہم سجدہ کریں تو دل گواہی دے کہ سجدہ قبول ہوگیا۔

کسی نے مولائے کائنات سے پوچھا: مولا آپ ان دیکھے خدا کو ایسے خضوع و خشوع سے سجدہ کرتے ہیں کہ پائے اقدس سے تیر نکال لیا جائے تو آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

(کیسے کیسے سوال کیا کرتے تھے۔ آپ نے خدا کو دیکھا نہیں ہے بغیر دیکھے سجدہ کر رہے ہیں۔ ہماری جانیں قربان اس جواب پر، عجیب معرفت میں ڈوبا ہوا جواب دیا)

فرمایا: میں ایسے خدا کی عبادت نہیں کرتا جسے دیکھ بھی نہ سکوں اور یہ کس خدا کے لیے کہا جا رہا ہے؟ جو نظر آجائے تو خدا نہیں۔

عقول میں آجائے تو خدا نہیں، سمجھ میں آجائے تو خدا نہیں، محسوس ہوجائے تو خدا نہیں، وہم و گمان میں آجائے تو خدا نہیں۔

اس کے لیئے علیؑ کہہ رہے ہیں میں ایسے خدا کی عبادت نہیں کرتا جسے دیکھ بھی نہ سکوں۔

اس سے پہلے کہ پوچھنے والا شک میں مبتلا ہوتا فوراً جواب کو مسلسل کیا کہ میں ایسے خدا کی عبادت نہیں کرتا جسے میں دیکھ بھی نہ سکوں مگر اس خدا کو جسے میں سجدہ کرتا ہوں ان آنکھوں سے نہیں دیکھتا ایمان کی انکھوں سے دیکھتا ہوں۔ ایمان کی آنکھوں سے دیکھنا ہی معرفت ہے۔

اور لوگوں نے یہ سوال بھی کیا تھا؟ کہ نماز میں آپ کے جب خضوع و خشوع کا یہ عالم ہے کہ تیر نکل گیا تو پتہ نہیں اور دوسری طرف جب خضوع و خشوع میں اتنے مستغرق ہوتے ہیں تو آپ نے سائل کی آواز کیسے سن لی۔

فرمایا: معرفت کی بات کیا کرو: علیؑ جب نماز میں ہوتا ہے تو اس کا نفس بارگاہِ

ایزدی میں ہوتا ہے۔ جب ہی تو علیؑ نے آواز سنی۔

سائل نے نمازیوں سے سوال نہیں کیا تھا۔ بارگاہ ایزدی میں سوال کیا تھا: بارالہا گواہ رہنا میں تیرے گھر سے تین مرتبہ سوال کر کے خالی ہاتھ واپس جا رہا ہوں۔

سائل کی آواز آسمان کے پردوں کو چاک کر کے جب باب الحوائج تک پہنچی اور بارگاہِ ایزدی سے ٹکرائی جہاں علیؑ کا نفس تقربِ ایزدی میں موجود تھا۔ علیؑ کے نفس نے سائل کی آواز سنی، نفس نے دل کو حکم دیا، دل نے دماغ کو حکم دیا، دماغ نے اعضاء و جوارح کو حکم دیا...... یہ ہے معرفت......

نماز یقیناً پڑھیے مگر معرفت کے ساتھ۔ اهدنا الصراط المستقيم۔

اب تک ملت صراطِ مستقیم کا تعین نہ کرسکی۔ بعض نے کہا صراط مستقیم دین ہے۔

ہم نے بتا دیا کہ دین منزل ہے صراط نہیں......

علماء نے کہا: قرآن ہے صراط مستقیم......تو اگر قرآن ہے سچا سیدھا راستہ، حق کا راستہ تو پھر

صراط الذين انعمت عليهم کا مطلب کیا؟ "صراط الکتاب" تو نہیں ہے؟

اگر "صراط الکتاب" ہوتا تو کتاب کا راستہ ہوتا۔

لیکن صراط الذين انعمت عليهم ہے۔

یعنی کچھ لوگ ہیں جن پر تو اپنی نعمت نازل فرما رہا ہے۔

اور پھر قرآن اگر "صراط المستقیم" ہوتا تو قرآن نے تو نماز کا حکم دیا۔

ظاہر ہے قرآن نے تو ایک ہی طریقہ بتایا ہوگا نماز کا یہ چار پانچ طریقے کیسے آ گئے نماز کے اور سب نے قرآن سے ثابت کیا۔

ہاتھ چھوڑنے والے بھی بتاتے ہیں کہ قرآن نے بتایا۔ ہاتھ باندھنے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن نے بتایا۔

اوپر رکھنے والے بھی کہتے ہیں کہ قرآن نے بتایا۔

Presented by www.ziaraat.com

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے والے بھی کہتے ہیں کہ قرآن نے بتایا۔

سب نے بتایا کہ قرآن نے بتایا..... قرآن اختلاف کا سبب تو نہیں ہوتا۔

اچھا کیا حیاتِ پیغمبر میں بھی پانچ طریقے سے نماز پڑھی جاتی تھی؟

کیا حیاتِ پیغمبری میں بھی یہی طریقے تھے؟

کیا پانچ مصلّے ہوا کرتے تھے؟ کیا پانچ مختلف امام ہوا کرتے تھے؟......

نہیں ایک ہی طریقے سے مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ جو بھی کوئی طریقہ ہو...... ایک ہی طریقہ ہوگا نا حیاتِ پیغمبر میں۔ ایک ہی طریقے سے نماز پڑھی جاتی تھی نا!..... تو یہ طریقہ قرآن نے متعین کیا تھا یا وارثِ قرآن نے؟

ایک طریقہ وارثِ قرآن نے بتایا تھا نا کہ کھڑے ہو ایسے، رکوع ایسے کرو، سجدہ ایسے کرو، قیام، قعود، وضو، مسح ایسے کرو۔ چلیئے نماز کا طریقہ تو قرآن میں نہیں ہے۔ مگر وضو کا طریقہ تو ہے نا! کہ مسح کیسے کرو، ہاتھ کیسے دھوؤ، پاؤں کیسے دھوؤ۔

زیر زبر تو بعد میں لگائے گئے نا عالم اسلام میں...... یہ زیر زبر کے فرق سے فرقے بن گئے...... لیکن وضو تو تمام مسلمان ایک طریقے سے کریں نا جس طرح قرآن میں ہے۔ وضو کا طریقہ کیوں بدل گیا صرف زیر زبر بدلنے سے؟

انک لتھدی الیٰ صراط المستقیم۔ صراط اللّٰہ الذی لہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض (سورۂ شوریٰ آیت ۵۲۔۵۳)

اے حبیب آپ صراط مستقیم کی طرف گامزن کرنے والے ہیں۔ آپ ہدایت کرتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف...... جو کس کا راستہ ہے؟...... اللہ کا...... کون اللہ؟...... آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اس کے لیئے ہے۔

اب صراطِ مستقیم کیا ہے؟...... صحیح بخاری کا راستہ نہیں، ابن ماجہ، سنن ابن داؤد کا راستہ نہیں۔ کنز العمال کا راستہ نہیں، ابو ہریرہ کا راستہ نہیں۔ یہ ہے اللہ کا راستہ۔

اب آیئے دوسرے مقام پر بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ یٰس و القرآن

الحکیم۔ انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم۔ (سورہ یٰس)

یٰسین، ختمی مرتبت کا نام، اگر یٰسین سے مراد محمدؐ نہیں تو آیت بے معنی......

انک لمن المرسلین تُو بے شک رسولوں میں سے ہے..... کون ہے رسولوں میں سے؟ یٰسین ہی ہے نا!

یٰسین ختمی مرتبت کی ذات ہے اور تو جو رسولوں میں سے ہے۔

علیٰ صراط المستقیم اور تو ہی ہے صراطِ مستقیم پر۔ معلوم ہوا جو صراطِ مستقیم پر ہو وہ رسولوں میں سے ہوا کرتا ہے۔ جس کا سلسلہ نسب شجرہ طیبہ سے ہو، شجرہ ملعونہ سے نہ ہو۔

تو رسولوں میں سے ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی صرف کہہ دیتا کہ تو رسول ہے۔ لیکن نہیں یہ فصاحت و بلاغت قرآن ہے ایک ایک لفظ میں علم کے دریا نظر آتے ہیں۔

انک لمن المرسلین تو رسولوں میں سے ہے کہہ کر تمام انبیاء کی عصمت و طہارت کی گواہی دے دی۔ یعنی تمام رسول صراطِ مستقیم پر ہیں۔ جب صراطِ مستقیم پر ہیں تو ابراہیمؑ تین مرتبہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ جو رسولوں میں سے ہو وہ صراطِ مستقیم پر ہوا کرتا ہے جو صراطِ مستقیم پر ہو وہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔

آپ بار بار کہتے ہیں اتحاد بین المسلمین...... بتایئے امام بخاری کی بات مانوں یا قرآن کی بات مانوں؟ بخاری نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے۔ وہ جو نبی بھی ہے، رسول بھی ہے، خلیل بھی ہے، امام بھی ہے۔ آخر یہ مسلمان رسولؐ و علیؑ کے آباؤ اجداد کے پیچھے کیوں پڑ گئے؟......

مخالفت ابوطالبؑ سے نہیں شروع کی ہے..... مخالفت ابراہیم سے شروع کی ہے۔ اس سازش کو ذرا دیکھنا چاہیئے...... آخر سلسلہ کیا ہے؟ آخر ضرورت کیا پیش آئی تھی؟...... کیا اس کے بغیر صحیح بخاری مکمل نہیں ہو سکتی تھی؟ اگر یہ نہ لکھتے تو کیا فرق پڑتا

Presented by www.ziaraat.com

امام بخاری کی صحت پر؟ لیکن لکھا کہ ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے اور قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

و اذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقاً نبیاً (سورۂ مریم آیت ۴۱)

گفتگو قرآن کی آیات کی چھاؤں میں اس لیئے کر رہا ہوں کہ کوئی راہِ فرار اختیار نہ کرے۔ اپنے اوپر ناز نہیں ہے۔ اس دروازے پر ناز ہے جہاں سے رزق ملتا ہے۔ روٹی کپڑا مکان نہیں۔ اس کو رزق نہیں کہتے۔ یہ تو ہر دروازے سے مل جاتا ہے۔

یہ رزق حیات ہے۔ رزق علم ہے، رزق طہارت ہے، رزق ولایت ہے، رزقِ شہادت ہے، رزقِ امامت ہے، رزقِ صبر ہے، رزقِ استقلال ہے، رزقِ استدلال ہے۔

اب بخاری شریف نے کہا کہ تین جھوٹ بولے اور کتاب اللہ نے کہا: اس ابراہیمؑ کا تذکرہ کرو اس لیئے کہ وہ ہمارا سچا نبی تھا۔ تو یہ ثابت ہوا کہ ابراہیمؑ نے کوئی جھوٹ نہیں بولا...... بخاری غلط آیت صحیح...... جب آیت ٹکرا جاتی ہے روایت سے تو اسے مسترد کر دینا چاہیئے نا! احترام آیت میں ایک بات تو ثابت ہوئی اور جس کتاب کی ایک روایت مشکوک ہوجائے؟...... یہ بھی بات آپ سمجھ گئے نا!...... مجھے تشریح نہ کرنے دیں۔ تشریح اگر میں نے نہ کی تو اتحاد قائم رہے گا...... مجھے آتی ہے تشریح کرنا۔

انه کان صدیقاً نبیاً۔ ابراہیم سچے تھے۔ اے نبی سچوں کا ذکر کرو۔ قرآن کہہ رہا ہے تو سچوں کے ذکر پر پابندی کیوں لگاتے ہو۔ سچوں کا ذکر جب قرآن میں پیغمبر پر واجب ہے تو اب جو پیغمبر کے واقعی امتی ہیں ان پر بھی واجب ہے۔

و اذکر فی الکتاب مریم۔ (سورۂ مریم آیت ۱۶) **واذکروا فی الکتاب موسیٰ**۔ (سورۂ مریم آیت ۵۱)

عیسیٰؑ کا تذکرہ کرو، مریمؑ کا تذکرہ کرو، موسیٰؑ کا تذکرہ کرو۔ اس لیے کہ وہ ہمارے سچے نبی تھے۔ جو شخص نبی نہ ہو لیکن سچا ہو اس کا بھی ذکر کرنا واجب۔

واذکر اسماعیل والیسع وذوالکفل۔ (سورہ ص۔ آیت ۴۸) اس کتاب میں "ذوالکفل" کا تذکرہ کرو اور انبیاء کے ساتھ کرو...... حالانکہ "ذوالکفل" نبی نہ تھے۔ لیکن ان کا ذکر دوسرے نبیوں کے ذکر کے ساتھ...... یعنی جو شخص نبی نہ ہو اس کا تذکرہ نبیوں کے ساتھ اور خاتم الانبیاء پر فرض کہ وہ تذکرہ کرے۔

ساری تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ سب نے لکھا ہے کہ "ذوالکفل" نبی نہیں تھے۔ مگر ان کی یہ ادا خدا کو پسند آ گئی تھی کہ وہ انبیاء کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے مظالم سے انبیاء کا تحفظ کیا کرتے تھے۔ تو جو انبیاء کی حفاظت کرے اس کا تذکرہ نبیوں کے ساتھ آیا اور نبی خاتم پر واجب ہوا کہ جو انبیائے ماسلف کو پناہ دے اس کا ذکر کریں اور جو خاتم النبیّین کو پناہ دے اس کا تذکرہ کیا باطل ہوسکتا ہے؟

کتاب میں مریمؑ کا، عیسیٰؑ کا، موسیٰؑ کا، ذوالکفلؑ کا تذکرہ کرنا...... تو معلوم ہوا کہ سچوں کا تذکرہ کرنا خاتم النبیّین پر واجب ہے اور ان کی امت پر بھی واجب ہے......

قرآن میں واجب حکم ہے خاتم الانبیاء کو کہ ابراہیمؑ کا تذکرہ کرو۔ کون ابراہیمؑ؟ وہ کہ جہاں جھوٹ بولنا تھا وہاں بھی جھوٹ نہیں بولے۔ سارے کافر عید منانے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ ابراہیمؑ نے سارے چھوٹے بتوں کو توڑ دیا اور بڑے کے گلے میں تیشہ ڈال کر گھر جا کر بیٹھ گئے۔

نمرودی کافر واپس آئے۔ کہنے لگے کہ ہمارے بتوں کو کس نے توڑا۔ کوئی نہیں ہوسکتا سوائے ابراہیمؑ کے۔ تو نمرودی کافر اور خود نمرود سمجھ رہا تھا کہ بت شکن کوئی نہیں ہوسکتا سوائے ابراہیمؑ کے۔ لیکن نہیں پہچان سکے تو مسلمان......!

وہاں تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ بت شکن صرف ابراہیمؑ ہیں اور خدا کی قسم تاریخ میں بت شکن صرف دو ہی ہیں ایک ابراہیمؑ ایک ابراہیمؑ کا بیٹا علیؑ۔ دو ہی تو بت شکن ہیں ورنہ تاریخ سے کوئی نام ثابت کرو کہ کسی نے بت شکنی کی۔ محمود غزنوی کو

Presented by www.ziaraat.com

میں بت شکن نہیں مانتا۔ بت شکنی یہ نہیں کہ پتہ چل گیا اس وقت سومنات کے مندر میں بہت سونا چاندی ہے۔ **انما الاعمال بالنیّات۔**

ارے سونا چاندی کے لیے جو بت شکنی ہو وہ جارحیت کہلاتی ہے۔

تاریخ میں دو ہی بت شکن ہیں اور عجیب بات ہے جو بت شکن ہے وہ امام بھی ہے۔

انی جاعلک للناس اماما

بت شکن بھی ابراہیمؑ، امام بھی ابراہیمؑ...... بت شکن ہے علیؑ، امام بھی ہے علیؑ۔

اچھا حکم ہوا کہ ابراہیمؑ کو گرفتار کرلو۔ یہ نمرود صفت حکمراں جو ہوتے ہیں انہیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ بت شکن کون ہے۔ تو وہ دستہ جو تیار کیا ان میں سے ایک بھی نہیں جانتا تھا کہ ابراہیمؑ کون ہیں۔ نہ صورت آشنا تھا۔ (میرے ساتھ بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ میں شلوار قمیض میں رہتا ہوں، مقطع چقتہ تو ہوتا نہیں، ایک روز اسکوٹر پر بیٹھا ہوا گھر پہنچا۔ پولیس نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ میرے پاس آئے، سلام کیا اور کہا: علامہ صاحب سے ملنا ہے۔ میں نے کہا ابھی بلواتا ہوں۔ یہ کہا اور گھر کے اندر)

اسی طرح جب ابراہیمؑ کو گرفتار کرنے کے لیے یہ دستہ چلا تو حضرت ابراہیمؑ راستے ہی میں مل گئے۔

تو ابراہیمؑ سے پوچھ رہے ہیں: اے بھائی تم نے ابراہیم کو دیکھا ہے؟......

کہا: ہاں جانتا بھی ہوں پہچانتا بھی ہوں۔ پوچھا تم کو پتہ ہے وہ کہاں رہتے ہیں؟ کہا: ہاں پتہ ہے۔

پوچھا: وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟......

کہا: ہاں مجھے پتہ ہے وہ اس وقت کہاں ہیں۔

کہا: ذرا جلدی بتا دو......

فرمایا: میرے گھر آؤ......

آپ نے دیکھا عصمت اپنی نبوت کی تمام تر نزاکتوں کو Maintain کیئے ہوئے ہے۔ کہا: نہیں پتہ بتاؤ...... کہا: میرے ساتھ چلو...... گھر لے آئے۔ دسترخوان بچھایا اور کہا ایک شرط پر پتہ بتاؤں گا پہلے میرے ساتھ کھانا کھالو۔ جب سب کھانا کھانے بیٹھ گئے تو کافروں نے کہا: تم بھی کھانا کھاؤ......

تمام تاریخیں نیز قصص الانبیاء لکھنے والے گواہ ہیں تو کہ کہا: نہیں پہلے تم کھانا کھالو......

کافروں نے کھانا کھایا، ابراہیمؑ نے کھانا کھلایا۔

تو اے تاریخ اسلام لکھنے والے بے ایمان مورخ ابراہیمؑ ایک وقت کا کھانا کافروں کے ساتھ کھانے پر تیار نہیں، خاتم النبیین سترہ برس تک کیسے کافر کے ساتھ کھانا کھا سکتا تھا۔

جب کھانا کھا چکے تو پوچھا: اب بتا دو کہ ابراہیمؑ کہاں ہیں؟......

کہا: میں ہی ہوں ابراہیمؑ۔

کہا: اے ابراہیمؑ تم نے ہمیں عجیب مشکل میں ڈال دیا ہم کافر ضرور ہیں، حکومت کے نمائندے ضرور ہیں مگر نمک حرام نہیں ہیں۔ یہ ہماری کافرانہ شرافت کے خلاف ہے کہ تمہارا کھانا کھا کر ہم تمہیں گرفتار کرلیں۔

یہ ہے کافروں کی شرافت!......

تو بات چلی تھی "**انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم**" سے...... پہلے قرآن نے بتایا کہ صراط مستقیم صراط اللہ ہے۔ پھر قرآن نے بتایا کہ صراط مستقیم ہے رسول کا راستہ۔ اب ملت میں اختلاف اس امر پر ہے کہ اللہ اور رسول کے راستے کو کس سے لیں......

اختلاف صراطِ مستقیم پر نہیں رہا۔ صراط مستقیم اللہ کا راستہ، رسول کا راستہ۔ جب صراط مستقیم رسول کا راستہ تو کس سے معلوم کریں؟......

Presented by www.ziaraat.com

کہا: سنتِ رسول سے......تو سنت رسول کس سے لیجیے؟......

تو کہا گیا: سیرت صحابہ کرام سے لیں۔ ہمارے لیے بڑی مشکل ہے۔ اگر سنت رسول سیرتِ صحابہ سے ثابت ہوتی تو علیؑ بھی انکار نہ کرتے۔ یہ چینل ختم ہوگیا۔ صحابہ کرام کی سیرت سے بھی نہیں لے سکتے...... پھر کس سے لیں؟

دیکھیے صراط مستقیم کی تلاش ہے، بات نہ اختلافی ہے نہ مناظرانہ...... بات کو واضح کرنے کے لیئے کہہ رہا ہوں کہ سنت رسول صحابہ کرام سے لے لیں گے مگر کون سے صحابہ؟ آپ کہیں گے: **کلھم عدول**۔ کسی سے بھی لے لیں۔

جتنے صحابہ کرام ہیں سب واجب الاحترام۔ مان لیا میں نے کسی سے بھی لے لیں سیرت۔ تو جب یہ ہے کہ کسی سے بھی سیرت لے لیں تو جھگڑا کاہے کا اتحاد تو ہوگیا نا!...... آپ کہہ رہے ہیں کہ سارے صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں، عادل ہیں...... کسی سے بھی لے لیں۔

پورے عالم اسلام سے میرا سوال ہے...... کیا علیؑ متفق علیہ صحابی نہیں ہیں، اور جب علیؑ صحابی ہیں تو صحابی نے صحابی کی سیرت پر چلنے سے انکار کیا ہے۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے تو اگر سنت رسول تمام صحابہ کرام سے لی جاسکتی تو پھر قرآن وسنت کی شرط ہوتی۔ سیرتِ صحابہ کی شرط کیوں ہوئی؟

دیکھیے نا! بحث تاریخی ہے۔ نعرہ لگانے یا داد دینے والی نہیں ہے۔ اس پر آپ غور کریں۔ علیؑ کو کیا شرط پیش کی گئی؟......

قرآن پر عمل کروگے؟...... کہا: کروں گا......

سنت رسول پر عمل کروگے؟...... کہا: کروں گا۔

کیا سیرت پر بھی عمل کروگے؟......

علیؑ نے کہا: یہ سیرت کیا چیز ہے قرآن وسنت کے بعد؟

عبید اللہ ابن جراح کو جو جواب دیا ہے جناب امیرؑ نے وہ آپ سنیں......

کہتے ہیں: علیؑ آپ قرآن وسنت پر عمل کررہے ہیں سیرت پر بھی عمل کرلیجیئے۔ اتنی بڑی حکومت کو آپ کیوں ٹھکرارہے ہیں......

میرے مولا نے ایک جملہ کہا: اگر ان کی سیرت قرآن وسنت کے مطابق تھی تو علیحدہ سے شرط رکھنے کی کیا ضرورت؟

دیکھیے اسے اختلافی نہ سمجھا جائے...... یہ میرے مولا کا تاریخی فیصلہ ہے...... اور اگر قرآن وسنت سے سیرت مختلف ہے تو ابوطالبؑ کے بیٹے سے یہ توقع نہ کرو کہ وہ باغیوں کی سیرت پر عمل کرے۔

علیؑ اگر سیرت پر عمل نہیں کریں گے تو آپ کو حکومت بھی نہیں ملے گی۔ (کتنے چھوٹے لوگ تھے جو علیؑ سے بات کرنے کے آداب بھی نہیں جانتے تھے...... یہ تو بچوں والی بات تھی نا کہ اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو ہم آپ کو کھیلنے نہیں دیں گے۔ یہ ایسی ہی بات تھی جیسے بچے کہتے ہیں آپس میں)۔

کہا: اٹھاؤ اپنی اس زخمی اونٹنی کو...... لے جاؤ اپنا تخت حکومت۔ تمہاری یہ حکومت علیؑ کی نظر میں ایک بیمار بکری کے ناک سے بہتے ہوئے پانی سے کمتر ہے...... یہ ہے دنیا!......

اب سنت رسولؐ کس سے لیں: صحابہ کرام کا مقام ان کی عظمت، ان کا درجہ اپنی جگہ مگر ان میں کس سے لیں؟......

خلیفہ سوم سے لیں یا ابوذرؓ سے لیں...... وہ بھی صحابی وہ بھی صحابی۔

ایک مدینہ بدر کرنے والا، ایک مدینہ بدر ہونے والا۔

مدینہ بدر کرنے والے سے لیں، یا مدینہ بدر ہونے والے سے لیں۔

کوڑے مارنے والے سے لیں، یا کوڑے کھانے والے سے لیں۔

آپ ہمیں رستہ بتائیں نا!...... ہم تیار ہیں اتحاد بین المسلمین کے لیئے...... کس کی سیرت پر چلیں؟

Presented by www.ziaraat.com

آپ نے کہا: علیؑ خلیفہ راشد،

ہم نے کہا: خلیفہ راشد......

آپ نے کہا: خلیفہ راشد کے مقابلے میں جو بھی آئے وہ غیر راشد......

اس سے زیادہ پیارا لفظ میں استعمال ہی نہیں کرسکتا...... اچھا مولائے کائنات خلیفہ راشد ہیں نا! تو اب اس خلیفہ راشد کے مقابلے میں جو بھی آیا غیر راشد ہوا نا!

تو علیؑ سے لیں یا علیؑ کے دشمن سے لیں۔

صحابی یہ بھی ہے صحابی وہ بھی ہے۔ کس سے لیں سیرت؟

خالد بن ولید بھی صحابی، مالک بن نویرہ بھی صحابی......

خالد بن ولید قتل کرتے ہیں، مالک بن نویرہ قتل ہوتے ہیں...... کس سے لیں...... قتل کرنے والے سے لیں یا قتل ہونے والے سے لیں۔

سلمان فارسیؓ بھی صحابی۔ حضرت فاروق اعظمؓ بھی صحابی۔ وہ پٹنے والے یہ پیٹنے والے...... کس سے لیں؟

میں تاریخ پڑھ رہا ہوں، تاریخی حوالے سارے میرے ذمّے ہیں۔ اتحاد کا راستہ ہمیں تلاش کرنا ہے۔ کوئی ایسا نکتہ اتحاد جہاں کوئی اختلاف ہی نہ ہو...... کس سے لیں...... سوچنے کی بات ہے نا!...... مقام فکر ہے نا!......

طلحہؓ و زبیرؓ بھی صحابی، عمار یاسرؓ بھی صحابی...... وہ قتل کرنے والے یہ قتل ہونے والے...... اور صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے کہ اے عمار یاسرؓ تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا...... یعنی جو تمہیں قتل کرے گا وہ باغی ہوگا...... تو وفاداروں سے لیں یا باغیوں سے لیں۔ بتائیے نا سنت رسولؐ کس سے لیں؟

تو پھر رسول اللہؐ آپ ہی بتائیے کہ ہم کس سے سیرت لیں۔ آپ بتائیے ہم کس سے سنت لیں۔ آپ بتائیے کہ ہم صراط مستقیم پر کیسے قائم رہ سکتے ہیں۔ تو پیغمبر اسلام فرمائیں گے کہ انی تارک فیکم الثقلین۔ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں

چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب ایک میرے اہلبیت۔

ماان تمسکتم بھمالن تضلوا بعدی۔

اگر تم ان دونوں سے تمسک کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے، راستے سے بھٹکو گے نہیں...... جب راستے سے بھٹکو گے نہیں تو صراط مستقیم پر رہو گے۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے لکھا: دیکھو میں قرآن و اہلبیت چھوڑ رہا ہوں۔ اہلبیت سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا۔ گمراہ ہو جاؤ گے۔ ان سے پیچھے نہ رہنا، ہلاک ہو جاؤ گے۔ انہیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا یہ تم سے زیادہ پڑھے ہوئے ہیں۔

ابن حجر مکی کہتا ہے جو متعصب ترین شخص ہے۔ اس نے لکھی ہے صواعق محرقہ۔ جلانے والی بجلیاں۔ ردِ شیعت میں پوری کتاب لکھی ہے لیکن اس کے بعد کہتا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ان کے آگے نہ بڑھنا۔ انہیں پڑھانے کی بھی کوشش نہ کرنا۔ ان سے آگے بڑھے تب ہلاکت ان سے پیچھے رہے تب ہلاکت۔

لکھتے بھی ہو...... یہ عقلمندی ہماری سمجھ میں نہیں آتی...... بھئی ہم انکار کرتے ہیں تو انکار کرتے ہیں۔ لکھا بھی کہ انہیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا، ان سے آگے نہ بڑھنا، ان سے پیچھے نہ ہٹنا۔ ان سے منسلک رہنا۔

"انی تارک" میں "ترکُ" میں ترک کرنے والا ہوں۔

"فیکم" تم میں (یعنی جنہیں چھوڑ رہا ہوں وہ اور ہیں اور جن میں چھوڑ رہا ہوں وہ اور ہیں۔ جن میں چھوڑ رہا ہوں وہ محتاج ہدایت ہیں۔ جنہیں چھوڑ رہا ہوں وہ ہادی مطلق ہیں۔ اب ان سے لینا اور ان سے لینا تو ہر وقت لینا، وقت پڑنے پر نہ لینا)۔

میں ترک کر رہا ہوں تمہارے درمیان......

تو قرآن و اہلبیت کیا ہیں؟ ترکہ ہیں...... کس کا؟...... رسول کا۔

کس کے درمیان؟...... امت کے درمیان......

Presented by www.ziaraat.com

تو کہاں گئی وہ لاوارث حدیث کہ ہم گروہ انبیاء کچھ نہیں چھوڑتے۔ نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے نہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں، بلکہ جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

رسول کہیں ترکہ، آپ کہیں صدقہ...... اب جنہیں ترکہ اور صدقہ میں فرق کا احساس نہیں میں کیسے ان سے اتحاد کی بات کروں؟ آپ کہہ رہے ہیں جو کچھ چھوڑیں صدقہ!...... اچھا قرآن چھوڑا صدقہ۔ سنت چھوڑی صدقہ۔ صحابہ کرام چھوڑے صدقہ۔

نماز چھوڑی صدقہ، روزے چھوڑے صدقہ، ان سب کو چھوڑا۔ اپنے بعد رسول نے یہ صحابہ رسول ہی نے تو چھوڑے ہیں یہ سب صدقہ؟۔

میں کہتا نہیں کچھ...... میں بولوں گا تو بولو گے کہ بولتا ہے۔ میں اس وقت ذہنی اور فکری جولانیوں کی اس منزل پر ہوں کہ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بس اتنا کہوں گا......

قرآن چھوڑا صدقہ، سنت چھوڑی صدقہ۔ صحابہ کرام چھوڑے صدقہ اور صدقہ جو ہوتا ہے وہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ آپ نے یہی کہہ کر تو Nationalize کیا نا!

بھئی پرسنل پراپرٹی کو آپ نے نیشنلائز کیا نا! اور یہ بے چارے کمیونسٹ اور سوشلسٹ کیوں بدنام ہیں مفت میں؟ کہ یہ برسر اقتدار آگئے تو جو کچھ بھی ہوگا سب نیشنلائز کر دیں گے۔

معلوم ہوا کہ یہ سوشلسٹ اور کمیونسٹ تو بے چارے اب پیدا ہوئے ہیں۔ سوشلزم کے بانی تو وہ تھے جنہوں نے پرسنل پراپرٹی نیشنلائز کر کے اس کی ساری آمدنی بیت المال میں جمع کر دی۔

چلیے اس پر بحث کیجیے...... اختلافی نکات پر اس لیے بحث کر رہا ہوں کہ اتحاد پر پہنچیں۔ قائل ہو جائیں یا قائل کر دیں۔ بہت پیار کے ساتھ...... غصہ نہیں، فتویٰ نہیں دے رہا۔ نتیجہ نہیں دیا آج تک میں نے اپنی تقریر میں۔ صرف راستہ دکھا رہا ہوں۔

پیغمبر اسلام نے کہا: کوئی وارث نہیں ہوتا۔ تو جب کوئی نہیں ہوتا تو کوئی نہیں ہوتا۔ اگر فاطمہؑ وارث نہیں تو کوئی وارث نہیں......

اچھا اب پیغمبر اسلام نے جو حجرے چھوڑے؟ ...... یہ تاریخ کا سوال ہے......

آج! حجرے تو چھوڑے نا! پراپرٹی تھے۔ پیغمبر اسلام کی پراپرٹی تھے۔ ایک لائن سے حجرے تھے نا!...... خدا کی قسم ہم نہیں کرتے توہین ازواج رسولؐ۔ ہم بہت احترام کرتے ہیں ازواج رسول کا...... امہات المومنین ہیں۔

ہم نے اس قسم کی روایت ام المومنین سے کبھی نہیں منسوب کی جو بخاری نے کی۔ ہم پر کیوں الزام لگاتے ہو؟ اس لیئے کہ آپ لکھ دیں تو کچھ نہیں، ہم بیان کریں تو قیامت...... ہم بھی تو وہی بیان کرتے ہیں جو آپ نے لکھا ہے اور اس کو اس لیئے بیان نہیں کرتے کہ آپ کا مذاق اڑائیں بلکہ اس لیئے لکھتے ہیں کہ اس کی تصحیح کر لیجیے۔

لیکن آپ نے تو تہیہ کیا ہوا ہے کہ خواہ رسول غلط ہوں یا رسول کی بیویاں غلط ہوں لیکن ہماری ''صحیح'' غلط نہ ہو اور ہم نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ خواہ آپ کی ہزاروں ''صحیح'' غلط ہو جائیں ہمارا رسول غلط نہ ہو...... اپنی اپنی فکر کی بات ہے۔ بتایئے توہین کون کرتا ہے؟......

تو کیا حجرے چھوڑے وہ بھی صدقہ؟ ازواج چھوڑیں...... صدقہ؟!

معاذ اللہ! کیا کہیں گے آپ؟ کس منزل فکر پر جا کر آپ گفتگو کریں گے؟......

سب امہات المومنین، سب مومنین کی مائیں......

اور پھر حجرے تو رسول کے تھے نا! کسی کی میراث تو نہیں تھے۔ اس حدیث کی روشنی میں جو کچھ چھوڑے سب امت کے۔

اب صحیح بخاری کی ایک حدیث پڑھ رہا ہوں...... جو کچھ چھوڑا حجروں میں اور جو حجرے چھوڑے وہ پیغمبر اسلام کی پرسنل پراپرٹی تھے نا! آپ نے حدیث فرمائی کہ پیغمبر کچھ نہیں چھوڑتا۔ جو چھوڑتا ہے وہ امت کا ہے۔ تو حجرے جو چھوڑے تو ان کی وارث ازواج تو نہ ہوئیں امت ہی ہوئی اور جب امت وارث ہے تو امت کو کیا حق ہے ازواج سے اجازت لینے کا؟......

Presented by www.ziaraat.com

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ تمام کتابوں میں حضرت فاروق اعظم کا یہ جملہ موجود ہے کہ جب ان کا وقت انتقال قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ کہا کہ ام المومنین کی خدمت میں جاؤ اور جا کر یہ کہو کہ میرے بابا یہ کہتے ہیں کہ آپ مجھے رسولؐ کے برابر میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔

تو وارث تھیں تو اجازت دی نا! اگر وارث نہ تھیں تو اجازت کیوں مانگی اور اگر وہ حجروں کی وارث ہوسکتی ہیں تو فاطمہؑ وارث کیوں نہیں ہوسکتیں۔

ہم اس لیئے نشاندہی کر رہے ہیں کہ ایک منزل پر آ کر کوئی نتیجہ نکلے اور پھر ہم نتیجہ اذہانِ ملت کے حوالے کر دیں۔ اپنے ٹھنڈے دل سے جا کر غور کیجیئے کہ غلطی پر کون ہے یا کس سے بھول ہوئی؟

یہ معصوم خطا کس سے ہوئی۔ یہ تجاہل عارفانہ کس نے فرمایا۔ یہ خطائے اجتہادی کس سے ہوئی...... اس میں دوہرا ثواب ہے۔

دیکھیئے آج کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ دین صراط مستقیم نہیں اس لیے کہ دین منزل ہے صراط نہیں۔ قرآن صراطِ مستقیم نہیں۔ اس لیے کہ قرآن صراط کا اعلان کرتا ہے کہ صراط ہے ان لوگوں کا راستہ جن پر نعمتیں نازل ہوئیں۔

دوسری بات یہ کہ صراطِ مستقیم ہے صراط اللہ۔ اللہ کا راستہ۔

تیسری بات یہ کہ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔

چوتھی بات یہ کہ صراط مستقیم کو کس سے لیا جائے۔

پانچویں بات یہ کہ صراطِ مستقیم سنت رسول سے ثابت ہوگئی۔

چھٹی بات یہ کہ سنت رسول کس سے لی جائے۔

ساتویں بات یہ کہ سنت رسول صحابہ کرام سے لی جائے۔

آٹھویں بات یہ کہ سیرتِ (شیخین) پر چلنے سے علیؑ نے انکار کر دیا۔

نویں بات یہ کہ کون سے صحابی سے لی جائے کون سے صحابی سے نہ لی جائے۔

دسویں بات یہ کہ سب سے لی جائے کلھم عدول۔

ہمارا اس پر اعتراض یہ ہے کہ سب سے کس طرح لیں اس لیے کہ قاتل بھی محترم ہے مقتول بھی محترم۔ مارنے والے سے لیں یا پٹنے والے سے لیں۔

مالک بن نویرہ سے لیں یا خالد بن ولید سے لیں۔

حضرت ذوالنورین سے لیں یا ابوذر غفاریؓ سے۔

سلمانِ فارسیؓ سے لیں یا فاروق اعظمؓ سے لیں۔

علیؑ سے لیں یا امیر شام سے لیں۔

عمار یاسرؓ سے لیں یا طلحہؓ و زبیرؓ سے لیں۔

جملہ کہہ دوں مروان سے لیں یا محمد ابن ابی بکر سے لیں؟...... کس سے لیں؟

پیغمبر اسلام نے سب کچھ بتایا کہ کن سے صراط مستقیم لو۔

قرآن و اہلبیت (وہ ہیں کہ) لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض......

ان دونوں میں جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ تو اب جسے حوضِ کوثر تک پہنچنا ہے وہ ان کے دامن سے وابستہ ہوجائے...... کیا گارنٹی لی ہے پیغمبر اسلام نے! کہ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے۔

یزید بد بخت تجھے پتہ ہی نہیں، تو سمجھتا ہے کہ حسینؑ کا سر جدا کر دو، قرآن سے جدا ہوجائیں گے۔ نہیں۔ نوکِ نیزہ پر بھی حسینؑ کا سر قرآن کی تلاوت کر کے بتائے گا کہ یہ حافظ قرآن نہیں تھا۔ محافظ قرآن تھا۔ اس نے کہا کہ قرآن ہمارے سینے میں تھا، ہمارے رگ و ریشہ میں تھا۔

ہم حافظِ قرآن نہیں تھے "حافظون فی العلم قرآن" تھے، قرآن میں تیرے ہوئے تھے۔ تاریخ کا پہلا اور آخری انسان جس نے نوک نیزہ پر تلاوت قرآن کی ہے۔ تلاوت اس لیئے کی کہ لوگ اس معجزے کو دیکھیں۔ حسینؑ کے سر پر لوگوں کی نظریں پڑیں، زینبؑ کے سر کی طرف لوگوں کی نظریں نہ پڑیں۔ میری بہن کا کھلا ہوا

Presented by www.ziaraat.com

سر نہ دیکھیں......

شہزادی زینبؑ تیرے صبر کو ہمارا سلام......

کربلا کی شیر دل خاتون، علیؑ کی شیر دل بیٹی تیری عظمت کو ہمارا سلام،

تیرے حوصلے پر ہمارا سلام......علیؑ کی علیؑ بیٹی......کربلا سے شام تک خطبوں پہ خطبے دیتی جارہی ہے۔

لاہور میں مجلس ہو رہی تھی۔ خواتین میں سے پرچہ آیا۔ سوال کیا گیا تھا......

حسینؑ کے ذاکر ذرا اتنا بتا دے کہ زینبؑ اس سفر میں کتنی دیر کھڑی رہی۔ اس سے پہلے کہ وہ ذاکر جواب دیتا خطیب آلِ محمد اظہر حسن زیدی جو برابر میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دم کھڑے ہوگئے اور منبر پر جو دو علم لگے ہوئے تھے ان دونوں کو پکڑ کر کہا:

حسینؑ کے ذاکر، میرے بیٹے تو ہٹ جا میں اس ضعیفہ کو جواب دوں گا۔

منبر پر آ کر کہا: اس ضعیفہ سیدانی نے کہا ہے کہ میری عمر ستر برس کی ہوگئی میں غریب سیدانی سوال کرتی ہوں کہ زینبؑ کتنی دیر تک کربلا سے شام تک سفر میں کھڑی رہی......عباسؑ کے علم کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ شام کی سرحد سے دربارِ یزید تک کا فاصلہ زینبؑ نے بہتر (۷۲) گھنٹے میں طے کیا تھا۔

ان بہتر (۷۲) گھنٹوں میں زینبؑ صرف ایک مرتبہ بیٹھی۔

یکا یک خواتین کی قنات سے زور سے رونے کی آواز آئی اور پوچھا گیا:

وہ کب بیٹھی؟......

تو اظہر زیدی صاحب نے کہا: وہ اس وقت بیٹھی جب شام کے بازار میں پہلا پتھر سکینہؑ کے آ کر لگا......

ہائے سکینہؑ، ہائے سکینہؑ تو زینبؑ اس وقت بیٹھی......بیٹھی کیا بچی پر جھک گئی اور کہا:

اے ظالمو! اے شام کی رہنے والی عورتو! اس بچی کو نہ مارو۔ جتنے پتھر اس کے

حصے کے ہیں مجھے مار لو...... یہ حسینؑ کی امانت ہے، یہ بچی پتھر کھانے کی عادی نہیں ہے۔

اظہر زیدی صاحب نے کہا: بہتر گھنٹے بعد دربار کے دروازے پر پہنچے اور اس وقت مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ مگر جب ظالم یزید نے بلایا ہے تو صبح کی اذان ہو رہی تھی...... ساری رات کھڑی رہیں...... یزید کے دروازے پر۔

میں کہوں گا یا علیؑ زینبؑ کو بتایا کیوں نہیں تھا!

مولا بچپن میں زینبؑ کو کہا کرتے تھے: زینبؑ چلنے کی عادت ڈال۔ نہ جانے تجھے کتنا چلنا پڑے۔

علیؑ یہ کرتے تھے کہ جہاں زینبؑ آئی، بازوؤں کے بوسے لینے شروع کیے اور روتے جاتے تھی۔

جناب زینبؑ کہتی ہیں: بابا بازو بھی چوم رہے ہیں، رو بھی رہے ہیں۔

تو علیؑ نے کہا: کہ زینبؑ وہ مقام چوم رہا ہوں جہاں ہاتھوں میں رسیاں باندھی جائیں گی......

میں کہتی تھی: بابا کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ ارے جس کے اٹھارہ بھائی ہوں اور ان میں عباسؑ جیسا بھائی!

دربارِ یزید میں داخل ہوئیں۔ بچی کا ایک ہاتھ گلے پر ہے کبھی ایک پاؤں اٹھاتی ہے کبھی دوسرا اٹھاتی ہے۔

یزید نے کہا: اس بچی کے گلے سے رسی کاٹو......شمر آگے بڑھا رسی کاٹنے کے لیے تو سکینہؑ کہتی ہے:

ظالم میری رسی نہ کاٹ میرے بھائی کی ہتھکڑیاں کھول دے۔

میں قربان ہوجاؤں ان بھائی بہنوں کے۔ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے آیا ہے۔ یہ بھاری زیور اس بیمار بھائی سے اٹھ نہیں رہا۔

Presented by www.ziaraat.com

یزید نے سکینہؑ کو قریب بلایا۔ سکینہؑ نے سلام نہیں کیا۔ ایک مرتبہ یزید نے کہا: ہمارے محل سے ہماری بچی کو لے کر آؤ۔ یزید کی پانچ برس کی بچی رملہ کو لایا گیا۔ کنیزوں کے جھرمٹ میں زرق برق لباس پہنے ہوئے جب یزید کی رملہ دربار میں آئی نا! تو سارا دربار تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا۔ یزید بھی تخت سے کھڑا ہوگیا۔

بچی کو بلایا اور حسینؑ کی بچی کھڑی ہے...... سکینہؑ دیکھ رہی ہے...... آگے بڑھا یزید، اپنی بیٹی کو اٹھایا، پیشانی پر پیار کیا۔ اپنے زانو پر بٹھا کر، اپنی بچی کو بوسہ دے کر، سکینہؑ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے سکینہؑ سنا ہے تمہارے باپ تم سے بہت محبت کرتے تھے......

سکینہؑ نے کوئی جواب نہیں دیا......

پھر کہتا ہے: سکینہؑ سکینہؑ...... سکینہؑ نے کوئی جواب نہ دیا......

کہتا ہے: دیکھ محبت تو ایسے کی جاتی ہے جیسے ہم اپنی بیٹی سے کر رہے ہیں۔

سکینہؑ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

لیکن اس کے بعد یزید کہتا ہے: سنا ہے تمہارا باپ امام تھا۔ ہم تو جب جانیں کہ وہ یہاں اعجازِ امامت دکھائے۔ تم سے محبت کی کوئی دلیل پیش کرے۔

سکینہؑ جو خاموش کھڑی تھی جلال کے عالم میں مڑ کر بھائی کو کہتی ہے:

بھیا اب بات امامت تک آ گئی ہے۔ اب میں برداشت نہیں کرسکتی......

دامن پھیلایا کہا: بابا، بابا آ جاؤ بابا!...... سرِ حسینؑ طشت سے اٹھا اور سکینہؑ کی گود میں آ گیا۔

مجلس ہشتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اتحادِ بین المسلمین ہمارا نکتہ نگاہ ہے اور صراطِ مستقیم پر ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ ان مجالس میں جس اندازِ فکر کو ہم اپنی کم مائیگیِ علم اور بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے اذہانِ سامعین تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اتحاد کا راستہ صرف ایک ہے اور وہ راستہ یہ ہے کہ سارے مسلمان صراطِ مستقیم کو پہچانیں۔

اس لیے کہ صراطِ مستقیم دس، بیس راستوں کا نام نہیں ہے ایک ہی راستہ ہے۔ تو راستہ اگر ہمیں مل گیا تو اتحاد بھی خود بخود ہو جائے گا۔

دوسرا اندازِ فکر یہاں یہ ہے کہ اتحاد تک پہنچنے کے لیے اختلاف کو معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ اگر اختلاف پر پردہ ڈال کر اتحاد کیا تو وہ اتحاد قومی اتحاد تو ہوگا، مذہبی، اتحاد نہیں ہوگا۔ یعنی اتحاد کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری یہ ہے کہ اختلافات کو سنجیدگی سے دیکھا جائے اور افہام و تفہیم کے جذبے کے ساتھ سمجھنے اور سمجھانے کے جذبے کے ساتھ ان اختلافات پر نظر کر کے اس منزل کو پایا جائے کہ یہ

Presented by www.ziaraat.com

اختلافات کس طرح رفع ہوسکتے ہیں اور اختلافات دور ہونے کے بعد جو صورت سامنے آئے گی وہ حقیقی اتحاد کی صورت ہوگی۔

اس لیے کہ رجحانات ایک ہوجائیں گے۔ خیالات ایک ہوجائیں گے، میلانات ایک ہوجائیں گے، افکار ایک ہوجائیں اور پاکستان میں اس اتحاد کی بڑی ضرورت ہے اس لیے کہ مصورِ پاکستان نے اس کا تصور دیا اور میری مجبوری یہ ہے جب ہمارے بزرگ محترم ہاشم رضا صاحب یہاں تشریف لے آتے ہیں تو میں خود بخود شاعری کی طرف چلا جاتا ہوں۔

مصورِ پاکستان نے اتحاد کی ضرورت پر شدید زور دیا تھا اس لیے کہ آپ نے کہا تھا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

تو جس نے تصور پاکستان دیا تھا اسی نے تصور اتحاد بھی دیا تھا اور اسی نے اختلافات کی نشاندہی بھی کی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ دین کے اختلاف، ملت کے اختلاف، قوم کے اختلاف، صوبائی اختلاف، زبانی، لسانی اختلاف، عقائد کے اختلاف...... یہ اختلافات معمولی نہیں ہیں۔ یہ اختلافات دراصل خیبر کا قلعہ ہیں اور ان کو دور کرنے کا راستہ بھی علامہ اقبال نے بتایا۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکہ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرِ کرار بھی ہے؟

یعنی دین کے اختلاف کو مسمار کرنے والی کوئی قوت نہیں سوائے حیدرِ کرار کے۔

اقبال نے نشاندہی کر دی نا! کہ علماء کے ذریعے اتحاد نہیں ہوگا۔ تقریروں، کانفرنسوں، اجماع اور شوریٰ کے ذریعے اتحاد نہیں ہوگا...... اتحاد ہوگا تو صرف حیدرِ کرار کے ذریعے ہوگا۔ یعنی اقبال کے نزدیک نکتہ اتحادِ ملت مسلمہ ذاتِ حیدرِ کرار ہے۔

اختلاف کو بیان کرنا مناظرہ نہیں ہے، تبرّیٰ نہیں ہے۔ لوگ نہ مناظرے کے

معنی سمجھتے ہیں نہ تبرّیٰ کے معنی سمجھتے ہیں۔ صرف تبصرہ برائے تبصرہ بات ہوجاتی ہے۔ کہ یہ مناظرہ پڑھتے ہیں، یہ تبرّیٰ پڑھتے ہیں......

ہم کیسے سمجھائیں کہ تبرّیٰ پڑھنے کی چیز نہیں ہے......

اختلاف اگر کوئی بری چیز ہوتی تو "اختلافِ امتی رحمة"

امت کے درمیان اختلاف رحمت ہے......

یعنی آپ غیر اختلافی باتیں کر کے رحمت کے دروازے کیوں بند کر رہے ہیں۔

" اختلاف امتی رحمة" ہم اس حدیث کو کسی کسوٹی پر نہیں کس رہے۔ سرسری گزر رہے ہیں اس حدیث سے۔ اب وہ غلط ہے یا صحیح ہے، اس کا راوی ثقہ ہے یا نہیں۔ علم رجال کی بحث میں، میں نہیں جاتا۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ بہرحال ایک بات سامنے تو آئی۔

حالانکہ حدیث کو پرکھنے کا ایک ہی پیمانہ ہے کہ اسے قرآن کی آیت سے Tally کر کے دیکھ لو۔ مطابقت کر جائے تو حدیث ہے، مطابقت نہ کرے تو حدیث نہیں ہے۔

تو حدیث آئی: میری امت کے درمیان اختلاف رحمت ہے......

آیت نے کہا: نہیں واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولاتفرقوا۔

تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے نہ ہوجاؤ۔

تو حدیث نے یہ کہا، قرآن نے یہ کہا تو حدیث کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

ہر مسلمان کی تمنا: پروردگار ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت فرما۔ ہر مسلمان پانچ وقت کی نماز میں یہی تمنا کر رہا ہے۔ میں سات روز سے یہی تذکرہ کرتا آرہا ہوں کہ صراطِ مستقیم کا کوئی تصور ذہنوں میں ہے یا نہیں اور اگر صراطِ مستقیم ہی آنکھوں سے اوجھل ہے تو پھر تمنا بے معنی...... اگر ساری دنیا کے علماء کوشش کریں تو ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ بتا ہی نہیں سکتے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے...... البتہ قرآن خود بتا رہا ہے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے۔

کہا: صراط الذین انعمت علیهم...... صراطِ مستقیم کیا ہے؟ ان لوگوں کا

Presented by www.ziaraat.com

راستہ جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں یعنی صاحبان نعمت کا راستہ ہے صراطِ مستقیم تو۔

اتنا تو پتہ چل گیا کہ صاحبانِ دولت و اقتدار وتخت وتاج و جمہوریت کا راستہ صراط مستقیم نہیں ہے۔

اب گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ کہ صراطِ مستقیم کو جب قرآن سے پوچھا گیا تو کہا:
انک لتھدی الی صراط مستقیم۔ حبیب تو ہدایت کرتا ہے صراط مستقیم کی۔

کیا ہے صراط مستقیم؟...... صراط اللہ...... اللہ کا راستہ۔

تو پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ صراطِ مستقیم اللہ کا راستہ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ **یٰس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم**

اور تو بے شک رسولوں میں سے ہے...... اور کیوں کہ تو رسولوں میں سے ہے اس لیے تو صراطِ مستقیم پر ہے......

یہ نہیں کہا: **انت مرسل**۔ یعنی تو رسول ہے۔

بلکہ کہا: **انک لمن المرسلین**...... یعنی ذات ختمی مرتبت انبیائے ماسبق سے مِنّیت کی منزل پر ہے۔

تو خاتم النبیّین وہ جو انبیاء ماسلف سے منّیت کی منزل پر ہو اور علیؑ وہ جو خاتم النبیّین سے منّیت کی منزل پر ہو۔ صحیح بخاری میں حدیث:

یا علی انت منی و انامنک۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

تو جب رسول علیٰ صراط مستقیم ہے تو جو منّیت کی منزل پر ہوگا......

منّیت کی منزل وہ ہوتی ہے جہاں کوئی فاصلہ نہ ہو۔ بلافصل کی منزل ہے منّیت اور اس منّیت نبوی کی منزل پر یا علیؑ ہیں یا حسینؑ ہیں یا فاطمہؑ ہیں۔

یٰسین! تو ہے رسولوں میں سے اور تو ہی صراطِ مستقیم پر ہے۔ تو صراطِ مستقیم تو اللہ کا راستہ ہے اس پر کوئی گمراہ تو نہیں ہوسکتا، کوئی مشکوک نہیں ہوسکتا، کوئی جاہل نہیں ہوسکتا، جھوٹ بولنے والا نہیں ہوسکتا، گمراہ ہونے والا نہیں ہوسکتا، گنہگار نہیں ہوسکتا......

چنانچہ ہم حضور سے ہی لیں گے صراطِ مستقیم اور جب ان سے لیں گے تو ان کی سنّت سامنے آئے گی۔ سنّت کے لیے ملت کا حکم ہے کہ صحابہ کرام سے لے لیجیے، ہم کہتے ہیں کہ اہلبیت سے لیجیے۔ اب سب متفق نہیں ایک مسئلہ پر اور سب سے بڑی بات یہ کہ اگر صحابہ کرام سے سنّت رسول لی جائے تو ظاہر ہے کہ صحابہ کی سیرت پر چلنا پڑے گا اور جب صحابہ کی سیرت پر چلیں گے تو **کلھم عدول**...... سارے عادل ہیں۔

تو جب سارے عادل ہیں تو کسی سے بھی سیرت لے لیں۔ تو کم از کم علیؑ ایک اعلیٰ درجے کے صحابی تو ہیں۔ تو جب ہم علیؑ سے سنّت رسول لے رہے ہیں تو ناصبی کیسے ہوگئے، رافضی کیسے ہوگئے، کافر کیسے ہوگئے، جہنمی کیسے ہوگئے؟

سوال یہ ہے کہ ہم صراطِ مستقیم کس سے لیں؟ صحابہ سے تو کس صحابی سے...... کل عرض کر چکا۔ تنہا قرآن سے ہم صراط مستقیم لے نہیں سکتے کیوں کہ قرآن نے تو اپنے سر سے بار اتار کر **الذین انعمت علیھم** پر رکھ دیا۔

اب تلاش ہے "الذین" کی...... اور بحث جاری ہے حروفِ مقطعات کی تو اگر قرآن سے لیں تو پھر قرآن کس سے لیں، علمِ قرآن کس سے لیں۔ مسئلہ پوچھنے والوں سے یا مسئلے کا حل بتانے والوں سے؟

جلال الدین سیوطی نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ جنہوں نے قرآن کافی سمجھا تھا ان سے پوچھا گیا کہ اس آیت کا مطلب بتا دیجیے تو فرماتے ہیں: کس تکلف میں پڑ گئے ہو (یہی لفظ ہیں) بھئی جو واضح واضح آیات ہیں انہیں پڑھو اور عمل کرو۔ مشکل آیات میں مت جاؤ اس لیے کہ ہم مشکل میں پھنس جائیں گے...... ہاں جب ہم مشکل میں پھنس جاتے ہیں تو مشکل کشا کا آستانہ نظر آتا ہے...... یہی تو ہم کہہ رہے ہیں جو دنیاوی مشکلوں میں کام نہیں آسکتے وہ پل صراط سے کیسے گزاریں گے۔ یہ ہیں مُبلّغ علم قرآن۔

شبلی نعمانی نے جہاں قرآن جمع کرنے کی تعریف کی وہاں فرماتے ہیں:

مسجد میں اعلان کیا گیا کہ جسے جو آیت یاد ہو وہ لے آئے اور ساتھ میں دو گواہ

Presented by www.ziaraat.com

بھی لے آئے جو تصدیق کریں کہ یہ آیت ہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔

شبلی تو اتنا کہہ کر چپ ہو گئے لیکن ہم نے سجدے کیے علم ولایت پر، علوم آلِ محمدؐ پر...... شبلی اپنے ممدوح کے لیے کیا کہہ رہے ہیں آپ نے دیکھا!......

اعلان کیا گیا کہ جو آیت لائے وہ ساتھ میں دو گواہ بھی لائے تو معلوم ہوا کہ جمع کرنے والے کا مبلغ علم اتنا بھی نہیں تھا کہ وہ آیت اور غیر آیت میں تمیز کر سکتے؟

آیت کیا ہے غیر آیت کیا ہے ......! اب گواہوں پر رہ گئیں آیتیں!!...... حکم دیا کہ تفسیر مت کرو۔ بس قرآن پڑھو۔ یہ رہ گیا علم قرآن!......

ایک عرصہ تک حکماً تفسیر پر پابندی رہی۔ ایک صاحب نے تفسیر کی بھی تو ان کے کوڑے لگے۔ لیکن کیونکہ حکم منطقی نہیں تھا...... Rational نہیں تھا اس لیے تفسیریں آئیں سامنے۔ مگر تفسیریں جب وارثانِ قرآن سے ہٹ کر کی گئیں تو اُمّی کے معنی ہوئے ill-litrate

هو الذی بعث فی الامیین رسول منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم
ویعلموهم الکتاب والحکمة (سورہ جمعہ)

یعنی اللہ نے جاہلوں میں ایک جاہل کو بھیجا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ......

تو ان میں کوئی قرآن کا ترجمہ کرنے کا اہل نہیں ہے۔ تفسیر تو بہت دور کی بات ہے...... جب تفسیر کرنے بیٹھے

الم یجدک یتیماً فاویٰ (سورۂ ضحیٰ) ہم نے تجھے۔ یتیم پایا تو تجھے پناہ دی۔

و وجدک ضالاً فهدیٰ اب تفسیریں دیکھیں۔ ہم نے تجھے گمراہ پایا پھر ہدایت کی۔

تو قرآن کے لفظوں کے معنی جب ڈکشنری سے لیں گے تو یہی نتیجہ نکلے گا نا!

اور تفسیری نوٹ کیا لکھتے ہیں "ووجدک ضالا فهدیٰ" ہم نے تجھے گمراہ پایا تو تیری ہدایت کی۔ تو سوچنا پڑے گا نا کہ پیغمبر اسلام معاذ اللہ گمراہ۔ تو جو خود گمراہ

ہو؟...... پھر یہ علیٰ صراط مستقیم کیا؟......

جو خود گم کردہ راہ ہو وہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کیسے کرے گا۔ اب اس میں کوئی ٹائم تو نہیں بتایا نا کہ کتنے عرصے گمراہ رہا۔ لیکن تفسیر یہی بیان کی گئی۔ بات اسی منزل پر لائی گئی۔ کہ ہم نے تجھے گمراہ پایا کیوں کہ؟ "ضلّ" کے معنی لیے گئے گمراہ کے۔ تو اگر میں اس ترجمہ کو تسلیم کرلوں تو کچھ عرصے تو پیغمبر کی گمراہی کو تسلیم کرنا پڑے گا نا! اور ہم اس نبی کو نہیں مانتے جو ایک لمحے کے لیے بھی گمراہی کی نجاست سے آلودہ رہا ہو۔

"ضالاً" کا ترجمہ کیا گیا گمراہی۔ حالانکہ "ضالاً" مشتق ہے ضال سے اور یہ لفظ قرآن میں ۹۵ مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ گمراہی کے معنوں میں بھی ہے، راہ بھولنے کے معنوں میں بھی ہے۔ لیکن یاد رکھیے کہ قرآن کا طرزِ استدلال یہ ہے کہ جب کافروں کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا تو گمراہی کے معنوں میں آئے گا لیکن اگر معصوم سے نسبت دی جائے تو وہ صفت ممدوحہ میں آئے گا صفت مذموعہ میں نہیں آئے گا۔

جب جناب موسیٰؑ داخل ہوئے شہر میں فرعون کے اور اس نے پوچھا تم نے اس قبطی کو کیوں قتل کیا تو جناب موسیٰ نے کہا: انامن الضالین تو کیا ترجمہ کریں گے؟ جناب موسیٰ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں گمراہ ہو گیا تھا؟...... نہیں بلکہ جناب موسیٰؑ نے یہ کہا کہ میں تمہارے شہر کے راستوں سے واقف نہیں تھا...... میں راستہ بھول کر تیرے شہر میں داخل ہو گیا تھا تو راستہ بھول جانا گمراہی نہیں ہے...... اگر آپ ڈیفنس آتے ہوئے راستہ بھول جائیں تو یہ گمراہی نہیں ہے۔ تو راستہ بھول جانا نہ عیب ہے نہ گمراہی ہے نہ توہین ہے۔ گمراہی وہ ہے جہاں صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے۔ آپ نے دیکھا کہ آلِ محمدؐ سے ہٹ کر جب قرآن کا ترجمہ یا تفسیر کی گئی تو نتیجہ یہ نکلا......

انافتحنا لک فتحاً مبیناً۔ (سورۂ فتح آیت ۱) (اے حبیب) کیا ہم نے آپ کو کھلی ہوئی روشن فتح نصیب نہیں کی؟

لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر (سورۂ فتح آیت ۲)۔

Presented by www.ziaraat.com

اب ترجمہ دیکھیں کیا اللہ نے تمہارے سابقہ گناہ معاف نہیں کردیئے جو ہجرت سے پہلے تھے اور ہجرت کے بعد تھے......

اس آیت کی روشنی میں پیغمبر کو گنہگار بھی ثابت کیا گیا۔ ''ذنب'' کا ترجمہ کیا گیا ''گناہ'' اور یہ لفظ ''ذنب'' قرآن مجید میں ۳۹ مقامات پر آیا ہے۔ لیکن ''ذنب'' کے معنی صرف گناہ کے ہی نہیں ہیں۔ اسی لیے تو قرآن نے بار بار کہا۔

ولاتتفکرون، ولا تتدبرون، ولا تعقلون۔

تم تفکر کیوں نہیں کرتے، تم تدبر کیوں نہیں کرتے۔

تم غور وفکر کیوں نہیں کرتے آیات قرآنی میں؟...... تو ''ذنب'' دو معنی میں استعمال ہوا ہے ''ذنب'' بمعنی گناہ بھی ہے اور ''ذنب'' بمعنی اتہام بھی ہے جیسا کہ جناب موسیٰؑ نے کہا فرعون کے دربار میں (سورہ شوریٰؑ کی ۱۴ ویں آیت)

ولھم عَلَیّ ذنب فاخاف ان یقتلون......

ان لوگوں نے مجھ پر اتہام لگایا ہے کہ میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے تو یہ الزام فرعونیوں نے لگایا ہے...

فرعونیوں نے الزام لگایا تھا یا واقعی قتل کیا تھا؟ اگر قتل ناحق کیا تھا تو اللہ نے سزا کیا دی اللہ کا قانون تو سب کے لیے ہے نا! لیکن جناب موسیٰؑ خود کہہ رہے ہیں: انہوں نے مجھ پر اتہام لگایا ہے کہ میں نے ان کے قبطی کو ناحق قتل کر دیا اس لیے مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ تو میاں جب ''ذنب'' آیا نبی کے لیئے تو اتہام کے معنیٰ میں آیا۔ گنہگاروں کے لیے جب آئے گا تو گناہ کے معنوں میں آئے گا۔

اب پھر آیئے سورہ فتح کی طرف

انافتحنالک فتحا مبینا...... لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ کیا اللہ نے تم پر سے وہ اتہام نہیں دھو دیئے جو کافروں نے تم پر لگائے تھے۔

دیکھئے جب ملّت نے اپنی طرف سے قرآن کا ترجمہ کرنا شروع کیا تو پیغمبر

گنہگار ثابت ہوا لیکن جب امام نے آیت کی تفسیر کی تو معلوم ہوا کہ لفظ معنی بدل دیتا ہے۔ لفظ جب ممدوح کی طرف جائے تو کچھ اور معنی ہوتے ہیں جب مغضوب کی طرف جائے تو کچھ اور معنی ہوتے ہیں۔

اس کو ایک اور طریقہ سے سمجھیں۔

انی جاعل فی الارض خلیفه۔ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

یعنی جب اللہ نے لفظ خلیفہ کا استعمال کیا تو وہ خلیفہ مسجود ملائکہ قرار پایا اور جب ملت نے اس لفظ کو ہر ایک کے ساتھ استعمال کرنا شروع کیا تو مشیّت نے بھی لفظ کے معنیٰ بدل دیئے۔ ہٹاؤ تم لفظ کو اپنے مرکز سے تو میں بھی ہر حجامت بنانے والے کو خلیفہ نہ بنا دوں!

''ذنب'' کے معنی گناہ گار لیئے گئے تو پیغمبر کو گنہگار بھی ثابت کرتے ہو، اپنا جیسا بھی ثابت کرتے ہو، معاذ اللہ سینے کا آپریشن کر کے غلاظت بھی نکالتے ہو۔ سینے کو نور سے بھی بھرتے ہو۔ مانتے بھی ہو۔ نہیں بھی مانتے۔

تو خدا کہتا ہے ہم نے تم پر کافروں کے لگائے ہوئے اتہامات کو دھو دیا۔ تمہیں جادوگر کہتے تھے۔ اتہام تھا نا! مجنون کہتے تھے، دیوانہ کہتے تھے۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ کافروں کی نظر میں رسول اللہ کا سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ وہ ان کے تین سو ساٹھ بتوں کو برا کہتے تھے۔ برا کہنے ہی سے تو کافروں کو چڑ ہوئی تھی اور جب برا کہا جائے بروں کو تو کافر اتہام لگاتے ہیں!

سارے علماء نے لکھا ہے کہ صلح فتح نازل ہوا ہے صلح حدیبیہ کے نتیجے میں۔ جب ہی تو خدائے تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے تمہیں فتح مبین عطا کی اور وہ سارے اتہام دھو دیئے جو غیر بھی لگا رہے تھے، اپنے بھی لگا رہے تھے۔ بھئی کہا نا صلح حدیبیہ میں:

کیا آپ رسول نہیں ہیں؟...... اتہام تھا نا! سب سے بڑا اتہام تھا پیغمبر پر۔

یہ ساری خشک گفتگو میں نے اپنے مزاج سے ہٹ کر اس لیئے کی ہے کہ ہمیں

Presented by www.ziaraat.com

آئندہ گفتگو میں مسئلے کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

تو اللہ کا راستہ صراطِ مستقیم۔ پیغمبر کا راستہ صراط مستقیم۔ قرآن نے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کی ہے۔ لیکن بتایا ہے کہ وہ "الذین" کا راستہ ہے کہ جن پر اللہ نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں...... قرآن سے (صراطِ مستقیم) اس لیے نہیں لے سکتے کہ قرآن سب کو معنی نہیں بتاتا۔ تو پھر اب کس سے صراطِ مستقیم لیں؟

پھر قرآن کہتا ہے: ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ (سورۂ فاطر آیت ۳۲)

عصمت کی منزل ہے۔ صراطِ مستقیم کن سے لیں؟

ان چنے ہوئے برگزیدہ بندوں سے جو راسخون فی علم قرآن ہیں۔ جنہیں وارث بنایا گیا ہے قرآن کا۔ جنہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ کہیں:

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔

جو چاہو پوچھو اس سے پہلے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔

تو یہ وہ برگزیدہ بندے ہیں جنہیں وارث بنایا گیا تھا قرآن کا...... وہ مسئلہ پوچھنے نہیں جائیں گے بلکہ مسئلہ بتانے کے لیے ہر وقت آمادہ رہیں گے۔

تو راسخون فی علم قرآن، وارثِ کتاب یہ ہیں جو بتائیں گے کہ صراطِ مسقیم کیا ہے بلکہ ان ہی کے نقش قدم پر صراط مستقیم ہے۔

کن کا راستہ ہے صراطِ مستقیم؟

ان انعمت علیھم کے مصداق لوگوں کا راستہ جن پر نہ غضب نازل ہوا نہ وہ گمراہ ہوئے۔ عام طور پر ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ پروردگار چلا ہمیں ان کے راستے پر جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں نہ کہ ان کے راستے پر جن پر تو غضب ناک ہوا اور جو گمراہ ہوئے یہ "نہ کہ" کہاں سے آ گیا؟ .....

حالانکہ یہاں کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب

ان صاحبانِ نعمت کا راستہ جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا نہ وہ گمراہ ہوئے......

تو صراطِ مستقیم ان کا راستہ ہے نہ اللہ کا غضب نازل ہوا نہ وہ گمراہ ہوئے۔ تو جب نہ غضب نازل ہوا نہ گمراہی ہوئے تو کیا ہوئے؟ غضب نازل کب ہوتا ہے جب کوئی گناہ کرے، گمراہ کب ہوتا ہے جب کوئی جاہل ہو۔ تو فلسفہ عصمت کیا ہوا کرتا ہے۔

اسی کو تو ہم کہتے ہیں کہ صراط مستقیم گنہگاروں سے نہیں لی جائے گی۔ بلکہ ان سے لی جائے گی۔

جو الذین انعمت علیھم ہیں۔

جو غیر المغضوب ہیں۔

جو ضالّین نہیں ہیں۔

جن کا اوّل بھی محمدؐ، آخر بھی محمدؐ، اوسط بھی محمدؐ یہ ہے ان کا راستہ......

"مغضوب" اور "ضالین" ایک ہی لفظ کی Repeatition نہیں ہے،

ایک ہی معنی کے لفظ نہیں ہیں جیسا کہ تفہیم القرآن لکھنے والوں نے کہا کہ رحمان ورحیم ایک ہی چیز ہے۔

ایسے ہی ایک تفسیر آئی یہ مغضوب اور ضالّین ایک ہی چیز ہے..... نہیں بلکہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں کہتے ہیں مغضوب وہ ہیں کہ جو ایمان لانے کے بعد انکار کر گئے۔ جو ایمان لانے کے بعد گمراہ ہو گئے۔ جو جاننے کے بعد پہچانتے نہیں......

مغضوب وہ ہیں، غضب کن پر نازل ہوا، کہ جن پر ایمان تو آیا لیکن اس کے بعد وہ پھر گمراہ ہو گئے۔

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادو کفراً (سورۂ نساء آیت ۱۳۷)۔

جو لوگ ایمان لائے (معلوم ہوا کہ یہ آیت آلِ محمدؑ کے لیے تو ہے ہی نہیں یہ تو

Presented by www.ziaraat.com

ان کے لیے ہے جو حالت کفر میں تھے پھر ایمان لائے)...... پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے پھر کفر کیا (تو تیئس (۲۳) برس میں کتنی مرتبہ کفر کیا؟) پھر ان کا کفر بڑھتا ہی رہا......تو جب ہی تو میں کہتا ہوں کہ کیوں چودہ سو برس سے اس بحث میں پڑے ہوئے ہو کہ پہلے کون ایمان لایا۔ سوال یہ نہیں ہے کہ پہلے کون ایمان لایا۔ سوال یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد کس کی موت ایمان پر واقع ہوئی۔

جو لوگ پہلے کافر تھے وہ مسلمان ہوئے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لے آئے پھر کافر ہوگئے مگر اب جو کافر ہوئے تو مہلت ہی نہیں ملی۔ دوبارہ ایمان لانے کی۔

ثم ازدادو کفراً۔ پھر اس کے بعد ان کے کفر میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ تو کیا تشریح کریں گے علمائے کرام، کیا تفسیر کریں گے اس کی اس لیئے کہ تین دفعہ کفر ہے۔

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

کس سے پوچھو گے۔ جن سے پوچھو گے وہ بتائیں گے ہی نہیں۔ لیکن آلِ محمدؐ کہ انہیں بتانے کا حق ہے اس لیے کہ

ولا یحیطون بشی الا بما شاء بس یہی ہیں معصوم......

کوئی اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ جنہیں وہ چاہے۔

تو بتایئے اس کی تشریح کیا ہوگی......؟ کافر تھے، ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے......پھر کفر کیا ثم ازداد و کفراً

یہاں یہ تو ثابت ہوگیا کہ اب جو کفر کیا تو موت کفر پر ہی واقع ہوئی......

اس آیت کی تشریح کیا ہے۔ خدا کی قسم! اگر آلِ محمدؐ سے نہ پوچھیں تو کوئی اس آیت کی تشریح نہیں کرسکتا۔ لطیف اشارہ کرتے ہوئے گزروں گا۔

کافر تھے ایمان لے آئے پھر میدان سے ہٹے، ثم کفروا۔

محدث دہلوی نے لکھا۔ پیغمبر اسلام نے پوچھا یا علیؑ جب سب چلے گئے تھے تو تم

کیوں نہیں گئے۔

تو علی ابن ابی طالب نے کہا: یا رسول اللہ کیا ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیتا۔

اگر علیؑ کا یہ جملہ بہت زیادہ سخت تھا تو پیغمبر اسلام کو علیؑ کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا چاہیئے تھا۔ ''علیؑ کیا کہہ رہے ہو؟''......سخت جملہ تھا نا......

وہ میدان سے گئے ہیں۔ ایمان سے تو نہیں گئے۔ لیکن پیغمبر کی خاموشی علیؑ کے قول کی تائید کر رہی ہے۔ یہ تو ہوئی روایت اب آپ کہیں گے آیت سے بتاؤ قرآن سے پوچھیں نا کیسے کافر ہوگئے......

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ و یغفر لکم ذنو بکم واللّٰہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لایحب الکافرین۔

(آل عمران آیت ۳۱۔۳۲)

ان سے کہو کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے رسول کا اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کہو کہ اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اگر کسی نے پشت دکھائی......

فان تولوا پشت دکھانا۔ نافرمانی کرنا، پیغمبر کو تنہا چھوڑنا...... تو بہ تحقیق اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا...... کوئی confusion تو نہیں ذہن میں؟...... ایک کفر تو ثابت ہوا......تین کفر ہیں نا!

کافر تھے ایمان لائے پھر میدان سے ہٹے کافر ہوگئے۔ پھر معافی مانگ لی۔

ثم آمنوا۔ پھر ایمان لے آئے
ثم کفروا۔ پھر صلح میں شک کیا۔

ثم آمنوا پھر معافی مانگ لی...... کیا کہنا رحمت اللعالمین کی عفو درگزر کے۔ پھر معاف کر دیا اس لیے کہ غلطی تھی گستاخی نہیں تھی......

پوری تقریر قربان اس آخری جملے پر...... غلطی بھی گستاخی نہیں تھی انکار نہیں تھا اس لیئے ثم آمنوا پھر معاف کر دیے گئے پھر صاحب ایمان بن گئے لیکن پھر قرآن...... کہتا ہے۔

ثم کفروا ثم ازدادو کفراً۔

اب غلطی نہیں کی اب تو گستاخی کر کے کہا: انّ رجلٌ ھذنا۔ حسبنا کتاب اللہ۔

اور پیغمبر اسلام نے کیا کہا اس کے جواب میں؟...... معاف نہیں کیا:

قوموا عنی۔ چلے جاؤ...... چلے گئے۔

اب پیغمبر اسلام کا انتقال ہوگیا۔ معافی کا خانہ بھی بند۔ ثم ازداوو کفراً۔

تو پیغمبر نے جب کہہ دیا چلے جاؤ یہاں سے تو پیغمبر کا راستہ اور ہوگیا۔ جانے والوں کا راستہ اور ہوگیا۔ اب بتاؤ کہ نکلنے والوں کا راستہ لوگے یا نکالنے والے کا راستہ لوگے۔ نکلنے والوں کا راستہ صراط مستقیم ہے یا نکالنے والوں کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔

اس لیئے کہ جب قرآن مجید نے کہا کہ تو صراطِ مستقیم پر ہے تو صحت میں ہے جب بھی صراطِ مستقیم پر ہے۔ مرض میں ہے تب بھی صراطِ مستقیم پر، بستر پر ہے تب بھی صراطِ مستقیم پر۔ (زندگی کی ہر کیفیت میں میرا نبی صراطِ مستقیم پر ہے...... کیا کہا تھا پیغمبر کے ہوش وحواس ٹھیک نہیں۔ ....)

حسینؑ بہت چھوٹے تھے سن رہے تھے، کہا: یہ گستاخی میرے نانا کے حضور!

حسینؑ نے اسی دن قسم کھائی تھی:

نانا! مجھے بھی قسم ہے آپ کی خلافت کی، آپ کی نبوت کی۔ آپ کے عصمتِ تکلم کی کہ اگر اس اتہام کا جواب کربلا میں نہ دوں تو مجھے اپنا نواسہ نہ کہنا...... میں دھوؤں گا اس اتہام کو۔

حسینؑ نے کربلا میں قربانیاں دی ہیں لیکن ایک عمل ایسا تھا جس کے کرنے کے حسینؑ پابند نہیں تھے۔ محضرنامے میں لکھا ہوا نہیں تھا۔ کہ نوکِ نیزہ پر جا کر قرآن پڑھنا۔

یہ حسینؑ نے اپنی طرف سے کیوں کیا؟...... مجبور تو نہیں تھے حسینؑ۔ یہ اس لیئے

کہ گزر جانے والی تاریخوں پر اور آنے والے انسانوں پر بلکہ یوں کہوں کہ ابوطالبؑ کے شریف خون نے قرآن کی تلاوت نیزے پر کر کے بتلایا کہ:

اے میرے نانا کا کلمہ پڑھنے والو! اس نانا کا نواسہ بہتر (۷۲) لاشیں اٹھا کر۔ گلا کٹا کر۔ نوک نیزہ پر پہنچنے کے بعد بھی قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے تو اس نواسے کا نانا معمولی سے بخار۔ میں ہوش وحواس کیسے کھو سکتا ہے۔

حسینؑ کی معراج فکر نہیں رسولؐ کی معراجِ فکر۔ رسالت مآب سے خطاب کر کے جوش کہتا ہے کہ یا رسول اللہ۔

یہ انی پر سر نہیں تیری انا کا سانچ ہے
کربلا تیرے نظام فکر کی معراج ہے

جب یزیدی نظام تیرے نظام کو کچلنے پر آمادہ تھا تو حسینؑ نے بڑھ کر یزیدیت کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔ آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔

ایسے میں اک غبار اٹھا زرنگار کا
پردہ ہٹا فضا سے، ہوا چاک، پھٹ گیا
خوشبوئے مصطفیٰ سے مہکنے لگی فضا
دیکھا کہ آرہا ہے خداوند کربلا
دشتِ خزاں میں رنگ بہاراں لیے ہوئے
زہراؑ کے گل رخوں کا گلستاں لیے ہوئے
بنت علیؑ کی شعلہ زبانی کیے ہوئے
عباسؑ کے لہو کی روانی لیے ہوئے
اکبرؑ کی نارسیدہ جوانی لیے ہوئے
اصغرؑ کی پیاس تیر کا پانی لیے ہوئے
اشکوں یہ زلف صبر کا سایہ کیے ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

انفاس میں رسولؐ کی خوشبو لیے ہوئے

میرے نانا کے دین، تو سلامت رہے گا۔ میرے نانا کے اسلام، تو سلامت رہے گا۔ میرے نانا کا کلمہ رہے گا۔ خطیب آلِ محمد مولانا اظہر حسین زیدی بہت اچھا جملہ کہتے ہیں: نام بچا اللہ کا کلمہ بچا رسول اللہ کا اور بے پردہ ہوگئیں ابوطالبؑ کی بیٹیاں...... زینبؑ کا پردہ، سکینہؑ کے تمانچے۔ سیّد سجادؑ کی ہتھکڑیاں۔

خدا کی قسم روتے اسی منزل کو ہیں۔ ہم کیا کریں دنیا کہتی ہے تم روتے کیوں ہو۔ ہم کہتے ہیں تم یہ کیوں نہیں کہتے: شیعو! تم مر کیوں نہیں جاتے۔ تم زندہ کیوں ہو۔

سیّد سجاد چالیس برس اسی حادثے کو روتے رہے۔ کوفہ کے بازار میں داخلہ ہوا۔ درودیوارِ کوفہ کو شہزادی زینبؑ نے دیکھا۔

سیّد سجادؑ کو بلا کر کہتی ہیں: بیٹا یہ کوفہ ہے نا!...... وہی کوفہ جہاں میں کبھی شہزادی بن کر آئی تھی؟

کہا: ہاں پھوپھی اماں!...... کہا: وہی کوفہ جہاں میرا بابا حکومت کیا کرتا تھا۔

کہا: پھوپھی اماں وہی کوفہ۔

کہا: بیٹا وہی کوفہ کہ جس کی سرحد پر جب میری سواری پہنچی تھی تو بابا علی مرتضیٰ استقبال کے لیے آئے تھے۔

کہا: پھوپھی امّاں وہی کوفہ ہے......

کہا: وہی کوفہ کہ بابا نے محمل کا پردہ اٹھا کر پوچھا تھا: زینبؑ راستے میں کوئی زحمت تو نہیں ہوئی......

تو میں نے کہا تھا: زحمت اور مجھے! بابا جس بہن کے اٹھارہ بھائی موجود ہوں۔ عباسؑ جیسا بھائی ہو۔

کہا: ہاں پھوپھی امّاں وہی کوفہ ہے۔

اب جناب زینبؑ کہتی ہیں: بیٹا! شمر سے کہہ دو ہمیں کسی اور راستے سے لے

جائے۔ مجھے شرم آتی ہے ان دیواروں سے گزرتے ہوئے۔ ارے جن درودیوار نے مجھے شہزادی کے روپ میں دیکھا ہے وہاں سے قیدی بن کے گزروں گی۔

سیّد سجادؑ نے شمر کو بلایا۔ شمر قریب آیا۔

سید سجادؑ نے کہا: شمر میری پھوپھی کہتی ہیں ہمیں کسی اور راستے سے لے جا......

پتہ ہے شمر نے زبان سے جواب نہیں دیا۔ تازیانہ اٹھایا۔ ادھر تازیانہ فضا میں لہرایا اور اِدھر شہزادی زینبؑ کو جلال آیا اور کہا خبردار شمر! کیا ہمیں بالکل لاوارث سمجھ لیا؟...... اگر عباسؑ ہمارے سروں پر نہیں رہا تو ہمیں بالکل مجبور سمجھ لیا۔

شمر جا میں کہہ رہی ہوں نہیں جاؤں گی بازار سے۔

شمر کہتا ہے: تمہیں بازار سے جانا ہوگا۔ جناب زینبؑ کہتی ہیں۔

عباسؑ کی غیرت کی قسم نہیں جاؤں گی بازار سے کوفہ کا بازار لرز رہا ہے۔

علیؑ کی بیٹی کو جلال آ گیا ہے: کہہ جو دیا نہیں جاؤں گی بازار سے۔

کہا: زینبؑ تمہیں بازار سے جانا پڑے گا۔ ہم نے تو بازار سجائے ہیں۔

علیؑ کی بیٹی کہتی ہے: دیکھ اگر زیادہ ضد کی تو ابھی سر کے بال کھولوں گی اور یہ کہہ کر جناب زینبؑ نے کہا: سکینہؑ ذرا اپنے ننھے ننھے ہاتھ بلند کرو میں یہ دعا کرتی ہوں تم آمین کہنا۔ سکینہؑ نے ہاتھ بلند کیے۔

کہ ایک مرتبہ سید سجادؑ ہتھکڑیاں سنبھالے ہوئے بیڑیاں اٹھائے ہوئے۔

پھوپھی کے پاس آئے: پھوپھی امّاں یہ دعا کرنے سے نہیں روکتا لیکن ذرا بابا کے کٹے ہوئے سر پر نظر ڈالو۔

زینبؑ نے دیکھا حسینؑ کے آنسو بہہ رہے تھے۔

سرِ حسینؑ سے آواز آرہی تھی۔ چلی جاؤ۔

زینبؑ نے کہا: اچھا شمر جہاں سے لے جاتا ہے لے جا۔ جو میرے بھائی کی رضا۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس نہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ
اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ
الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ

صراط مستقیم اللہ کا راستہ ہے اور یہی راستہ نجات کا راستہ ہے۔ اسی کی طرف قرآن اور وارث قرآن نے نشاندہی کی ہے۔

ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله (انعام آیت ۱۵۳)۔

یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو تم سب اس کا اتباع کرو۔ دیکھو مختلف راستوں کی پیروی نہ کرنا ورنہ تم سبیل الٰہی، اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔

ارشادِ پیغمبر ہے کہ میرا راستہ سیدھا راستہ ہے اور اس کے سوا جتنے راستے ہیں ان پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ اس سیدھے راستے سے جتنے راستے نکالے گئے ہیں ان پر شیطان بیٹھا ہے اور وہ کہہ کر بھی یہی چلا تھا کہ میں تیری صراطِ مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور وہیں سے اغوا کروں گا۔

صراط سے ہم منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں تو ابلیس ہمیں راستے پر چلنے ہی نہیں دیتا راستے سے اغوا کر کے اِدھر اُدھر کے راستوں پر لگا دیتا ہے۔

فبعزتک لاغوینهم اجمعین (سورہ ص۔ آیت ۸۲)

تیری عزت کی قسم ان سب کو بہکاؤں گا۔

"**اجمعین**" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سب کو بہکاؤں گا۔

ارشاد خداوندی ہوا: **فخرج منها فانک رجیم (آیت ۷۷)**

نکل جا تو مردود ہو گیا۔

لیکن بارگاہ سے نکلنے کے بعد بھی اللہ کی ربوبیت میں شک نہیں کرتا۔ نہ اللہ پر نہ اس کی وحدانیت پر...... ایک کردار تو ہے نا! منفی ہی سہی...... تیری عزت کی قسم میں سب کو بہکاؤں گا لیکن جو تیرے خالص بندے ہیں۔

الا عبادک منهم المخلصین (آیت ۸۳)

سوائے تیرے مخلص بندوں کے......

یہ بات کب ہو رہی ہے۔ ابھی تو آدمؑ پیدا ہوئے ہیں۔ ابھی تو آدم ابوالبشر ابتدائی مراحل طے کر رہے ہیں۔ ابھی تو اور بندے پیدا بھی نہیں ہوئے تو ابلیس کن کو دیکھ کر کہہ رہا ہے۔ "ان کو نہیں بہکاؤں گا۔"......

میں ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا، جا ہی نہیں سکتا۔

ابلیس نے خود Surrender کیا۔ شیطان ہے مگر ان کے مقابلے پر نہیں آتا۔ ابلیس ہے، شیطان ہے، مردود ہے رجیم ہے...... راندۂ درگاہ ہے مگر کہتا ہے یہ میری شرافت شیطنیت کے خلاف ہے...... Surrender کیا تا ان کے سامنے!......

انہیں نہیں بہکا سکتا...... باقی سب کو بہکاؤں گا۔

ساری تاریخیں دیکھ ڈالو۔ تخلیق آدم سے آج تک کہ شیطان سب کے پاس آیا۔ لیکن کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ شیطان آلِ محمدؐ کے پاس آیا۔ آدمؑ کے پاس یہ نہ جاتا تو جنت سے آتے کیوں؟...... حوا کے پاس بھی گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ کے پاس بھی گیا۔ نوحؑ اور لوطؑ کی زوجہ کے پاس بھی گیا اور ازداج کے پاس بھی گیا۔ یعنی

Presented by www.ziaraat.com

انبیاء کے گھروں میں گیا نا! جب گیا تو گھر والیوں کو بہکایا۔

لیکن پیغمبرؐ اسلام کے پاس، علیؑ مرتضٰی کے پاس، اہلبیت کے پاس کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آیا ہو، جب آتا نہیں، بہکا نہیں سکتا، جب بہکا نہیں سکتا تو دل میں وسوسہ نہیں آتا۔ جب دل میں وسوسہ نہیں آتا تو گناہ نہیں ہوتا۔ جب گناہ نہیں ہوسکتا تو گمراہ نہیں ہوسکتے۔ جب گمراہ نہیں ہوسکتے تو صراطِ مستقیم ان ہی کا راستہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم معصوم کا راستہ ہے۔

ہر بندہ تمنا کرتا ہے اھدنا الصراط المستقیم

پروردگار ہمیں قائم رکھ صراطِ مستقیم پر اور ابلیس نے کہا:

میں نہیں آؤں گا ان کے مقابلے پر اور قیامت کے دن پروردگار میں تجھ سے کہہ دوں گا کہ کچھ بھی مجھ سزا دے مگر میں نہیں آیا ان کے مقابلے پر..... مالک تو عادل ہے فیصلہ دے میں تو نہیں آیا ان کے مقابلے پر۔

جب آیا نہیں تو وسوسہ نہیں ڈالا۔ جب وسوسہ نہیں ہوا تو گناہ سرزد نہیں ہوا۔ جب گناہ نہیں ہوا تو پیغمبر کو گنہگار کیوں لکھ دیا؟ جب پیغمبر کے پاس آ ہی نہیں سکتا تو پیغمبر گمراہ کیسے ہوں گے۔ پھر کیوں اس کی تشریح کرتے ہو کہ

الم یجدک یتیماً فاویٰ و وجدک ضالاً فھدیٰ۔

کیا ہم نے تجھے یتیم نہیں پایا کہ پناہ دی کیا ہم نے (معاذ اللہ) تجھے گمراہ نہیں پایا کہ تیری ہدایت کی...... تو پیغمبر کب گمراہ تھا؟ اور جب وہ گمراہ تھا تو کیا تھا؟.....

اتحاد بین المسلمین تو مرکزِ نبوت پر ہوگا۔ مرکز تو نبوت ہے نا! میں روایت نہیں پڑھ رہا میں مناظرہ کی گفتگو نہیں کر رہا۔ صرف قرآن سے اور تمام مسلمانوں سے پوچھ رہا ہوں کہ جب تک وہ "ضال" تھا تو کیا تھا؟..... جواب دیجیئے نا!.....

دیکھیں اگر گمراہ تھا تو کب اس کی ہدایت ہوئی۔

ہم سمجھتے ہیں، ہم پس منظر کو جانتے ہیں۔ کہ یہ عقائد قائم کیوں کیے گئے یہ ساری

اپنی برائیاں پیغمبر کے کھاتے میں کیوں ڈالی گئیں۔ اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم تو چالیس برس بعد مسلمان ہوئے ہیں لاؤ پیغمبر کو بھی چالیس برس کے بعد نبی بناؤ..... ہم اتنے برس گمراہ رہے اس لیے پیغمبر کے لیئے بھی تشریح یہی کر دو۔

کیوں کہ "ضال" کے معنی تو گمراہ کے ہیں..... اور کوئی معنی ہی نہیں؟.....

جیسا کہ میں نے عرض کیا قرآن مجید میں ۹۱ مرتبہ "ضال" آیا ہے لیکن کیا گمراہی کے معنوں میں؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ جب قرآن کے کسی بھی لفظ کے معنی آپ لغت سے لیں گے تو نہ نبوت محفوظ رہے گی نہ توحید محفوظ رہے گی۔ پڑھوں قرآن کی آیت۔

ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین! (سورۂ آل عمران آیت ۵۴)

کرو لغت سے ترجمہ..... انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا اور (معاذ اللہ۔ معاذ اللہ) اللہ سب سے بڑا مکار ہے۔

نقل، کفر کفر نہ باشد...... لغت سے ترجمہ تو یہی ہوگا..... اگر آپ اللہ کو مکار تسلیم کرلیں گے تو پھر میں نبی کو "ضال" یعنی گمراہ تسلیم کرلوں گا۔

صفت اچھی ہو یا بری اس کی اپنی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، موصوف سے منطبق ہو جب صفت تو معنی دیتی ہے اور ہم نے فیصلہ کیا جب قرآن میں قبیح لفظ کافروں، یہودیوں، بنی اسرائیل، قوم عاد وثمود جب ان کے لیئے لفظ استعمال ہوا تو مکر کے معنی عیاری ہیں لیکن جب اللہ نے اپنے آپ کو "خیر الماکرین" کہا تو اس کے معنی عیاری نہیں تدبیر کے ہیں۔ چالاکی نہیں۔ تو ترجمہ کیا ہوگا.....

انہوں نے عیاری کی تو اللہ نے تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر مدبر کائنات ہے۔ تو آپ نے کہا اللہ کے لیئے کچھ اور لیکن آلِ محمدؐ نے کہا: وہ سب سے بڑا مدبر ہے..... تو تفسیر قرآن کس سے لوگے، آیات کے معنی کس سے لوگے..... تو بس جس سے تفسیر لوگے اسی سے صراطِ مستقیم لینا پڑے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

الم یجدک یتیماً فاویٰ ووجدک ضالا فھدی۔

کیا ہم نے تجھے یتیم نہیں پایا اور پناہ دی اور تجھے گمراہ پایا تو تیری ہدایت کی۔ تو وہیں سے ہادی بنا کر نہیں بھیج سکتا تھا؟

اور میرے مالک جب یہ بھی یہیں آ کر مسلمان ہوا۔ میں بھی یہیں آ کر مسلمان ہوا تو پھر میں اس کا کلمہ کیوں پڑھوں میں اس کی اطاعت کیوں کروں؟ یہی تو تیری ہدایت کا طرۂ امتیاز ہے کہ تو وہاں سے ہادی بنا کر بھیجتا ہے۔ تو مشیّت کا جواب شاید یہ آئے کہ میں نے کب کہا تھا کہ لغت سے معنی لو۔ میں تو اسی لیے قرآن میں کہہ چکا تھا کہ

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔

اگر تمہیں کسی چیز کا پتہ نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔

تو اگر کوئی بار بار کہنے کے باوجود بھی نہ پوچھے تو اس کا قصور ہے یہ اس کی فکر کی کجی ہے۔

کہا ''**ضال**'' کے معنی گمراہی...... اچھا یعقوب کے بیٹوں نے کہا:

ان ابانا لفی ضلال مبین۔ آپ کیا ترجمہ کریں گے۔ ہمارا باپ کھلی گمراہی میں ہے......

جب آلِ محمدؐ سے اس کے معنی لیے گئے تو آپ نے کہا تھا کہ یعقوبؑ کے بیٹوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارا باپ گمراہی میں ہے اس لیئے کے معصوم گمراہ نہیں ہوا کرتا بلکہ یوسفؑ کے فراق میں اتنے مستغرق ہوگئے تھے کہ انہیں دنیا کی کسی شئے سے رغبت نہ رہی تھی۔ تو یہاں ضلال کے معنی ہیں محو ہو جانا، مستغرق ہو جانا۔

اب ہر وقت یوسفؑ کا خیال تھا۔ یعقوبؑ کے ذہن میں اور ظاہر ہے یہ کوئی عیب نہیں ہے اس لیے کہ معصوم نبی، معصوم نبی کا خیال کر رہا ہے۔

تو ''**ضال**'' کے معنی ہیں۔ کھو جانا، محو ہو جاتا، مستغرق ہو جانا۔ گمراہ ہو جانا۔ Unknown ہو جانا بھی اسی کے معنی ہیں اور جو معنی امام رضا نے بتائے وہ حدِ کمال کو

پہنچے ہوئے ہیں۔

الم یجدک یتیماً فاویٰ ۔ حبیب کیا ہم نے تجھے یتیم پا کر پناہ نہیں دی۔

''**ووجدک ضالا فھدیٰ**'' اور کیا تو ایک گمنامی کی زندگی نہیں گزار رہا تھا۔

کیا لوگ تیرے مقام نبوت سے نا آشنا نہیں تھے؟

کیا لوگ تجھے نہیں سمجھتے تھے کہ معاذ اللہ تو ''**ضال**'' ہے کیا لوگ تجھے نہیں سمجھتے تھے تو پھر تلوار لہراتے ہوئے تیری طرف کیوں چلے تھے؟ جب تلوار لے کر تجھے قتل کرنے کوئی چلا تو اس کی نظر میں ''**ضال**'' تھا اور جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو ''**ھدی**'' ہوگیا۔

نبی گمراہ ہو ہی نہیں سکتا اور پھر خاتم!...... وجہ تکمیل کائنات ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ آج تک ایک اعتراض نہیں آیا قرآن پر۔ اگر اللہ ایک وقت ایک بات دوسرے وقت دوسری بات کہہ دیتا تو کافر اعتراضات کی بارش کر دیتے قرآن پر۔ یہی تو کمال ہے قرآن کا۔ اس چیلنج کے باوجود اعتراض نہیں آیا۔

ان کنتم فی ریب ممانزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳)

اگر تمہیں اس کلام کے اللہ کا کلام ہونے میں کوئی شک ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی صورت بنا کر لے آؤ۔ یہ چیلنج قرآن کا آج بھی باقی ہے لیکن کوئی آج تک اس چیلنج کا جواب لا ہی نہیں سکا۔ تو اگر اس قسم کی بات ہوتی کہ ایک جگہ پر پیغمبر کو کہا جاتا کہ معاذ اللہ تو گمراہ تھا تجھے ہدایت دی اور دوسری جگہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

والنجم اذا ھویٰ ماضل صاحبکم ولا غویٰ۔

اللہ قسمیں کھا کھا کر کہہ رہا ہے قسم ہے ستارے کی ہمارا نبی نہ کبھی بہکا نہ کبھی گمراہ ہوا۔

لیکن جو آیت کے معنی صحیح نہ بتائیں وہ صراط کا تعین کیسے کریں گے...... اور یہ تعین کر چکے کہ صراطِ مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جو ''**انعمت علیھم**'' ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ''**انعمت علیھم**'' کون ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ پتہ چل جائے تو اتحاد ہو جائے گا۔

اب "ان فتحنا لک فتحا مبینا" اس میں کوئی جھگڑا نہیں (ترجمہ پر سب متفق ہیں)

لیکن لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطاً مستقیماً۔(سورۂ فتح آیت ۲)

تمہارے ہجرت سے پہلے کے گناہ اور ہجرت کے بعد کے گناہ سب معاف کر دیئے۔

ہجرت سے پہلے گناہ گار، ہجرت کے بعد گنہگار تو نبی کس پیریڈ میں ہے؟ کیا مرنے کے بعد ہے۔ معاذ اللہ!.....

نہ ہجرت سے پہلے نبی مانتے ہو نہ ہجرت کے بعد نبی مانتے ہو نہ مرنے کے بعد نبی مانتے ہو تو نبی کب مانو گے؟ مرنے کے بعد بھی آپ نے پابندی لگا دی ہے کہ جاؤ نہیں نبی تو ہے ہی نہیں۔ پھر اب کیا ہوگا. ...

دعا پڑھیں تو کوڑا پڑے۔ سر جھکائیں تو کوڑا پڑے۔ جالی کو چومیں تو کوڑا پڑے۔ ظلِ الٰہی کے سامنے جتنا جھکیں۔ اتنے ہی پیسے ملیں۔ کائنات کے سب سے بڑے شہنشاہ کے روضے کی جالی کو نہ چومیں۔ حرام۔ حرام۔ بدعت۔

مریں رسول کو مردہ سمجھنے والے..... اور تم زندہ ہو..... رسول ہجرت سے پہلے گمراہ، ہجرت کے بعد گمراہ اور اب تو مر گیا!.....

ہمارے بیان میں جہاں شدت آتی ہے وہ محبت نبوت میں آتی ہے، احترام نبوت میں آتی ہے۔ ہم نبوت کی توہین نہیں برداشت کر سکتے وہ ہمارے خون کی شرافت ہے۔ میرے دادا ابوطالبؑ نے بھی توہین رسالت برداشت نہیں کی اور اپنے کو کافر کہلوا لیا..... اسی جرم میں۔

اچھا ہم نے تیرے گناہ معاف کر دیئے ہجرت سے پہلے بھی اور ہجرت کے بعد بھی!..... آیت کے معنی کیا کرو گے۔ "وما تاخر" بعد والے بھی.....

ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطاً مستقیما۔ ہم نے تجھ پر نعمت تمام کی۔

(معلوم ہوا امت اور ہے رسول اور ہے۔ رسول پر تو نعمت تمام ہوگئی تھی فتح مکہ کے دن۔ امت پر تمام ہوئی ہے غدیر کے دن)

آپ غور کیجئے کہ معاذ اللہ پیغمبر زندگی کے کسی حصے میں بھی گنہگار ہیں تو وہ پیغمبر نہیں رہے۔ پھر افضل المرسلین کہاں رہے۔

Christianity کے سامنے تو آپ شرمندہ ہوگئے۔ عیسائیوں کے سامنے تو آپ بے بس ہوگئے۔ اس لیئے کہ وہ تو آپ ہی کے قرآن سے آپ سے یہ سوال کر لیں گے کہ آپ کے قرآن میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور یہودی آئے تو کہا:

نہ تو تمہارے باپ ایسے تھے نہ تمہاری ماں.....

مریم پر الزام لگا رہے ہیں لیکن کہہ رہے ہیں نہ تمہارے باپ ایسے تھے نہ تمہاری ماں..... حدِ ادب دیکھیئے۔ یہودی ہیں لیکن کس طرح پوچھ رہے ہیں۔ اب ذرا ان سے پوچھیئے جو کہہ رہے ہیں۔ رسول کی ماں ایسی تھیں، رسول کے باپ ایسے تھے! مریم سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ بچہ کہاں سے آ گیا تو ایک بار بی بی کے چہرے پر شکن آ گئی کہا: مجھ سے کیا پوچھتے ہو اس بچے سے پوچھو.....

مجھے کہیں نہیں ملا کہ یہودیوں نے کہا ہو: اس بچے سے پوچھیں؟..... اس بچے کی گواہی؟..... پتہ نہیں کیا جلالت عصمت مریم تھی کہ سر جھکا کر جھولے کی طرف چلے گئے اور جا کر ابھی سوال نہیں کیا تو قرآن کہتا ہے عیسیٰ جھولے میں اٹھ بیٹھے۔ اور کہا:

انی عبداللہ اعطانی الکتاب، وجعلنی نبیا۔(سورۂ مریم آیت ۳۰)

میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور ابھی سے درجہ نبوت پر فائز کیا ہے۔

تمہارا نبی ہجرت کے بعد بھی گناہ گار ہے۔ عیسیٰ جھولے میں نبوت کا اعلان کر

Presented by www.ziaraat.com

رہا ہے۔

ماتقدم و ما تاخر من ذنبک۔ کہاں لے جاؤ گے نبی کو؟

انی عبداللہ اعطانی الکتاب و جعلنی نبیا۔ کتنے بے وقوف ہیں یہ یہودی۔

ایسے بے تکے جواب کو سن کر آج تک خاموش ہیں۔ اتنی بے وقوف قوم میں نے نہیں دیکھی۔ ایسا بے تکا جواب جناب عیسیٰ کا اور آج تک خاموش ہیں۔ جواب سے سوال کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور ابھی سے نبوت پر فائز کیا ہے......

یہودیوں کو تو چاہیے تھا کہ مریم سے کہتے کہ کہاں بھیج دیا ہم کو ہمارا سوال کچھ تھا جواب کچھ دے رہا ہے...... جناب عیسیٰ کو تو یہ چاہیے تھا کہ کیوں کہ یہودی عصمت مریم کے متعلق سوال کر رہے تھے اس لیئے یہ کہتے: میری ماں پاک ہے طاہرہ ہے میں اللہ کے حکم سے پیدا ہوا ہوں یہ اس کا اعجاز ہے۔ یہ اس کی قدرت ہے...... یہ کچھ نہیں کہتے بلکہ اپنی نبوت کی بات کرتے ہیں...... جھولے میں اُٹھ کر بیٹھ گئے کہ میں نبی ہوں۔

بھئی آپ سے کس نے پوچھا تھا آپ نبی ہیں یا نہیں...... تو اصل معاملہ کیا تھا...... اتنے بے وقوف ہیں یہ یہودی؟! یا ان بے وقوفوں پر میں سارے عقلمندوں کو قربان کر دوں؟

آج تک مریم کی عصمت و طہارت میں شک نہیں کیا۔ حالانکہ جواب کچھ اور تھا۔ سوال کچھ اور تھا۔ سوال سے جواب کا کوئی ربط نہیں تھا۔ لیکن یہودی ہیں، عیسائی ہیں۔ کافر ہیں۔ ملحد ہیں جو بھی آپ نام دیں انہیں مگر اتنا شعور ضرور رکھتے ہیں۔ شک کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی اس لیے کہ اتنا ایمان تو وہ عیسیٰ سے پہلے بھی رکھتے تھے کہ جب اس بچے نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے تو نبی کے والدین عیب دار نہیں ہوا کرتے۔

جب عیسیٰ نے کہہ دیا کہ میں نبی ہوں تو ماں کا کردار پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لیے کہ ان کا بھی عقیدہ یہ ہے کہ نبی کے والدین ہر عیب سے مبرّیٰ ہوا کرتے ہیں۔

لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک۔ گناہ بخش دیئے پہلے کے بھی اور بعد کے بھی۔

کیا ترجمہ کریں گے آپ۔ میں تو نبی نہیں مانتا ایسے شخص کو جو ایک لمحے کے لیے بھی گناہ کی زندگی گزار رہا ہو۔ آپ کا اجتہاد رہے یا نہ رہے۔

میرا نبی ''یٰسین'' ہے۔ میرا نبی ''طٰہٰ'' ہے،
میرا نبی ''مزمّل'' ہے، میرا نبی ''مدثر'' ہے،
میرا نبی ''حکیم'' ہے، میرا نبی ''وجہ تکمیل کائنات'' ہے،
میرا نبی گنتی کا پہلا عدد ہے۔ میرا نبی علم اول ہے، نور اول ہے،
عقل اول ہے، دانائے سبل ہے، ختم رسل ہے، احمدؐ مجتبیٰ ہے، محمد مصطفیؐ ہے۔

عرض کیا تھا کہ قرآن کو اس کے وارثوں سے لو گے تو لفظ اپنے معنی اُگل دیں گے ....لفظ جب معصوم کی بارگاہ میں آتا ہے تو لفظ نہیں رہتا۔ تصویر بن جاتا ہے۔

کتنے کتنے بڑے مفسر ہو گئے ۶۶۶۶ آیتوں میں سے آج تک یہ نہ نکال سکے کہ گتنی متشابہ ہیں کتنی محکم ہیں۔ یہ تو رکھی ہی اس لیئے تھیں کہ آپ کبھی بھی نہ سمجھ سکیں۔

محکم کہیں، کہیں مُتشابہ ترا کلام
یارب عجیب راز یہ قراں میں بھر دیا
اب بھی مفسّروں کا الجھنا دلیل ہے
دنیا کو اہلبیت کا محتاج کر دیا

متّشابہات ہوتی ہی اس لیے ہیں کہ معصوم کے پاس آئیں لیکن متّشابہ ہمارے لیے ہیں معصوم کی بارگاہ میں جب پہنچتی ہیں تو محکم ہو جاتی ہیں۔ معصوم جانتا ہے کہ کونسی آیت، کب، کہاں، کیوں، کس پس منظر میں نازل ہوئی۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ

Presented by www.ziaraat.com

تفسیریں لکھیں؟......کس نے دعوت نامہ بھیجا تھا آپ کے پاس۔

جب آپ معصوم سے ہٹ کر تفسیریں لکھیں گے تو یہی ہوگا اور یہ یہی ہوگا تو میرے لیے بڑا مشکل ہوگا کہ میں اتحاد کا پوائنٹ کہاں سے لاؤں۔

ایک طرف گناہ گار نبی ہے، ایک طرف وہ نبی جو آلِ محمدؐ نے بتایا۔ اب ان دونوں نبیوں کو میں کیسے ملاؤں میں خلافت نہیں پڑھ رہا کہ آپ کہیں اختلافی بحث ہے۔ یہ تو نبی کی بات ہے۔

ہم نے بتایا کہ آپ نے قرآن کی تفسیر کرتے وقت قولِ معصوم کو قبول کرلیا ہوتا۔ مگر آپ کی ضد کا تو عالم یہ ہے، آپ کے لاڈلے پن کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔ آپ تو کسی منزل پر آ کر رکتے ہی نہیں۔ پیغمبر کہہ رہے ہیں قلم اور کاغذ دیدو میں نوشتہ لکھ دوں۔

پیغمبر کہہ رہے ہیں قرآن اور اہل بیت......نہیں جی ہمیں قرآن کافی ہے اہلبیت نہیں چاہئیں اور اہل بیت نے جب قرآن مرتب کر کے، علیؑ نے دربار میں پیش کیا تو نہیں جی آپ کا قرآن نہیں چاہیئے۔ نبی سے اہل بیت نہیں لیتے۔ اہل بیت سے قرآن نہیں لیتے تو پھر لینا کیا چاہتے ہو؟......

اہل بیت سے ہٹ کر جب آپ تفسیر کرتے ہیں، جب آپ کو ''ذنب'' کے معنی ہی نہیں پتہ تو پھر یہ گناہ کرتے ہی کیوں ہیں آپ؟ ہم نے بتایا کہ ''ذنب'' کے معنی گناہ کے بھی ہیں لیکن جب اپنے مرکز پر پہنچتا ہے لفظ تو معنی دیتا ہے۔

اگر فرعون کے لیے آئے ''ذنب'' تو گناہ ہے۔ موسیٰؑ کے لیے آئے تو ''اتہام'' ہے۔ موسیٰؑ نے کہا تھا جب حکم ہوا کہ فرعون کے دربار میں جاؤ کہ

لھم عَلَیّ ذنب فاخاف ان یقتلون (سورہ شعراء آیت ۱۴)

فرعونی مجھ پر اتہام لگاتے ہیں کہ میں نے ان کے آدمی کو قتل کر دیا۔

یہاں ''ذنب'' کے معنی ''اتہام'' ہیں اور نبی کے اوپر جب ''اتہام'' لگایا جائے تو نبی کی شان میں فرق نہیں آتا۔ اتہام لگانے والا مجرم ہوتا ہے۔ اب قرآن کی آیت

پڑھو۔

انا فتحنا لک فتحاً مبینا ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی۔

لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر

حبیب فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کے لگائے ہوئے سارے الزامات دھو ڈالے گئے جو تجھ پر لگائے گئے تھے کہ یہ مجنوں ہے یہ دیوانہ ہے۔ یہ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے۔ نہیں......فتح مکہ کے بعد تجھے مجنوں کہنے والا ابوسفیان جس دن زنجیروں میں جکڑ کر تیرے سامنے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ آیا تو اس نے بھی کہا اشھدان **لا الہ الا اللہ**

جب تجھے مجنون کہنے والے نے کہا اشھدان **محمد رسول اللہ**

تو ہم نے تم پر لگائے جانے والے ''اتہام'' دھو ڈالے۔

''ذنب'' نبی کے لیئے آئے تو ''اتہام'' ہے۔ باغیوں کے لیئے آئے، کافروں کے لیئے آئے، نبوت میں شک کرنے والوں کے لیئے آئے نبی کا ساتھ چھوڑنے والوں کے لیئے آئے، گستاخِ رسول کے لیئے آئے تو گناہ ہے اور جہاں گناہ ہے وہاں غضب ہے۔

اور یہی تو تمنا کرتا ہے ہر مسلمان۔ **اھدنا الصراط المستقیم،**

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب۔

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں جن پر نہ تو نے غضب کیا اور نہ گمراہ ہوئے۔ یہاں ''اتہام'' نہیں آئے گا۔ ضالین کے لیے۔ یہاں ''ضالین'' گمراہ ہیں راستہ بھول جانے والے نہیں گمراہ، جنہیں نصیب ہی نہیں ہوا راستہ۔

تفسیریں لکھنے والوں نے ہزاروں صفحات کالے کر دیئے۔ کہا ''مغضوب، ضالین'' ایک ہی بات ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کوئی عبث لفظ اپنے کلام میں استعمال ہی نہیں کرتا۔ اگر مغضوب پر معنی مکمل ہوجاتے تو آیت یہیں ختم ہوجاتی ضالین کی

Presented by www.ziaraat.com

ضرورت نہیں تھی۔

یہ اضافے اور کمی بیشیاں تو ہم کرتے ہیں، اللہ نہیں کرتا۔ اگر اس نے مغضوب کہا تو مغضوب اور ہیں آگے چل کر ضالین کہا تو ضالین اور ہیں اور میں نے کہا تھا کہ ابوالکلام آزاد نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں علیحدہ علیحدہ اس کے معنی بتائے ہیں۔

فراخدلی تو یہی ہوسکتی ہے کہ جہاں صحیح بات ملے ہم قبول کرلیتے ہیں۔ اس لیئے کہ ہم نے اپنے مولا سے یہ سنا ہے کہ یہ مت دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔ بس اختلاف صرف اُسی بات پر تو ہے۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ کون کہہ رہا ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ آپ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ آپ یہ دیکھتے ہیں کہ کون کہہ رہا ہے......

ابوالکلام آزاد نے اچھی بات کہی ہم نے قبول کرلی۔ ابوالکلام آزاد سے حالانکہ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ نہ پاکستانی ہونے کے ناطے سے نہ مسلمان ہونے کے ناطے سے۔ لیکن بات کیونکہ اچھی کہی اور جہاں جہاں ابوالکلام نے اچھی بات کہی ہم نے مانا۔

ابوالکلام نے اکثریت کے فلسفے کو رد کیا اپنی کتاب؟ ''غبارِ خاطر'' میں یہ کہہ کر کہ کس اکثریت کی بات کرتے ہو۔ یہ بھی کوئی اکثریت ہے کہ ماننے پر آئے تو بچھڑے کو خدا مان لے اور نہ ماننے پر آئے تو موسیٰؑ کو نبی نہیں مانتی۔ ابوالکلام نے کیوں کہ اچھی بات کی اس لیئے ہم نے مان لی۔ اب اس سے زیادہ اور کیا بات ہوسکتی ہے۔

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں

ہم اس سے زیادہ اور کیا فراخدلی کا مظاہرہ کریں؟ کیا عقیدہ چھوڑ دیں؟ عقیدہ ہم چھوڑ نہیں سکتے۔ پندرہ لاکھ مربع میل میں پھیلی ہوئی سلطنت کو علیؑ نے جوتے کی نوک پر رکھ لیا تھا۔ اس لیے کہ عقیدے کی شرط آ گئی تھی۔

کہا: جاؤ کسی کی سیرت نہیں ...قرآن اور سنت۔

آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ''مغضوب'' اور ''ضالین''۔ ''مغضوب'' وہ جن پر اللہ کا غضب ہو۔ غضب کن پر نازل ہوتا ہے جن پر حجت تمام ہوگئی ہو۔ ورنہ اس کے عدل کے خلاف ہے کہ حجت تو تمام ہوئی نہیں اور ویسے ہی غضب نازل کر رہا ہے۔ ہدایت آ جائے اس کے بعد بھی کوئی نہ مانے پھر ہے مغضوب......

صراط مستقیم پانے کے بعد جو اس راستے سے ہٹ جائے وہ ہے'' مغضوب من کنت مولا'' کا اقرار کرنے کے بعد انکار کر جائے وہ ہے مغضوب......

جاہل ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ ہر شخص جاہل ہے سوائے معصوم کے۔ جاہل نہ ہوتے تو پڑھتے کیوں؟...... ہمارا پڑھنا یہ بتاتا ہے کہ ہم پیدا ہوئے تو جاہل تھے۔ بتدریج ہمارا مدرسوں میں جانا، تدریس کرنا، امتحانات دینا ہی بتاتا ہے نا!...... ہماری جہالت کی دلیل ہے......

یہ جو پروگرس ہے یہ جو ارتقاء ہے یہ علم کے ناقص ہونے کی دلیل ہے...... جب ناقص ہے تو جہالت ہے۔ لیکن نہ جاننا کوئی عیب نہیں ہے، مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے میں اپنے کسی بزرگ سے پوچھ لیتا ہوں۔ یہ کوئی عیب تو نہیں ہوا۔

جو کچھ ہم پڑھتے ہیں۔ کسی سے پوچھ کر پڑھتے ہیں۔ وہاں سے پڑھ کر تو وہی آئے تھے جب ہی تو ہم انہیں یہاں کا پڑھا ہوا سمجھتے نہیں۔ آپ لاکھ لکھتے رہیں۔ اس لیئے کہ یہاں کے تو ہم پڑھے ہوئے ہیں اور اگر وہ بھی یہاں کے پڑھے ہوئے ہوتے تو ہمیں ان کا کلمہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔

تو ''مغضوب'' وہ جسے صراط مل گئی ہو پھر بھٹکے۔ ایمان لانے کے بعد

ثم کفروا۔ ثم آمنوا۔ ثم کفروا۔

اب کیمرہ تو لیئے بیٹھے نہیں تھے جبرئیلؑ کہ کب کسی نے کفر کیا کب ایمان لایا ...قرآن میں تصویر اس لیئے نہیں لگائی کہ امت شبیہہ دیکھ لیتی تو نکاح ٹوٹ جاتا۔

''ضالین'' کون۔ جن تک ہدایت آئی ہی نہیں۔ جنہوں نے ہدایت کی صورت

Presented by www.ziaraat.com

ہی نہیں دیکھی۔ وہ ہیں یہودی، وہ ہیں نصارا، وہ ہیں کافر۔

''مغضوب'' وہ جو صراط مستقیم پر آ کر چلا گیا۔ ''ضالین'' وہ جو صراطِ مستقیم پر آیا ہی نہیں۔ ''مغضوب'' پر زیادہ عذاب ہے۔ اس لیے کہ ''ضالین'' میں کافر ہیں مشرک ہیں۔ منافق نہیں ہیں ''ضالین'' میں۔ منافق ''مغضوب'' میں ہے۔ جانتا ہے مانتا نہیں۔

جن پر تو غضب ناک ہوا...... ان کا راستہ ہمیں نہ دکھا۔ ان سے ہمیں دور رکھ۔ ہر نماز میں علیحدگی کا اعلان۔ ان سے دور۔ ان سے قریب۔ ان سے دور ان سے قریب۔ تبرّیٰ تولا۔ تبرّیٰ تولا۔ یہ ہے ہر مسلمان کا ایمان۔ اس سے تو کوئی انکار بھی نہیں کرسکتا۔ اگر انکار کر دے تو نہ نماز، نماز ہے نہ روزہ، روزہ ہے۔

کیا کوئی غیر المغضوب کے بغیر الحمد پڑھ سکتا ہے...... اور انعمت علیهم کون...... وہ جن کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ الحمد اللہ جب ہم نماز میں پڑھتے ہیں تو ہمارے تصور میں ہوتا ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا راستہ۔

آل محمدؐ بھی تو الحمد پڑھتے ہوں گے وہ جب کہتے ہوں گے۔

''انعمت علیهم'' وہ کس کا تصور لیتے ہوں گے۔ وہ عبث نماز تو نہیں پڑھتے تھے۔ جب علیؑ نماز پڑھتے ہوں گے تو وہ کس کا تصور لیتے ہوں گے؟...... رسول اللہ کا!

جب علیؑ کہتے ہوں گے کہ پروردگار مجھے چلا ان کے راستے پر جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں تو ان کے تصور میں رسول اللہ ہوتے ہوں گے...... یہ صاحب نعمت ہیں۔ مرکزِ نعمت ہیں۔

لیکن بات اور آگے جانی ہے۔ چلو علیؑ کا بھی کام ہوگیا...... لیکن رسول اللہ کس کا تصور لیتے ہوں گے؟ وہ بھی تو یہی نماز پڑھتے ہوں گے...... آیئے حضور سے پوچھیں کہ جب آپ کہتے ہوں گے۔ ''انعمت علیهم'' تو آپ کے تصور میں کون ہوتا ہوگا۔

تو کہا: اسی دن کے لیے تو میں نے حدیث کہی تھی کہ

اوّل نامحمدو آخرنا محمد واوسطناً محمد۔

محمدؐ جب علیؑ کا تصور لیتے ہیں تو کوئی عیب نہیں ہے...... منیّت کی منزل پر ہیں...... توہین نبوت نہیں ہے اور توہین نبوت تو حسینؑ کے تصور سے بھی نہیں ہوتی...... اور دلیل دوں!...... رسولؐ سجدے میں حسینؑ پشت پر۔ بتاؤ کس کا تصور ہے؟ پیغمبر سجدے سے سر اٹھانا چاہتے ہیں...... نہیں......

تو سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ۔ سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ...... ر (۷۲) مرتبہ کہا...... یہ جو پیغمبر سجدے کو طول دے رہے ہیں تو کیا تصور کے ؟...... نماز میں پیغمبر کو خیال ہے نا حسینؑ کا تب ہی تو نہیں اٹھے۔ تو نماز میں حسینؑ خیال آنے سے رسول کی نماز خراب نہیں ہوتی تو پھر ہماری نماز کیسے خراب ہوگی؟

بہتر (۷۲) مرتبہ کہا: سبحان ربی الاعلی و بحمدہ۔

اور حسینؑ نے بھی اسی دن قسم کھائی: نانا تیری ناز برداری کے قربان۔ تیرا سر تو ر (۷۲) مرتبہ کے بعد سجدہ سے اٹھ جائے گا لیکن میں جو تیرا نام لے کر سر جھکاؤں گا شمر اٹھا کر لے جائے گا میرا سر نہیں اٹھے گا۔

شمر لے جائے تو لے جائے، میں سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا۔

محشر میں سر اٹھائیں گے اب جا نماز سے
اللہ رے طولِ سجدہَ شبیرؑ دیکھنا

وہ رسول کے سجدے کا طول تھا کہ بہتر (۷۲) مرتبہ کہا: سبحان اللہ......

اور یہ حسینؑ کے سجدے کا طول ہے کہ سکینہؑ کہہ رہی ہے۔

ہٹ جا۔ شمر ہٹ جا...... آج حسینؑ کا تذکرہ کرنے کو دل چاہتا ہے۔

حسینؑ لاشوں پہ لاشیں اٹھا چکے۔

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

Presented by www.ziaraat.com

پروردگارا! رضاً بقضائہٖ وتسلیماً لامرہ۔

تیری رضا میں خوش ہوں میرے مالک۔ تیری مرضی میں خوش ہوں میرے مالک...... جب واپس خیمہ میں آئے تو درِ خیمہ پر حسینؑ رکے، رک کر پیچھے ہٹے۔ پیچھے سے پھر آگے چلے پھر پیچھے آئے۔ پھر آگے آئے۔ کبھی دروازے تک جاتے پھر پیچھے۔ خیال آتا ہے کہ بچے کو پوچھے گی تو رباب کو کیا جواب دوں گا......

اور جب پیچھے ہٹتے تو کہتے تھے۔

رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہ۔ اور جب آگے بڑھتے تھے تو کہتے تھے۔

اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حسینؑ سے خیمے کا پردہ نہ اٹھا حسینؑ کی آواز فضہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔

خیمے کا پردہ اٹھا دیا: شہزادے آجا۔ حسینؑ اندر گئے۔

کہا: رباب کہاں ہے......

اب رباب دُکھیا کو کیا پتہ کہ کیا قیامت ہوگئی۔ وہیں سے کہتی ہے کہ آئی مولا۔ لیکن جب رباب آئی تو خالی ہاتھ نہیں آئی خالی جھولا لے کر آئی۔ میرا بچہ آ گیا ہوگا۔ حسینؑ کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی۔ وارث کو دیکھا جھولا ہاتھ سے گرا۔

حسینؑ رباب کے قریب پہنچ کر کہتے ہیں: رباب تو مجھے کیا سمجھتی ہے۔

رباب کہتی ہیں: فرزند رسول آپ میرے وارث ہیں۔ آپ میرے مالک ہیں ، آپ امام ہیں۔ میرے حاکم ہیں آپ۔

"رباب جو کچھ میں کہوں گا یقین کرے گی"...... حسینؑ کو لفظیں نہیں مل رہی تھیں۔ کہ ماں کو سمجھائیں کیسے کہ کربلا میں یہ قیامت بھی ہوسکتی ہے......

کہا: ہاں مولا مان لوں گی۔

کہا: رباب میں امام قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔ کہ تیرا بچہ مرگیا۔ یقین کرلے رباب! تیرا بچہ مارا گیا۔

رباب کہتی ہیں: اناللّٰہ و انا الیہ راجعون۔

امام نے کہا: اماں فضہ اودھر آؤ...... امام کو آج ماں بہت یاد آرہی ہے۔ کیسے کہے ماں؟

فضہ قریب آئیں: ہاں میرے شہزادے۔

فرمایا: زینبؑ سے چھپا کر وہ پرانا لباس لے آؤ۔

فضہ گئی۔ صندوق کھولا۔ بوسیدہ لباس نکالا۔ چادر میں چھپا کر لا رہی ہے کہ ایک مرتبہ زینبؑ کی نظر پڑی۔ فضہ کہاں جا رہی ہے؟......

فضہ لپکی...... زینبؑ قریب پہنچی۔ فضہ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ جانے نہیں دوں گی۔ بتاؤ۔ مجھے کیا لے کر جا رہی ہے۔

فضہ ایک جملہ کہتی ہے: شہزادے نے یہ لباس مانگا ہے۔

تو زینبؑ کہتی ہے: تو چھپا کیوں رہی ہے یہ کیوں نہیں کہتی کہ میرے بھائی نے کفن مانگا ہے۔

کفن آیا۔ حسینؑ نے پہنا۔ بہن بھائی بیٹھ گئے۔ زینبؑ نے ایک مرتبہ بھائی کے گریبان کے بٹن کھولے۔ بھائی کے گلے کو بوسہ دیا اور کہا: بھیا معاف کرنا اماں کی وصیت پوری کر رہی ہوں۔

حسینؑ درِ خیمہ پر پہنچے۔ زینبؑ سلام، رقیہ سلام، کلثوم سلام، ام فروہ سلام، رباب سلام، ام لیلیٰ سلام۔

سب کو سلام کیا۔ خیمے کے در پر جب پہنچے تو ایک پانچ برس کی بچی نے آ کر باپ کا دامن پکڑا۔ بابا کہاں جا رہے ہو...... سکینہؑ کے سر پر ہاتھ پھیر کر حسینؑ کہتے ہیں: سکینہؑ ہوسکا تو تمہارے لیے پانی کی سبیل کریں گے......

سکینہؑ نے گھبرا کر دونوں ہاتھ دامن سے چھوڑ دیئے۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے: تیرے سر کی قسم بابا، مجھے پیاس نہیں ہے۔ بابا قسم لے لو۔ جو کبھی پانی مانگوں۔ چچا

Presented by www.ziaraat.com

عباسؑ بھی پانی لینے گئے تھے۔عمو نہیں آئے۔ میں پانی نہیں مانگوں گی۔

بتاؤ حسینؑ کیا کیا کرے سکینہؑ کو کیا جواب دے۔سکینہؑ کو سمجھایا۔

سکینہؑ ایک جملہ کہتی ہے: بابا اتنا بتا دو اگر رات کو واپس نہ آئے تو میں کس کے سینے پر سوؤں گی۔ مجھے تو کسی سینے پر نیند نہیں آتی۔

حسینؑ نے سکینہؑ کو سینے سے لگایا اور ایک جملہ کہا: سکینہؑ آج سے تم اپنی ماں رباب کے سینے پر سویا کرنا۔سکینہؑ کو کیا پتہ۔ بھولپن میں سکینہؑ کہتی ہے: بابا اماں رباب کے سینے پر تو بھیا علی اصغرؑ سوتا ہے۔

حسینؑ نے کہا: نہیں سکینہؑ آج سے اصغرؑ ہمارے پاس سوئے گا......

خدا حافظ سکینہ......

حسینؑ گیا۔سکینہؑ تڑپتی رہ گئی۔ چلتے چلتے سکینہؑ نے کہا: بابا خدا حافظ۔لیکن

چین آئے گا جب آپ کی بو پاؤں گی بابا
میں رات کو جنگل میں چلی آؤنگی بابا

مجلس دہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ
الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

مجسم نیاز مند ہوں بارگاہ آلِ محمدؐ میں کہ جن کے توسط، مدد اور عطا سے یہ عظیم عنوان تکمیل تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔حتیٰ الامکان یہی کوشش کی کہ اتحادِ بین المسلمین میں کوئی رخنہ نہ پڑے لیکن جہاں قرآن حدیث اور تاریخ کی رو سے تشریح کی ضرورت میں نے محسوس کی وہاں جبری اور قہری ضرورت تھی جس پر میں نے یقیناً روشنی ڈالی اور اس میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔

بہر حال موضوع کا حق ادا نہیں ہوسکا اگر اگلے سال تک زندہ رہے تو پھر یہیں سے سلسلہ کلام کو آگے بڑھائیں گے۔ جہاں تک ذکر محمد آلِ محمد کی عظمت کا تعلق ہے تو

جہاں پر ختم ہوتی ہے حدودِ عقلِ انسانی
وہاں سے مرتضیٰ کی شان کا آغاز ہوتا ہے

ہم کیا ہیں، ہماری بساط کیا ہے، ہماری حقیقت ہی کیا ہے۔ یوں کہیئے کہ آستانہ ہی اتنا ذرہ پرور ہے کہ اگر خلوص کے ساتھ کوئی مانگے تو طلب سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اتحادِ بین المسلمین ہمارا عنوان رہا اور اتحادِ بین المسلمین کی اہمیت کے پیش نظر ہماری کوشش یہ رہی کہ اتحاد صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ تمام مسلمان مکاتب فکر صراطِ مستقیم پر متحد ہوجائیں اور اگر صراطِ مستقیم کا تعین ہوگیا، صراطِ مستقیم سمجھ میں آگئی اگر اللہ کے راستے پر لوگ آگئے تو پھر ظاہر ہے کہ اختلاف کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہے گا۔

ہماری اب تک یہ کوشش رہی ہے کہ قرآنی آیات کی روشنی میں صراطِ مستقیم کو تلاش کیا جائے۔ اس لیئے کہ اگر ہم اپنی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں تو وہ دوسرے کے لیئے حجت نہیں۔ دوسرا اپنی کتاب کا حوالہ دیتا ہے تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں۔ تو کیوں نہ اس محکم کلامِ الٰہی کو حَکَم بنایا جائے کہ جس کا فیصلہ ابدالآباد تک قائم رہے گا۔

جس فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کرسکتی۔ نہ اجماع اس فیصلے کو بدل سکتا ہے، نہ شوریٰ اس فیصلے کو بدل سکتا ہے۔ نہ اکثریت قرآن کے فیصلے کو بدل سکتی۔ اس لیئے کہ قرآن نے جس جس مسئلے کے لیے جو جو فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ وہ قیامت تک تمام مسلمانوں کے لیے حجت ہے۔ کوئی مانے تب بھی حجت ہے کوئی نہ مانے تب بھی حجت ہے۔ کوئی تسلیم کرے تب بھی حجت ہے کوئی تسلیم نہ کرے تب بھی حجت ہے...... اور حق کا مزاج ہی نہیں ہے...... حق ماننے اور نہ ماننے کا محتاج نہیں ہوتا۔

آخر دنیا میں چار ارب انسان رہتے ہیں صرف نوے کروڑ ہی تو مسلمان ہیں کہ جو اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ اکثریت تو کافروں کی ہے نا!...... اکثریت اگر خدا کو نہیں مانتی، تو کیا اس کی خدائی میں کوئی فرق آگیا؟...... اگر اکثریت اس کی احدیت وصمدیت کی قائل نہیں تو کیا اس کی وحدانیت میں کوئی فرق آگیا؟...... نہیں!......

تو معلوم ہوا کہ حق اس بات کا محتاج نہیں ہوتا کہ دنیا اسے تسلیم کرے۔ نہیں!...... حق کو کوئی مانے تب بھی حق ہے نہ مانے تب بھی حق ہے۔ حق کو کوئی تسلیم کرے تب بھی حق ہے، تسلیم نہ کرے تب بھی حق ہے...... حق سمجھ میں آئے تب بھی حق

ہے، سمجھ میں نہ آئے تب بھی حق ہے۔ یہ تو سمجھنے والے کے ظرف کی بات ہے کہ خانہ کعبہ میں آغوش رسول میں زیارتِ چہرہ رسولؐ کرتے ہی حق کو پہچان لے یا زندگی گزارنے کے بعد بھی نبوت میں شک کرتا رہے۔

اگر حق کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ وہ حق نہیں۔...... جب اسلام کو کوئی نہیں مانتا تھا پیغمبر اس وقت بھی حق تھے اور آج جب اکثریت پیغمبر کو نہیں مانتی تو پیغمبر آج بھی حق ہیں۔ حق محتاج نہیں ہوتا اکثریت کا۔ اس لیے کہ حق جمہوریت کی بیساکھیوں پر کھڑا ہو کر حق نہیں بنتا......

حق تو مہر نبوت پر کھڑا ہو کر حق کہلاتا ہے......

یاد رکھیے کہ باطل ہمیشہ تخت کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لیے کہ باطل جانتا ہے۔ کہ مجھے اقتدار نہ ملا تو مجھے کوئی حق نہ سمجھے گا۔ باطل یہ جانتا ہے کہ صرف ڈنڈے کے ذریعے ہی میں اپنے آپ کو حق کہلوا سکوں گا۔ باطل یہ جانتا ہے کہ (اگر) اقتدار نہیں ہے، تاج وتخت نہیں ہے، حکومت نہیں ہے، ہتھیار نہیں ہیں تو میں حق نہیں ہوں۔ باطل تاج وتخت ہوا کرتا ہے۔

لیکن حق نہ تخت کا محتاج نہ تاج کا محتاج،

نہ بیت المال کا محتاج۔ نہ اکثریت کا محتاج، نہ جمہوریت کا محتاج،

نہ اجماع وشوریٰ کا محتاج، نہ راوی کا محتاج،

نہ روایت کا محتاج، نہ حدیث کا محتاج نہ فتووٴں کا محتاج،

نہ محدث کا محتاج، نہ مفتی کا محتاج......

جو واقعاً حق ہو وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ حق تو کسی مقام ومنزل کا بھی محتاج نہیں ہوتا...... کسی بھی مقام پر رہے وہ حق کہلائے گا، محتاج نہیں ہوگا۔

ہاں یہ الگ بات ہے کہ مقام بدلنے کے ساتھ ساتھ اس کے نام بدلتے رہیں۔ لیکن فضیلت نہیں بدلے گی۔ مقام بدلنے سے فضیلت حق میں کوئی تبدیلی نہیں آیا کرتی۔

Presented by www.ziaraat.com

حق! اگر خانہ کعبہ میں آیا تو مولودِ حرم کہلایا۔ آغوش رسولؐ میں آیا تو نورِ رسول کہلایا۔

حق! نے اگر زبانِ رسالت چوسی تو "لحمک لحمی" کی مثال کہلایا۔

حق! اگر "دعوتِ ذوالعشیرہ" میں آیا تو شاید وجود رسالت کہلایا۔

حق! اگر بستر پر سویا تو رضات اللہ کہلایا۔

حق! اگر چادر میں آیا تو مرکزِ طہارت کہلایا۔

حق! اگر مباہلہ میں آ گیا تو نفس رسول کہلایا۔

حق! اگر بدر میں آیا تو بدر کا ہیرو کہلایا۔ احد میں آیا تو تنہا ناصرِ رسول کہلایا۔

خیبر میں گیا تو شاہ لافتیٰ کہلایا۔

خندق میں آیا تو ایمانِ کل کہلایا۔ منبر پر آیا تو خطیب منبر سلونی کہلایا۔

قرآن پڑھا تو بائے بسم اللہ کہلایا۔

بزم میں آیا تو امیر المومنین کہلایا۔ خاک پر بیٹھا تو ابوتراب کہلایا۔

حق کسی کا محتاج نہیں ہوا کرتا۔ حق کے مقام بدلتے ہیں فضیلتیں نہیں بدلا کرتیں..... کوئی مانے تب بھی حق ہے نہ مانے تب بھی حق ہے۔ تو صراطِ مستقیم کا تعین تو ہوگیا نا! جب جناب ابوہریرہ سے روایت آئی مسلمانوں کی حدیث کی کتابوں میں۔

الحق مع علی و علی مع الحق۔

ابوہریرہ نے جو ثقہ ترین راوی ہیں مسلمانوں کے روایت کی کہ:

حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں اور دعا یہاں ختم نہیں ہوئی۔

اللّھم دار الحق حیث دار علیؑ۔

جہاں جہاں علی جائے حق کو اس کے پیچھے پیچھے جانا چاہیئے.....

علیؑ آگے حق پیچھے تو علیؑ کے نقشِ قدم کا نام تو صراطِ مستقیم ہے نا!

پروردگار جہاں جہاں علی جائے حق اس کے پیچھے پیچھے جائے..... حق کو پابندِ علیؑ کیا ہے۔ علیؑ کو پابندِ حق نہیں کیا۔ جہاں علیؑ ہو وہاں چاہے کچھ نہ ہو حق ہوگا اور جہاں علیؑ نہ ہو وہاں سب کچھ ہوگا حق نہیں ہوگا۔

صراطِ مستقیم کی بات ہو رہی ہے تو جہاں علیؑ ہوگا وہاں حق ہوگا... تو کیسے مناظرے، کیسے تبرے، کیسے جھگڑے، کیسی رنجشیں، کیسی کبیدگی، کیسی ناراضگی......

آپ ہمیں یہ نہ بتائیں کہ حق کہاں ہے آپ ہمیں یہ بتائیں کہ علیؑ کہاں ہیں...... اتحاد ہوجائے گا......

ہم آپ کو محبت کا پیغام دے رہے ہیں آیئے ہمیں یہ نہ دکھائیں کہ حق کہاں ہے ہمیں ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ ہمیں نبوت میں شک نہیں ہے تو حق تلاش کرنے کی ضرورت کیا ہے۔

پیغمبر نے کہا ہے کہ جہاں علیؑ ہوگا وہاں حق ہوگا۔ اب ہمیں کیا پڑی ہے کہ تلاش کرتے پھریں کہ حق جماعت میں ہے یا جمعیت میں۔ روایت میں ہے یا تاریخ میں، راوی کے پاس ہے یا محدث کے پاس، اجماع میں ہے یا شوریٰ میں، شریعت میں ہے یا اسلامی نظام میں۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ علیؑ کہاں ہیں۔

میں پوری ذمہ داری سے اپنی قوم کی طرف سے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے کہیں اور ہمیں علیؑ دکھا دیا تو ہم اپنے مکتب سے پھر جائیں گے۔

ہم آنکھیں بند کر کے آئیں گے جدھر علیؑ ہے، سر کے بل آئیں گے، آنکھوں کے بل آئیں گے۔ آپ ایک مرتبہ ہمیں خلوص کے ساتھ علیؑ دکھا تو دیجیئے۔ اس لیئے کہ ہمیں یقین ہے کہ جہاں علیؑ ہوگا وہاں حق ہوگا اور یہی یقین تو ہماری زندگی کا معمول ہے۔

تو علیؑ اگر کعبہ میں ہوگا تو حق کعبہ میں ہوگا
اگر علیؑ مسجد میں ہوگا تو حق مسجد میں ہوگا
اگر علیؑ قرآن میں ہوگا تو قرآن حق ہوگا
اگر علی تفسیر میں ہوگا تو تفسیر حق ہوگی

Presented by www.ziaraat.com

اگر علیؑ صراط پر ہوگا تو صراط حق ہوگی
اگر علیؑ قافلہ میں ہوگا تو قافلہ حق ہوگا
اگر علیؑ رہبروں میں ہوگا تو رہبری حق ہوگی
اگر علیؑ منزل پر ہوگا تو منزل حق ہوگی
اگر علیؑ بدر میں ہوگا تو بدر حق
اگر احد میں تو احد حق
اگر دوشِ پیغمبر پر تو دوشِ پیغمبر حق
اگر اسلامی نظام میں تو اسلامی نظام حق
اگر شرعی عدالت میں تو شرعی عدالت کے فیصلے حق

علیؑ اگر نماز میں تو نماز حق — علیؑ اگر قیام میں تو قیام حق
علیؑ اگر قیام میں تو قیام حق — علیؑ اگر قعود میں تو قعود حق
علیؑ اگر سجدہ میں تو سجدہ حق — علیؑ اگر دعا میں تو دعا حق
علی اگر اذان میں تو اذان حق — علیؑ اگر کلمہ میں تو کلمہ حق۔ علی ولی اللہ.....

علیؑ اگر آیاتِ قرآنی میں تو آیات حق، علیؑ اگر سورۂ حمد میں تو سورۂ حمد حق۔

سورۂ حمد کی تلاوت کرتے ہوئے اگر علیؑ دماغ میں آئے تو اب ہوئی نا نماز!

سینکڑوں مشکوک سجدے قربان اس ایک سجدے پر جو معرفت مولا کے ساتھ ادا ہوا۔

صراطِ مستقیم کیا ہے؟...... جس کی تمنا ہر مسلمان پانچ وقت کی نماز میں کرتا ہے... کچھ تصور بھی ہے صراطِ مستقیم کیا ہے کچھ تعین بھی کیا ہے صراطِ مستقیم کا؟.....

صراطِ مستقیم تو غائب ہے نا! اگر حاضر ہے تو مجھے دکھاؤ..... کوئی نہیں دکھا سکتا۔

جب دکھا نہیں سکتے تو غائب۔ تو صراطِ مستقیم جو غائب ہے اس پر ایمان ہے لیکن جو اس صراط کا رہبر امام ہے اس کی غیبت پر سوالات کیے جاتے ہیں۔ کیوں ہیں؟ کیسے ہیں؟ اتنے دن سے زندہ کیسے ہیں۔

بڑی عجیب بات ہے۔ تمنا فرماتے ہیں آپ کہ پروردگار ہمیں باقی رکھ صراطِ مستقیم پر..... صراط مستقیم کیا ہے؟ قرآن نہیں ہے صراطِ مستقیم۔

اگر قرآن ''صراطِ مستقیم ہوتا تو صراط الذین'' نہ کہتا، ''صراط الکتاب'' کہتا تو ''الذین'' کون ہیں؟ جو ''انعمت علیھم'' ہیں......

مخصوص شخصیتیں ہیں ''انعمت علیھم'' کی مصداق......

اور وہ کون ہیں جن پر نعمتیں نازل ہوتیں؟ کون ہیں صاحبانِ نعمت؟

نعمت کا تذکرہ قرآن مجید میں ۱۴۴ مقامات پر آیا ہے اس کا مادہ ہے۔ ن۔ ع۔ م مختلف اعراب کے ساتھ۔ سورۂ حمد میں ''انعمت علیھم'' ہی نہیں ہے بلکہ غیر المغضوب علیھم بھی ہے..... تبریٰ بھی ہے..... وہ بھی ہے جیسے کوئی سننا پسند نہیں کرتا۔ مگر نماز میں پڑھنا پڑتا ہے۔

نماز ہی نہیں ہوتی، اللہ اس نماز کو منہ پر مار دے گا جو ''انعمت علیھم'' پر ختم کردے ''غیر المغضوب'' تک نہ پہنچے......

''مغضوب'' کون؟..... جن پر حجت تمام ہو چکی، جو صراط پر آ کر بھٹکے، جنہوں نے مان کر نہ مانا ہو، جو اقرار کر کے انکار کر گئے، جو مبارک باد کہہ کر بھول گئے..... یہ ہیں ''مغضوب''۔

لفظ ''غضب'' قرآن میں ۲۴ مرتبہ آیا ہے۔ لیکن صرف ایک مرتبہ لفظ ''مغضوب'' آیا ہے، سورۂ فاتحہ میں۔ اور اب پیغمبر کی حدیث......

اور یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ جن میں سب سے پہلی کتاب صحیح بخاری ہے کہ

فاطمة بضعة مِنّي..... فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا......

تو ہے نا مغضوب جس نے غضبناک کیا۔ تین مقامات پر صحیح بخاری میں ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

گفتگو نہیں کی حتیٰ کہ مرگئیں۔

تکلمہ حتیٰ ماتت: اس سے بولیں نہیں حتیٰ کہ مرگئیں۔

ہر مسلمان یہ کہتا ہے نا چاہے مانتا ہو یا نہ مانتا ہو کہ "انعمت علیھم" کے راستے پر چلا، "مغضوب" کے راستے سے ہٹا..... نماز میں تو کہتے ہو ہٹا۔ جلسوں میں کہتے ہو نافذ کرو..... یہ نظام نافذ کردو۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ ہے جبر مشیّت جو صاحبانِ نعمت ہیں ان کے لیے جبر مشیّت یہ ہے کہ ان کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے اور پتہ ہی نہیں چلتا کب اقرار کرگیا اور جو "مغضوب" ہیں ان سے برئت کرنا ہی پڑتا ہے اور ماننے والے کو پتہ ہی نہیں چلتا کب علیحدہ ہوگیا۔

اب کون ہوئے صراطِ مستقیم ..... جن پر اللہ نے اپنی نعمتیں نازل فرمائیں۔ جو صاحبانِ نعمت ہیں ان کا راستہ ہے۔ صراطِ مستقیم۔

رحمت کیا ہے؟ نعمت کیا ہے؟ اور فضل کیا ہے۔

نعمت اور فضل میں کیا فرق ہے۔ اس لیے کہ قرآن میں نعمت بھی ہے، فضل بھی ہے۔ رحمت وہ جہاں اس نے آغاز میں کہا: الحمد للہ رب العالمین الرحمن۔

رحمٰن ہے عالمین کے لیے۔ رحمت وہ جو بے طلب آتی ہے..... رحمت وہ جس کی بندہ تمنا کرتا ہے۔ رحمتِ عامہ جو سب کو دے رہا ہے۔ فرعون کو بھی موسیٰؑ کو بھی نمرود کو بھی ابراہیمؑ کو بھی..... یہ اس کی ربوبیّت ہے۔

رحمتِ خاصہ وہ ہے کہ جس کو بندہ طلب کرتا ہے..... دعاؤں میں کہتا ہے کہ پروردگار اپنی رحمت مجھ پر نازل کر۔ رحمت مانگتا ہے۔

نعمت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک نعمت کسبی۔ ایک نعمت تخلیقی۔

تخلیقی نعمت وہ جو خلقت میں عطا ہو۔ بغیر مانگے دے..... علیؑ نے جو کارنامے

بعد میں انجام دیئے۔ وہ الگ۔ لیکن ابتداء میں کیا دیا کہ اپنے گھر میں پیدا کیا..... یہ ہے نعمت تخلیقی..... لیکن یہ "عطا" اللہ اپنے مخصوص بندے کو دیتا ہے۔

میں تفاسیر محمدؐ و آلِ محمدؐ کی روشنی میں گفتگو کر رہا ہوں۔ اپنی طرف سے یہ تشریحات نہیں کر رہا۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا ہے کہ اپنی تفاسیر اور علمائے جمہور کی تفاسیر سامنے رکھ کر نتیجہ نکالا جائے۔

تفسیر فرات سے میں نے حوالے دیئے۔ تفسیر صافی سے میں نے حوالے دیئے۔ تفسیر میزان جو آقائے طباطبائی کی محکم ترین تفسیر ہے اس سے میں نے حوالے دیئے۔ تفہیم قرآن سے میں نے حوالے دیئے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر ہے۔ ترجمان القرآن سے میں نے حوالے دیئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ہے۔ تفسیر بیضاوی سے میں نے حوالے دیئے۔ تفسیر کبیر سے میں نے حوالے دیئے۔ تفسیر ابن کثیر سے میں نے حوالے دیئے۔

رحمت یہ ہے اور نعمت وہ ہے تو پھر فضل کیا ہے؟..... نعمت میں اضافے کا نام فضل ہے۔ یعنی نعمت عطا کی اپنے مخصوص بندوں کو پھر اس میں اضافہ کرتا چلا گیا۔

واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما۔ قال و من ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴)

اس آیت کی تفسیر میں میرے چھٹے امام فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے جد ابراہیم کو نبی بنانے سے پہلے عبد بنایا۔ رسول بنانے سے پہلے نبی بنایا، خلیل بنانے سے پہلے رسول بنایا۔ امام بنانے سے پہلے خلیل بنایا.....

اور جب اللہ نے ابراہیم کو عبد کہا۔ تو یہ نعمت تھی۔ اب اس نعمت میں فضل ہوا تو نبی بنایا پھر فضل ہوا تو رسول بنایا پھر فضل ہوا تو خلیل بنایا اور پھر جب فضل اپنے کمال کی منزل پر پہنچا تو امام بنایا.....

یہاں فضل کمال کی منزل پر ہے..... اضافہ کرتا ہے مدارج میں.....

Presented by www.ziaraat.com

وفضّلنا بعضهم الى بعض......(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳)

اور پھر جب فضل اپنے حدِ کمال کو پہنچا تو خاتم النبیین احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰؐ...

اور یہ فضل ختمی مرتبت کی ذات تک محدود نہیں رہا۔ فرماتا ہے۔

ام یحسدون النّاس علیٰ ما اتاهم اللّٰه من فضله فقد اتینا اٰل ابراهیم الکتاب والحکمة و اتینٰهم ملکا عظیما۔ (سورہ نساء آیت ۵۴)

کیا یہ لوگ حسد کرتے ہیں؟...... جلتے ہیں۔ تو جلیں۔ بے شک ہم نے عطا کیا۔ ہم نے آل ابراہیمؑ کو یہ فضیلت عطا کی کتاب بھی، حکمت بھی اور ملک عظیم بھی۔

عطا کرنے والا کون وہ جو ساری کائنات کا رب ہے۔ پھر وہ جو کسی کو ملک دے وہ جغرافیائی سرحدوں میں محدود نہیں ہوگا...... ایک تو عطا کرنے والا اللہ...... اور پھر ملک بھی ملک عظیم۔

علمائے جمہور میں ایک صاحب کی تشریح یہ تھی کہ کتاب وحکمت سے مراد ہے نبوّت اور ملک عظیم سے مراد ہے بادشاہت...... حالانکہ آیت نازل ہو رہی ہے۔ بنی اسرائیل کے طنز و اعتراض کے جواب میں۔ وہ اس بات پر معترض تھے کہ اسماعیلؑ کی نسل میں نبی کیسے ہوگیا۔ سارے نبی تو بنی اسرائیل کی نسل میں آئے یہاں یہ نبی کیسے ہوگیا۔

• داؤد یہاں آئے، سلیمان یہاں آئے...... سارے بادشاہ یہاں آئے تو سب کو یہاں آنا چاہیے تھا...... اور آپ بھی یہی کر رہے ہیں۔ ان یہودیوں کو بھی تو ناز تھا...... آخر بتاتے کیوں نہیں کہ آپ تفسیر کس سے لیتے ہیں؟

لیکن جب میرے معصوم امام سے پوچھا گیا: مولا اس کی تشریح کیا ہے تو مولا فرماتے ہیں: کتاب سے مراد نبوتِ، حکمت سے مراد فہم و ذکاء اور ملک عظیم سے مراد ہماری اطاعت مطلقہ...... تو ہماری اطاعت ہر ایک پر واجب کر دی۔

کوئی اطاعت کرے تب بھی واجب، نہ کرے تب بھی واجب یہ ہے ملک

عظیم۔ اس سے بڑی بھی کوئی نعمت ہوگی؟

اب تو تسلیم کریں کہ صاحبانِ نعمت یہ ہیں کہ جن کی اطاعت ہر ایک پر واجب۔ جب چاہیں چاند دو ٹکڑے کریں جب چاہیں آفتاب کو پلٹائیں۔ جب چاہیں جنت سے لباس منگوائیں، عرش پر بیٹھ کر فرش پر حکومت کریں۔ فرش پر رہ کر عرش پر حکومت کریں جو کائناتِ الٰہی کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہوں...... یہ ہیں وہ صاحبانِ نعمت۔

من یطع اللّٰه و رسوله۔ جس نے اللہ کی اور رسول کی اطاعت کی۔

فاولئک مع الذین انعم اللّٰه من النبیین و الصدیقین والشهداء والصالحین (سورۂ نساء آیت ۶۹)

یہ ہے نعمت۔ جو اللہ اور رسول کے اطاعت گزار ہیں وہ کس کے ساتھ ہیں صاحبانِ نعمت کے ساتھ ہیں......

یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے...... مذہبِ حقہ کی شان میں، جو صاحبانِ نعمت کے پیروکار ہیں جو اللہ و رسول کے اطاعت گزار ہیں۔

صاحبانِ نعمت کون؟...... مکہ مدینہ کے ''بقال'' نہیں بلکہ ''من النبیّین''...... جو نبیوں میں سے ہوں جو صدیقین یعنی سچوں میں سے ہوں جو شہدا میں سے ہوں جو صالحین میں سے ہوں..... ایک ہی خاندان میں کوئی یہ چاروں صفات دکھا دے تو ہم مذہب تبدیل کر دیں گے...... نہیں دکھا سکتا۔

اگر کہیں صدیق ہے تو نبی نہیں ہے، نبی ہے تو شہید نہیں ہے، شہید ہے تو صالح نہیں ہے۔ یہ چاروں صفات ایک ہی خاندان میں کوئی نہیں دکھا سکتا، سوائے ایک خاندان کے۔

پیغمبر اسلام جب معراج سے واپس آئے۔

صحابہ نے پوچھا: یا نبی اللہ معراج پر کیا دیکھا۔

علیؑ نے کہا: یا رسول اللہؐ آپ بتائیں گے یا میں بتاؤں......

Presented by www.ziaraat.com

رسول اللہ نے فرمایا: علیؑ تم ہی بتاؤ...... اب علیؑ معراج کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرر ہے ہیں۔

فرمایا رسول اللہ نے : یا علیؑ انت صدیق اکبر۔

اے علیؑ تم ہی صدیق اکبر ہو......

علیؑ نے تمام عمر اس لقب پر فخر کیا ہے۔ انا صدیق اکبر، انا فاروق اعظم۔ میں صدیق اکبر ہوں، میں فاروق اعظم ہوں اس کے بعد میرے مولا کہتے ہیں وہ جھوٹا ہے جو میرے علاوہ اپنے کو ایسا کہے۔

اچھا صدیق سچے کو نہیں کہتے...... بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ جسے قرآن یا اللہ کا رسول صدیق کہہ دے وہ واقعہ کا محتاج نہیں ہوتا۔ واقعہ اس کا محتاج ہوتا ہے۔ مثال یہ کہ باہر جھگڑا ہو رہا ہے میں دیکھتا ہوا آیا، میں نے بیان کر دیا...... میں سچا تو ہوں لیکن صدیق نہیں......

صدیق کون کہ جو کچھ واقعہ زبان سے نکل جائے وہ حقیقت ہو جائے۔ صدیق وہ جس کی زبان سے نکلا ہوا لفظ لوحِ محفوظ کی تقدیر بن جائے۔ اگر خاتون جنت یہ کہہ دے کہ تمہارا درزی کپڑے لا رہا ہے تو رضوانِ جنت کی مجال نہیں کہ فاطمہؑ کے در پر آ کر اپنے کو فرشتہ کہے۔ بلکہ کہے کہ درزی کپڑے لایا ہے۔

فاروق کے معنی فرق محسوس کرنا...... مولانا مظہر الحق دیوبندی تشریف فرما ہیں۔ فرق محسوس کیا تب ہی تو اِدھر آئے۔

تو صدیق اس گھرانے میں، نبی اس گھرانے میں، شہید تو ہیں ہی اس گھرانے میں، صالح المومنین صرف علیؑ کا لقب ہے۔ قرآن کی آیت سے پوچھو یا بخاری کی روایت سے پوچھو...... میں نے کہا تھا نا کہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہیں۔ اب دیکھ لیں کون کن کے ساتھ ہے۔

صالحین کے ساتھ ہو اتحاد۔ شہدا کے ساتھ ہو اتحاد۔ صدیقین کے ساتھ ہو اتحاد۔ "من النبیین" کے ساتھ ہو اتحاد۔

"انعمت علیھم" کے مصداق جو ہیں ان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔

قرآن کی رو سے صاحبانِ نعمت کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ اب جنہیں کتاب و حکمت عطا کی۔ ظاہر ہے علم کتاب بھی تو دیا ہوگا نا!

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (سورۂ فاطر آیت ۳۲)۔

پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا انہیں، جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے مصطفیٰ کیا۔ سب کو نہیں بنایا۔

سب کو پبلشر نہیں بنایا۔ کس نے حق دیا تھا کہ Compile کرو۔

کسی کو نہیں بتایا مگر "الذین اصطفینا" جن کو ہم نے چنا۔ یہ لفظ "صطف" سے نکلا ہے اور قرآن میں ۱۳ مرتبہ آیا ہے۔ "اصطفٰے" کے معنی۔ جنہیں عصمت و طہارت میں برگزیدگی عطا کی۔

یعنی جنہیں "اصطفا" کیا وہ سب معصوم۔

سب "انعمت علیھم" کی منزل پر۔ اب اس بحث کو اس وقت رہنے دیں کہ عصمت عامّہ ہے یا عصمت خاصہ ہے یا عصمت مطلقہ ہے۔

"عصمت مطلقہ" کی منزل پر تو صرف ۱۴ ہیں۔ لیکن "عصمت خاصّہ" کی منزل پر تو نبی کے والدین بھی ہیں۔

ان اللہ اصطفٰے آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین

(آل عمران آیت ۳۳)

اللہ نے اصطفٰے کیا آدم کو نوح کو، آلِ ابراہیم کو اور پھر آلِ عمران کو...... آلِ عمران کو آلِ ابوسفیان کو نہیں۔

معلوم ہوا کہ مصطفٰے کون...... آلِ ابراہیمؑ ...... مصطفٰے کون...... آلِ عمران......

Presented by www.ziaraat.com

چنے ہوئے، منتخب کیے ہوئے، موسیٰؑ کے والد عمران نہیں، عیسیٰؑ کے نانا عمران نہیں...... ابو طالب کی اولاد۔

کون ہیں اللہ کے چُنے ہوئے۔ کون ہیں جو ''انعمت علیھم'' کے مصداق ہیں۔ جہاں چُنے ہوئے ہیں وہاں نعمت ہے۔ یعنی جو اصطفائیت کی منزل پر ہے وہ معصوم ہے۔ اس لیے خاتم النبیّن کو کسی کے Reaction میں آ کر خاتم المعصومین لکھنے والو!

نبیؐ کے علاوہ بھی معصوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جہاں اصطفائیت ہے وہاں معصوم ہے۔ غیر معصوم اصطفائیت کی منزل پر آ ہی نہیں سکتا۔

مریم نبی نہیں ہے...... نبی کی ماں ہے مگر اصطفائیت کی منزل پر ہے، طہارت کی منزل پر ہے نبی نہیں ہے مگر اصطفائیت کی منزل پر ہے۔ آلِ ابراہیم میں سب کو نبی نہیں لیکن سب کو اصطفیٰ کہا۔ آل عمران میں تو نبوت ہے ہی نہیں، امامت ہے ابوطالب کی اولاد میں۔ سب کو اصطفیٰ کہا گیا۔ یہ لفظ اصطفیٰ سب کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جب معصوم کے لیے اصطفائیت ہے تو صرف معصوم ہی کے لیے نعمت ہے۔

یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک (سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰)

اے مریم کے بیٹے ہم نے تجھے اور تیری ماں کو نعمت عطا کی۔ تو کیا ہے یہ نعمت؟ ...... مریمؑ نبی نہیں ہے؟...... عیسیٰ کو کتاب کی نعمت، نبوت کے نعمت...... تو معلوم ہوا جہاں نبوت نہیں ہے وہاں بھی نعمت۔

مریم نہ صاحب کتاب ہیں نہ نبی ہیں لیکن نعمتیں آ رہی ہیں...... کیوں؟ اس لیے کہ جنابِ مریمؑ معصومہ ہیں۔ تمام کتابیں متفق ہیں مریم کی معصومیت اور طہارت پر تو جہاں اصطفائیت ہے وہاں عصمت ہے۔

جہاں عصمت ہے وہاں گناہوں سے دوری ہے۔

جہاں گناہوں سے دوری ہے وہاں گمراہی نہیں۔

جہاں گمراہی نہیں وہاں شیطان نہیں۔

جہاں گمراہی نہیں اسی راستے کو تو صراطِ مستقیم کہتے ہیں۔

اسی راستے کو نعمت۔ نعمت اور اصطفائیت ساتھ ساتھ ہیں۔

جہاں جہاں نعمت آئی وہاں وہاں اصطفائیت آئی۔ نعمت آتی رہی۔

آدمؑ کو یہ نعمت ملی، نوحؑ کو یہ نعمت ملی۔

ابراہیمؑ کو یہ نعمت ملی، اسماعیلؑ کو یہ نعمت ملی۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو یہ نعمت ملی اور یہ نعمت انبیاء سے مسلسل ہوتی ہوئی خاتم النبیین تک پہنچی...... تو پھر ان کا راستہ ہوا نا صراطِ مستقیم۔

کن کا راستہ صراطِ مستقیم؟ جو صاحبانِ نعمت ہوں اور اصطفائیت کی منزل پر ہوں۔ جو معصوم ہوں۔ جو نور ہوں۔ وارثِ علم لدنی ہوں۔ وارثِ علمِ کتاب ہوں۔

یہ ہیں صاحبانِ نعمت۔

قل لااسئلکم علیه اجراً الاالمودة فی القربیٰ (شوریٰ آیت ۲۳)

جن کی مودت اجر رسالت بن جائے وہ ہیں صاحبانِ نعمت یا قرآن یہ کہے۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰه آپ تو کچھ چاہتے ہی نہیں مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔ یہ ہیں صاحبانِ نعمت۔

یقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفیٰ باللّٰه شهیدا بینی و بینکم و من عنده علم الکتاب (سورۂ رعد آیت ۴۳)

کافر کہتے ہیں کہ تو نبی نہیں ہے (اگر یہ کافر کہتے ہیں تو کہنے دے، اگر یہ کفرانِ نعمت کرتے ہیں تو کرنے دے) کہہ دے کہ اللہ کافی ہے یہ نبوت کی شہادت دینے کے لیے اور وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔ وہ ہے صاحبِ نعمت۔ صاحب نعمت کون جس کے لیے قرآن کہے:

انما ولیکم اللّٰه و رسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة و یوتون

Presented by www.ziaraat.com

الذکوۃ وھم راکعون۔ (مائدہ آیت ۵۵)

صاحب نعمت کون جس کے لیے قرآن کہے:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضاۃ اللّٰہ و اللّٰہ رؤف بالعباد (بقرہ آیت ۲۰۷)

سب سے بڑی نعمت جو اللہ کی مرضی کے لیے اپنا نفس بیچ دے..... صاحب نعمت کون؟......جس کے لیے قرآن یہ کہے:

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران آیت ۱۰۳)

صاحب نعمت کون جن کے لیے قرآن کہے:

کل شئی احصیناہ فی امام مبین (یٰس آیت ۱۲)

صاحبان نعمت کون؟ انعمت علیھم۔

صاحبانِ نعمت کون؟ اھدنا الصراط المستقیم۔

صاحبانِ نعمت کون؟ فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون (انبیاء آیت ۷)

صاحبان نعمت سے سوال کرو اگر کسی مسئلے میں نہ جانتے ہو......

آیئے پیغمبر اسلام سے پوچھیں کہ حضور آپ بتایئے صاحبانِ نعمت کون؟ آپ حجت ہیں۔ حَکَم ہیں، اتھارٹی تو آپ ہیں۔ آخری فیصلہ امام بخاری نے تو نہیں کرنا ہے آپ نے کرنا ہے۔

سرکار آپ فرمایئے صاحبانِ نعمت کون؟ سرکار فرمائیں گے۔ یا علی انت منی و انا منک۔

صاحب نعمت کون؟ یا علی انت منی بمنزلت ھارون من موسیٰ۔

صاحب نعمت کون؟ یا علی انت ولی الامر من بعدی۔

صاحب نعمت کون؟ لاعطین رایت غداً رجلا کرارا غیر فراراً......

صاحب نعمت کون؟ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔

صاحب نعمت کون؟ کہہ تو دیا انا دارلحکمت و علی بابھا

صاحب نعمت کون؟ حضور ذرا تفصیل سے بتایئے۔

فرمائیں گے: بتا تو دیا۔

یاعلی انت صاحب حوضی و صاحب لوائی بغضک بغضی و حبک حبی۔

یا رسول اللہ ذرا تفصیل سے بتا دیجیے آپ کے بعد صاحب نعمت کون؟

چھوٹی چھوٹی حدیثوں سے لوگ سمجھتے نہیں۔

فرمایا۔ زینوا مجالسکم بذکر علی ابن ابی طالب۔ ذکرک ذکری و ذکری ذکر اللّٰہ۔

اور سنئے لحمک لحمی، نفسک نفسی، دمک دمی۔ ضربک ضربی۔ روحک روحی۔

حضور اور ذرا تفصیل سے بتایئے کہ اس تقریر کے بعد نبوت میں شک کرنے والوں کو بھی صاحبانِ نعمت میں شک نہ رہے۔

ذرا تفصیل سے بتا دیجیے کن کا ذکر کریں؟

فرمایا: من اراد ان ینظر الی آدم فی علمه و الی نوح فی تقواہ و الی ابراھیم فی خلته و الی موسیٰ فی ھیبته و الی یوسف فی جماله و الی عیسیٰ فی زھدہ فلینظر الی وجه علی ابن ابی طالب۔

اس گفتگو کو یہیں چھوڑیئے۔ آگے بڑھ رہا ہوں۔ جنت کیا ہے؟ نعمت۔ پل صراط سے کامیاب گزر جانا کیا ہے؟ نعمت...... سرکار کے بعد بھی تو کسی سے پوچھیئے...... صدیق اکبرؓ آپ بتایئے صاحبِ نعمت کون ہے۔ کہا: کوئی نہیں گزر سکتا پل صراط سے جب تک علیؑ لکھ کر نہ دے دیں۔

زندگی کیا ہے نعمت، ہلاکت سے بچنا کیا ہے نعمت...... آگے چل کر پوچھیں صاحبِ نعمت کون ہے حضرت فاروق اعظمؓ سے...... فرمائیں گے لولا علی لھلک عمر۔

اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں۔ آپ فرمایئے فاروق اعظمؓ

Presented by www.ziaraat.com

کے بعد مسلمانوں میں بڑی شخصیت کون ہے۔ حضرت ذوالنورینؓ۔ آپ بتائیے کہ صاحبِ نعمت کون ہے۔ کہا: اگر رسولؐ صاحب نعمت ہے تو علیؑ بھی صاحب نعمت ہے اس لیے کہ میں نے حضور کی زبان سے سنا: انا و علی من نور واحد۔

حضرت ذوالنورینؓ کے بعد سب سے بڑی شخصیت کون ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ فرمایئے آپ بتایئے اپنے بیٹوں کو۔ ہماری بات نہیں مانتے شاید ماں کی بات مان جائیں۔ کہیں گی کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ اگر شرافت چاہتے ہو تو علی کی ولایت نعمت کا اقرار کرو۔

اور آگے چلو۔ ابوذرؓ کون۔ جس سے زیادہ سچے انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ پیغمبر کی حدیث۔

سلمانؓ کون۔ السلمان من الاهل البیت۔ ایمان کے دسویں درجہ پر فائز۔

قنبر کون! علیؑ کے پائے اقدس سے مس ہوکر ابھرنے والا ذرہ جو تاریخ شرافت کا آفتاب بنا۔

ان تینوں سے اور بلالؓ حبشی سے ایک سوال ایک ہی شعر میں پوچھ لوں؟

کون ہے صاحب نعمت۔

ابوذرؓ تم بتاؤ، سلمانؓ تم بتاؤ، قنبرؓ تم بتاؤ صاحب نعمت کون ہے۔

لیکن ان سے براہ راست نہیں پوچھتا۔

مصورِ پاکستان سے پوچھتا ہوں۔ علامہ اقبال کہیں گے۔

نعرۂ حیدر نوائے بوذرؓ است
گرچہ در حلق بلالؓ و قنبرؓ است

نعرۂ حیدر بوذرؓ کی آواز ہے جو بلالؓ کے گلے سے نکلے یا قنبر کے گلے سے نکلے۔

اگر علیؑ کا نام۔ علیؑ کا نعرہ نعمت نہ ہوتا تو ابوذرؓ کبھی یہ نعرہ نہ لگاتے۔ قنبرؓ کبھی یہ نعرہ نہ لگاتے۔ بلالؓ کبھی یہ نعرہ نہ لگاتے۔ نہیں...... آگے چلو۔ مسلمانوں کے سب سے

بڑے فرقے کے امام۔ امام اعظم نعمان بن ثابت آپ بتایئے کہ صاحب نعمت کون ہے تو تڑپ کر کہیں گے۔

لولاک سنتان لهلک نعمان۔ اگر دو برس صاحب نعمت صادقؑ کی خدمت میں نہ گزارتا تو نعمان ہلاک ہو جاتا......

امام احمد بن حنبل سے پوچھو۔ صاحبِ نعمت کون ہے۔ یہی تو ہیں نا چیمپئن شریعت کے اور فقہ کے۔ دعوتِ اتحاد دے رہا ہوں۔ کون ہے علیؑ کا مخالف مجھے بتاؤ! یہ تو جان کر نہ ماننے والی بات ہے۔ اتحاد کیسا؟ امام احمد بن حنبل آپ بتایئے صاحب نعمت کون ہے۔ فرمائیں گے: میں تو اپنے بیٹے کو جواب دے چکا ہوں۔ اس نے پوچھا تھا کہ بابا صحابہ کرام کے حفظِ مراتب کے اعتبار سے نام ترتیب دے دیجیے۔ تو سکہ رائج الوقت کے لحاظ سے ناموں کی ترتیب کر دی لیکن علیؑ کا نام ہی نہیں لیا۔

تو بیٹا پوچھتا ہے: آپ کی علیؑ سے دشمنی کی حد ہوگئی۔ کہ آپ نے علیؑ کا کسی نمبر پر بھی نام ہی نہیں رکھا......

بولے: تو نے سوال کیا تھا کہ صحابہ کرام کی مراتب کے اعتبار سے ناموں کی ترتیب بتایئے۔ میں نے بتا دیا۔

بیٹے نے کہا: آپ نے علیؑ کا نام نہیں لیا۔

تو احمد بن حنبل نے کہا: تو نے علیؑ کو صحابہ میں کب سے شامل سمجھ لیا۔

امام شافعی سے پوچھیے صاحب نعمت کون۔ کہیں گے کیا بتاؤں۔

فمات شافعی و لیس یدری
علیٌّ ربه ام ربه الله

شافعی مرگیا مگر پہچان ہی نہ سکا کہ علیؑ خدا ہے یا خدا علیؑ ہے۔

آگے چلیے...... اللہ نے بتایا کہ صاحب نعمت کون، رسولؐ نے بتایا کہ صاحب نعمت کون، خلفاء نے بتایا کہ صاحبِ نعمت کون، پہنچے ہوئے صحابہ سلمانؓ و ابوذرؓ نے

Presented by www.ziaraat.com

بتایا کہ صاحب نعمت کون، امام اعظم، امام حنبل، امام شافعی نے بتایا کہ صاحب نعمت کون، ان کے بعد سب سے بڑا چینل کیا ہے؟......

قلندر! خواجہ بختیار الدین کاکی، فرید الدین عطار شمس تبریز، رکن الدین رکن، عالم۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ نظام الدین ادلیا۔

آیئے سب سے پہلے سہون میں سوئے ہوئے قلندر کا شانہ ہلا کر پوچھیں۔ کون ہے صاحب نعمت۔ تو قلندر جھوم کر کہے گا۔

حیدریم، قلندرم مستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم
سرگروہ تمام رندانم
کہ سگ کوئے شیرِ یزدانم

حیدری ہوں، قلندر ہوں۔ مست ہوں۔ علیؑ کا بندہ ہوں۔ خدا کے بندو۔ علیؑ کا بندہ ہوں۔ لگاؤ فتویٰ۔ تمام رندوں کا سردار ہوں اس لیے کہ شیر خدا کی گلی کا کتا ہوں۔

گر مثل خود نہ گفتہ شاہِ رسل علی را
گفتہ خرد بہ مرحت بے مثل و بے مثال است

اگر میرا پیغمبرؐ علیؑ کو اپنا جیسا نہ کہتا تو میں یہ کہتا کہ اللہ کی طرح علیؑ کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد معین الدین چشتی کہتے ہیں:

شاہا غریب و غمگیں یعنی معینِ مسکیں
کمتر سگ در تواب کن نظر بخواند

اے میرے بادشاہ علیؑ! میں غریب، میں غمگین، میں معین، میں مسکین، تیرے در کے کتے سے زیادہ کمتر ہوں مجھ پر نظر عنایت کر۔

صاحبِ نعمت مجھ پر نعمتوں کی بارش کر کے مجھے ولی بنا دے۔ نظام الدین ادلیاء کے بڑے مرید علامہ اقبال جب اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر جا رہے تھے تو ان کے مزار پر

حاضری دے کر کہا:

کرم کرم کہ غریب الدیار ہے اقبال
مرید شاہِ نجف ہے غلام ہے تیرا

اب آپ کو لطف آئے گا میں نے اسی لیئے تعارف کرایا ہے نظام الدین اولیاء کا۔ اب تم بتاؤ کون ہے۔ صاحب نعمت۔

اے بادشاہوں کو ظلِ سبحانی گیتی پناہ سمجھنے والو! اے بادشاہوں کو ولی نعمت کہنے والو! سنو صاحبِ نعمت کون ہے۔ نظام الدین اولیاء کہتے ہیں۔

نظام الدین حیادارد کہ گوید بندہ شاہ ام
ولیکن قنبرت اورا کمینہ یک گداباشد

قیامت کا شعر ہے۔ اس سے بہتر انکساری بارگاہ ولایت میں ہو نہیں سکتی۔ نظام الدین کی منزل معرفت دیکھی جہاں اس نے شکر نعمت کیا ہے۔ کہتے ہیں مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں علیؑ کا غلام ہوں۔ میں تو قنبر کا ایک ادنیٰ فقیر ہوں۔ خواجہ فرید الدین عطار بڑے مقام بڑے مرتبہ پر فائز ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ نے شکر نعمت کیسے ادا کیا۔ تو کہیں گے میری زندگی کا آخری شعر ہی یہ ہے۔

جمع گشتہ خلق بہر قتل ما
جرم عطار است حُبّ مرتضیٰ

میرے قتل کے لیے ساری دنیا کو جمع کیا گیا ہے اور میرا جرم علیؑ کی محبت ہے۔

آیئے ملتان میں سوئے ہوئے رکن الدین عالم سے پوچھیں کہ تم نے ان صاحبانِ نعمت کا شکر کیسے ادا کیا۔ ادا تو ضرور کیا ہوگا ورنہ ولی کیسے بنتے...... تو کہیں گے:

من علی را دوست دارم خلق گویدرافضی
پس خدا و مصطفیٰ و جبرئیل ہم رافضی

صاحب نعمت کو پوچھو۔ تلاش کرو صاحب نعمت کو، پوچھو شمس تبریز سے۔ مولوی

Presented by www.ziaraat.com

معنوی جن کے حلقہ ادارت میں تھے۔

وہ مولوی معنوی جن کی مثنوی کو کہا گیا "ہست قرآن در زبان پہلوی۔" ......

جن کی مثنوی قرآن ہے فارسی زبان کا۔ مولانا روم سے پوچھو...... مولانا روم نے شمس تبریز کے افکار کو اپنے اشعار میں نظم کیا ہے۔ مولانا سے پوچھو کہ صاحب نعمت کون ہے...... مولانا کہیں گے:

تا صورتِ پیوندِ جهان بود علیؑ بود
تا نقشِ زمین بود زمان بود علیؑ بود
هم اول و هم آخرو هم ظاهرو باطن
هم عابد و هم معبدو معبود علیؑ بود

اوّل بھی علیؑ، آخر بھی علیؑ، ظاہر بھی علیؑ، باطن بھی علیؑ۔
عابد بھی علیؑ، عبادت گاہ بھی علیؑ، عبادت کے لائق بھی علیؑ۔

عیسیٰؑ بوجود آمدو فی الفور سخن گفت
آن نطق فصاحت که بدو بود علیؑ بود
هم آدمؑ وهم شیث و هم ادریس و هم ایوب
هم یوسف و هم یونس و هم هود علیؑ بود

کیا کہہ رہے ہو شمس تبریز آدمؑ بھی علیؑ شیثؑ بھی علیؑ،
ادریسؑ بھی علیؑ ایوبؑ بھی علیؑ
یوسفؑ بھی علیؑ، یونسؑ بھی علیؑ ہودؑ بھی علیؑ......
شمس تبریز کے عقیدے میں کوئی نبی نہیں آیا تھا۔
ایک علیؑ تھا جو کبھی آدمؑ کی صورت میں آیا،
کبھی یعقوبؑ کی شکل میں،
کبھی یوسفؑ کی صورت میں آیا،

کبھی یونسؑ کی صورت میں آیا،
کبھی ہودؑ کی صورت میں آیا،
کوئی آدمؑ نہیں آیا تھا،
علیؑ ہی تھا آدمؑ کی صورت میں۔ تو پھر کس کو سجدہ نہیں ہوا تھا۔ آدمؑ کو سجدہ نہیں ہوا تھا۔ علیؑ کو سجدہ ہوا تھا۔

اب پتہ چلا کہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے والا قیامت تک لعنتی کیوں بنا!......

فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا۔ یہ آدم کو سجدہ نہیں تھا۔

علیؑ کو سجدہ تھا۔ علیؑ کو سجدہ نہیں کیا یعنی خلافتِ علیؑ کا انکار کیا۔

آگے کہتا ہے: جبرئیل جب وحی لے کر آتا تھا تو مقصود علیؑ ہوتے تھے...... یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ شمس تبریز کا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے: کہ کفر کا کلمہ نہیں ہے۔ جو کچھ ہے علیؑ ہے جو کچھ تھا علیؑ تھا۔

خدا کی قسم ایک ایک شعر بھی میں سناؤں نا VIP's کا، چھوٹے موٹے آدمیوں کا نہیں، جو اسلام کے ٹوپ موسٹ Top Most لوگ ہیں کہ انہوں نے کس کس طرح شکر علیؑ ادا کیا ہے تو قیامت بپا ہوجائے۔

ابھی ابھی چاہوں تو ایک ہزار شعر پڑھ سکتا ہوں یہ نہیں کہ میری طاقت وتوانائی نے جواب دے دیا نہیں۔

جہاں سے پلتی ہے اقبالؔ روح قنبر کی
مجھے بھی ملتی ہے روزی اسی خزینے سے

اقبالؔ نے صاحب نعمت کے لیے کہا:

ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؑ کا نام اقبالؔ
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

کس کس سے پوچھوں کہ صاحب نعمت کون ہے۔ کس کا راستہ ہے صراطِ مستقیم۔

Presented by www.ziaraat.com

کیا اب بھی صاحب نعمت نظر نہیں آیا؟ تو یا تو یہ زبان جل جائے جو بتا نہ سکے یا اللہ ان کو بصیرت دے جو دیکھ نہیں سکے۔

عقدے وہ کون سے ہیں جو میں کھولتا نہیں
موتی وہ کون سے ہیں جو میں رولتا نہیں
وہ کیا حقیقتیں ہیں جو میں تولتا نہیں
مولا ترے لحاظ میں کچھ بولتا نہیں

صراطِ مستقیم ان کا راستہ ہی جب کہ در پر کائنات کا ذرہ ذرہ سربسجود ہے۔ نزول ملائکہ ان کے آستانے پر، جبرئیل سردار ملائکہ ان کے در کا گدا۔

حجتہ الوداع، خانہ کعبہ سے واپسی، تپتا ہوا میدان، چلتی ہوئی لو، پڑتی ہوئی گرمی، سورج کا شامیانہ، کجاوں کا منبر، بلالؓ کی آواز،

حی علی خیر العمل۔ آؤ عمل خیر کی طرف۔

ایک لاکھ ۴۸ ہزار تازہ تازہ حاجیوں، صحابیوں کا مجمع...... سب کو ہٹا کر مجمع سے ایک کو اتنا بلند کیا کہ سفیدی بغل ظاہر ہونے لگی۔ جس نے نہیں دیکھا وہ دیکھ لے۔ جس نے نہیں سنا وہ سن لے۔

اللّٰہ مولائی و انا مولا کم. فمن کنت مولا فھذا علیٌ مولاہ

اللہ میرا مولا ہے اور میں تمہارا مولا ہوں اور جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔

ادھر مولا دکھایا ادھر جبرائیل آیت لے کر آئے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (سورۂ مائدہ آیت ۳)

بندہ کہتا ہے نا!

اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم

تو خدا کی طرف سے جواب آرہا ہے۔ اتممتُ......

میں نے دے دیا...... چودہ سو سال سے خدا جواب دے رہا ہے ذرا سننے والے کان تو لاؤ۔

اتممت علیکم نعمتی۔ نعمت تمام ہوگئی۔

حارث بن نعمان فہری نے کہا: اپنی طرف سے بنایا ہے یا خدا کی طرف سے؟ (یہ نبی کی زندگی کو دو حصوں میں سمجھنے کا طریقہ غدیر خم سے چلا۔ تازہ نہیں ہے)...... اپنی طرف سے یا خدا کی طرف سے؟......

کہا: **وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحا**...... میں تو وحی کے بغیر بولتا نہیں......

کہنے لگا: اے خدا اگر محمد سچے ہیں تو تو آسمان سے مجھ پر عذاب نازل کر۔ آسمان سے پتھر آیا سر کو توڑتا ہوا نیچے سے نکل گیا۔

منکر ولایت تھا۔ "**انعمت علیھم**" کا انکار کیا۔ مغضوب ہوگیا۔

تاریخ لکھتی ہے سب نے بیعت کی، سب نے علیؑ کو مولا مانا، سب نے مبارکباد دی...... دیکھیں اس منزل کو۔ اگر مبارکباد نہ دیتے تو کیا مغضوب ہونا تھا؟...... ہر مسلمان کہتا ہے ہمیں ان کے راستے پر نہ چلا۔

حارث بن نعمان فہری کو کیا علیؑ نے قتل کیا؟......نہیں......

کیوں علیؑ نے کیوں نہیں مارا؟ ...... اس لیے کہ وہ نہ اللہ کا دشمن تھا، نہ رسولؐ کا، وہ تو علیؑ کا دشمن تھا۔ اللہ کا دشمن نہ تھا تو اللہ نے کیوں مرنے دیا؟

مرحب کا بھائی حارث جو خیبر میں آیا تھا۔ اسے علیؑ نے مارا......

حارث وہ بھی تھا حارث یہ بھی تھا۔ خیبر میں جو حارث آیا تھا وہ اللہ کا دشمن تھا تو علیؑ نے مارا اور غدیر میں جو حارث آیا تو علیؑ نے تو نہیں مارا۔

علیؑ اور اللہ میں معاہدہ ہوگیا تھا کہ اے علیؑ میرے دشمن کو تو مارے گا اور تیرے

Presented by www.ziaraat.com

دشمن کو میں ماروں گا......

وہ علیؑ کیا جو اپنے دشمن کو مارے۔ اپنے دشمن کو تو فرعون بھی مارتا ہے، نمرود بھی مارتا ہے۔

علیؑ جب بھی مارے اللہ کے دشمن کو مارے یہ تھوڑی ہوگا کہ علیؑ اپنے دشمن کو بھی مارے اور اللہ کے دشمن کو بھی مارے......

هل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

اے علیؑ میرے دشمن کو تو مارے گا لیکن تیرے دشمنوں کو میں ایسا ماروں گا کہ وہ مرمر کر بھی مرتے رہیں گے......

یہ ہے کفرانِ نعمت کرنے والوں کا انجام۔ صراطِ مستقیم پا کر چھوڑ دینے والوں کا انجام۔

دین مکمل، نعمتیں تمام، اللہ راضی۔

جب حارث بن نعمان فہری نے کفران نعمت کیا، جب یزید نے کفرانِ نعمت کی تو وارث نعمت کی یہ ذمے داری تھی، حسینؑ کی یہ ذمہ داری تھی......

بیعت کا جب سوال اٹھا تو کہہ دیا...... ''نہیں۔''

واللہ اس ''نہیں'' نے رکھی آبروئے دین
برباد کرکے رکھ دیا ظلم شدید کو

میں قربان ہو جاؤں اس ''نہیں'' پر...... حسینؑ کی ذمہ داری تھی کہ آبروئے نعمت رکھ لیں۔ راستہ واضح ہے بیعت کا سوال آیا تو کہہ دیا ''نہیں!''

بیعت کا جب سوال اٹھا تو:

ماریں کچھ ایسی ٹھوکریں تاجِ دنگیں کو
یوں چھین لی حیات یزیدی نظام سے
بیعت کی پھر طلب نہ ہوئی نو امام سے

کسی بادشاہ کی یہ مجال نہ ہوسکی کہ کربلا کے بعد بیعت طلب کرے۔

حسینؑ نے کہا: یزید تیرے اس انکارِ نبوت کو، انکارِ نعمت کو، سوال بیعت کو شام کے محلوں ہی میں دفن کرکے تیرے اور تیرے باپ دادا کے نام کو گالی نہ بنا دوں تو ابوطالبؑ کے خون کی شرافت کا حق ادا نہ ہوگا۔

میرے نانا کو لاوارث سمجھا؟...... کس نے تجھے بتا دیا کہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

میرے بابا کی نعمت ولایت پر یزید مسلط ہوا ہے۔ میں اپنے نانا کی عزت بچانے کے لیے اکبرؑ کو قربان کردوں گا۔

عباسؑ کے بازو دے دوں گا۔ وقت آیا تو جھولے والے کو قربان کردوں گا۔

آج سکینہ کا ماتم کریے گا نا!...... سکینہؑ نے آکر باپ کا دامن پکڑ کر کہا: ''بابا کہاں جا رہے ہو۔''

''سکینہؑ ممکن ہوسکے تو تمہارے لیے پانی لائیں گے۔''

نا بابا! نہ جایئے۔ خدا کی قسم مجھے پانی نہیں چاہیے۔ بابا نہ جایئے۔

چین آئے گا جو آپ کی بو پاؤں گی بابا
میں رات کو مقتل میں چلی آؤں گی بابا

حسینؑ چلے۔ یزیدی لشکر کے سامنے پہنچے: ''دیکھو میں رسولؐ کا نواسا ہوں۔ میرے سر پر رسولؐ کا عمامہ ہے۔ یہ پٹکا رسولؐ کا ہے۔ میرے دوش پر یہ عباء رسولؐ کی ہے۔ یہ تلوار علیؑ کی ہے۔''

بزدلوں نے جواب کیا دیا اس گفتگو کو حسینؑ کی کمزوری سمجھا۔ جو امام کا تدبر تھا اس کو بزدلی سمجھ رہے تھے۔

''حسینؑ اب کیا لڑو گے۔ بھائی تمہارا مارا گیا۔ بیٹا تمہارا نہ رہا۔ بھتیجا تمہارا مر گیا۔ بھانجے تمہارے قتل ہوگئے۔ حسین اب کیا جنگ کرو گے! کیا لڑو گے! بہتر یہ

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ تم سر جھکا دو ہم سر کاٹ کر لے جائیں گے۔"

حسینؑ چپ تھے۔ ان بے دینوں، ظالموں کو کیا جواب دیتے ...... ان کے اس طنز کی آواز علیؑ کی بیٹی زینبؑ کے کانوں تک پہنچی۔

خیمے کا پردہ اٹھا کر کہا: بھیا تجھے مجبور سمجھتے ہیں۔ بھیا "جان" تو ایک مرتبہ دینی ہے۔ ایک مرتبہ بابا کی تلوار کے جوہر دکھا دو۔"

زینبؑ کی یہ آواز حسینؑ کے کانوں تک پہنچی۔

حسینؑ نے جو جنگ کی، زینبؑ کی فرمائش پر کی۔ ذوالفقار نیام سے کھینچی۔ صف اوّل پر حملہ کیا تو قلب لشکر ٹوٹا۔ میمنہ پر حملہ کیا تو میسرہ میں محشر مچا۔ فوج پیچھے ہٹ رہی تھی اور علیؑ کا بیٹا آگے بڑھ رہا تھا۔ فوج کا آخری دستہ فصیل کوفہ سے ٹکرا رہا تھا۔

جب فوجیں بھاگتی تھیں تو زینبؑ کہتی تھیں: "مرحبا میرے پیاسے بھائی۔ میں قربان میرے بھوکے بھائی۔ بہتر کے لاشے اٹھانے والے میرے بھائی۔"

جب حسینؑ جنگ کرتے ہوئے فرات پر پہنچے تو کہا: میرے عباس ذرا پیاسے بھائی کی جنگ دیکھو۔ بڑا ارمان تھا بھائی کی جنگ دیکھنے کا۔"

فوجیں جب بائیں طرف کو جاتی تھیں تو حسینؑ کہتے تھے: "علی اکبرؑ بوڑھے باپ کی جنگ دیکھو۔"

"اَین اَین حبیبؓ، اَین اَین زھیرؓ ارے کہاں ہو مجھے داد نہیں دیتے۔ دیکھو تو سہی میدان کربلا کو میں نے خیبر بنا دیا۔ میرے شیرو! کہاں ہو۔ میرے لاڈلو! کہاں ہو۔" لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔ بار بار ایک ہی آواز آتی تھی: "میں قربان میرے بھائی۔ میں قربان میرے بھائی۔"

فوجوں میں ہلچل تھی۔ ایک مرتبہ فوج یزیدی میں شور ہوا۔

"الامان الامان ابیٰ عبداللّٰہ" اے صاحبِ نعمت ہمیں امان دے۔ تلوار بجلی کی طرح چل رہی تھی۔

ایک مرتبہ جبرئیل پکارے:

"یا ایتها النفس المطمئنة الرجعی الی ربک راضیة مرضیة"

اے نفس مطمئنہ رجعت کر، میری طرف آ جا نہیں...... رجعت کر

صاحب نعمت! نعمت کیا ہے میں تجھ سے راضی ہوں تو مجھ سے راضی ہے......

حسینؑ نے آواز سنی۔ تلوار کی رفتار میں کمی ہوئی۔

ایک مرتبہ حسینؑ کی پشت پر کسی بی بی کے رونے کی آواز آئی۔ وہ بی بی کہہ رہی تھی: "حسینؑ۔ حسینؑ میں نے چکیاں پیس پیس کے اس لیئے تجھے پالا تھا کہ میرے بابا کا دین بچے۔ میرے بچے میرے لال میرے دودھ کی تاثیر دکھا دے۔"

آواز سنی تلوار نیام میں رکھ دی۔ باہیں گھوڑے کی گردن میں ڈال دیں۔ آواز دی: "ذوالجناح ذرا مجھے منزل تک پہنچا دے۔

حسینؑ نے آخری سجدہ کیا۔ شمر نے سر کو زلفوں سے پکڑ کر اٹھایا۔

علامہ مجلسی نے لکھا ہے: حسینؑ کے سر کو ظالم نے پکڑ کر اس طرح اٹھایا کہ خون کے قطرے زمین پر گر رہے تھے اور لکھ رہے تھے۔

وسیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

آخری مجلس ہے جتنا بھی روؤ کم ہے۔ زینبؑ کی بے پردگی پر روؤ۔ سکینہؑ کے لگنے والے تماچوں پر روؤ۔ شاہزادی دعائیں دے رہی ہیں۔ ایسے روؤ جیسے اپنا کوئی جوان بیٹا مر گیا ہے۔

سکینہؑ نے شمر سے کہا: "میرے بابا کے سر کو اس بے دردی سے نہ اٹھا۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔"

اندھی ہو جائے وہ آنکھ جو حسینؑ کے غم میں وانستہ نہ روئے۔

سکینہؑ کو بہت پیار تھا حسینؑ سے...... اس لیے سر کو مانگتی رہی زندانِ شام میں۔

کون سکینہ؟...... زخمی سکینہؑ۔ طماچے کھانے والی سکینہؑ۔

Presented by www.ziaraat.com

امام زمانہ کہتے ہیں: میرا سلام ہو اس پانچ برس کی بچی پر جس کے گالوں کی رنگت کربلا سے شام تک مسلسل تبدیل ہوتی گئی۔ قید خانے میں آج کی رات آئی۔

سکینہؑ غش سے بیدار ہوئی۔ پھوپھی کے پاس آئی اور روتے روتے کہہ رہی ہے۔

''پھوپھی اماں چچا عباس آ گئے۔ بابا آ گئے۔''

زینبؑ نے پوچھا: ''کیا کہہ رہے تھے۔''

فرمایا: ''پھوپھی چچا کے بازو کٹے ہوئے تھے۔

چچا کہہ رہے تھے سکینہؑ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ بابا تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔''

ام رباب آ گئیں۔ فرمایا: بی بی چپ ہو جا۔ سکینہؑ چپ ہو جا۔

''جب سکینہؑ چپ نہ ہوئی تو بیمار بیکس بھائی ہاتھوں میں ہتھکڑیاں سنبھالے آہستہ آہستہ اٹھ کر آیا'': سکینہؑ چپ ہو جا۔''

''بھیا مجھے میرے بابا سے ملا دو۔ چچا سے ملا دو۔''

میرے مظلوم امام نے کہا: ''سکینہؑ چپ ہو جا۔ بی بی بھائی مجبور ہے۔ سکینہؑ ضد نہ کر۔ بھائی مجبور ہے۔''

سکینہؑ نے یہ جملہ سنا ابھی تو رو رہی تھی کاندھے سے سر اٹھایا بھائی کی پیشانی پر بوسہ لیا۔ ''اچھا بھیا اب کبھی نہ روؤں گی''...... بھائی کے کندھے پر سر رکھا۔ اور خاموش ہوگئی۔

سیّد سجاد نے فرمایا: ''پھوپھی جلدی آؤ سکینہؑ سو گئی۔'' زینبؑ دوڑی ہوئی آئیں۔ سکینہؑ کو سجادؑ کے کندھے سے الگ کر دیا۔ ننھی سی گردن ڈھلک گئی۔

امام نے پوچھا: ''کیا ہوا؟ زینبؑ نے کہا: ''بیٹا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔''

Presented by www.ziaraat.com